قال اللہ تعالےٰ

نحن نقص علیک نبأھم بالحق انھم فتیۃ آمنوا
بربھم وزدناھم ھدی وربطنا علی قلوبھم

چوں نص بالا مشعر ست بمطلوبیۃ ذکر مقبولین بہدایت عقائد صحیحہ واعمال صالحہ
واحوال محمودہ (کہ معبر ست بایمان وہدی وربط قلب) برائے ایں ذکر و کتاب

انوار المحسنین

قصص الاولیاء

متضمن بود بر حکایات جماعتے از کاملین متصوفین
نعوت مذکورہ پس ایقاظاً للغافلین وتکمیلاً لنفع الطالبین

ناشر

ادارہ تھانوی دیوبند یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصص الاولیاء　　جلد دوم

صفحات　　۱۶۰

قیمت　　دو روپے -/۲

قائم شدہ　　۲۳ فروری ۱۹۶۰ء

ناشر

ادارہ تھانوی دیوبند

(یو-پی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید کتاب انوار المحسنین

بعد حمد و صلوٰۃ، یہ وہی کتاب ہے اولیاء اللہ کی حکایات میں جس کا ذکر اشتہار معنون باضافہ نافعہ میں ہے جو کہ ضمیمہ ہے رسالہ النور بابت ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ کا اس کے قبل اس سلسلہ میں ایک کتاب ریاحین البساتین مع اس کے حصہ دوم افانین الیاسمین کے مدوّن ہو چکی ہے اب اس کو اس کا حصہ سوم سمجھنا چاہیئے اور اسی جزئیت حکمیہ کے لحاظ سے اس کے تسمیہ میں بھی پہلے دونوں حصوں کی لفظی و معنوی رعایت[1] رکھی ہے لفظی تو قافیہ کی اور معنوی یہ کہ انوار جس طرح جمع ہے نور بضم نون بمعنے روشنی کی اسی طرح جمع ہے نور بفتح نون بمعنے شگوفہ و غنچہ کی بھی اور اس کی مناسبت ریاحین و بساتین و افانین بمعنے شاخ و یاسمین سے ظاہر ہے اور اسی سبب سے اس کی حکایات کا یہ سلسلہ بھی انہیں دو حصوں کی ترتیب سے رکھنا مصلحت سمجھا چنانچہ ان کا نمبر اخیر ایک ہزار سولہ ہوا تھا اس میں ایک ہزار سترہ سے شروع کیا گیا۔ ان حکایات کا ماخذ حصتین سابقتین کے ماخذ کے علاوہ اور کتابیں تصوف کی ہیں حکایات کے اول میں ماخذ کی تصریح ہو گی اور

---

[1] اور یہ رعایت علاوہ ہے اس رعایت کے جو الشیخ کے اشتہار میں لکھی ہے ۱۲ منہ ؎

دوسرے ماخذ کی تصریح ہونے تک۔ ماخذ اول ہی کو معتمد سمجھنا چاہیئے اور گو بوجہ اشتراک کتب فی بعض الحکایات اس میں تکرار کا احتمال ضرور ہے مگر اس سے تحرز کی کوئی صورت نہ تھی پھر کچھ مضر بھی نہیں جو تحرز کا اہتمام غیر مطابق کیا جائے بلکہ ایک درجہ میں مفید ہی ہے گو بلا قصد ہی اور دلچسپ بھی بقول شاعر ؎

اعد ذکر نعمان لنا ان ذکرہ ہو المسک ما کررتہ یتضوع ۔ غایت ان حکایات کے مطالعہ کی ریاحین البساتین کی تمہید کے اخیر میں اور تمہید کے بعد مترجم کے خطبہ کے شروع میں لکھدی گئی ہے۔

اس کتاب انوار الحسنین کی مقدار کا اندازاب تک نہیں ہے کیونکہ اس کی تدوین مہتمم رسالہ الشیخ کی تحریک کا ثمرہ ہے اُس تحریک کی امتداد تک اس کا امتداد ہے اور اس کا امتداد معلوم نہیں اس لیئے اس باب میں وہی کہوں گا جو مولانا رومی رح نے مولانا حسام الدین رح سے درباب مثنوی کے فرمایا ہے

ہمتِ عالی تو اے مرتجے ۔ می کشد ایں را خدا داند کجا ۔ واللہ الموفق والمعین فی کل امر و حین ۔ اشرف علی

اب حکایات شروع ہوتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عوارف المعارف

(۱۰۱۷) حدیث کی ہم سے شیخ صالح ابو الفتح محمد بن عبد الباقی نے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو الفضل احمد بن احمد نے انہوں نے کہا خبر دی ہم کو حافظ ابو نعیم اصفہانی نے انہوں نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن احمد بن محمد نے انہوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عباس بن احمد شاشی نے انہوں نے کہا حدیث کی ہم سے ابو عقیل وصافی نے انہوں نے کہا حدیث کی ہم سے ابو عبد اللہ خواص نے اور یہ حاتم کے منتسبین میں سے تھے انہوں نے کہا کہ میں عبدالرحمن حاتم اصم کے ساتھ رے میں داخل ہوا اور اس وقت ان کے ہمراہ تین سو بیس ۳۲۰ آدمی تھے جو حج کا ارادہ رکھتے تھے اور ان کے بدن پر صوف کا لباس اور صوف کے جبے[1] تھے نہ ان کے پاس تھیلے تھے (جس میں کپڑے یا اجناس ہوں) اور نہ کھانا تھا پس (اس حالت سے) ہم ایک تاجر آدمی کے پاس داخل ہوئے جو درویش منش تھا اور تارکین کو دوست رکھتا تھا سو اس روز اس نے ہماری مہمانی کی جب اگلا روز ہوا اس نے حاتم سے کہا اے ابا عبد الرحمن کیا تمہارا کچھ کام ہے کیونکہ ہمارا ایک فقیہ ہے جو علیل ہے میں اس کی عیادت کرنا چاہتا ہوں تو اگر کوئی تمہارا

---

[1] فی القاموس بالضم جبۃ من صوف معرب شتربانہ ای متاع الجمال ۱۲ منہ

کام ہو تو اُس کو پورا کر کے پھر اُس کی عیادت کو جاؤں) حاتم نے کہا کہ اگر تمہارا کوئی فقیہ علیل ہے تو فقیہ کی عیادت میں خاص فضیلت ہے اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے سو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اور وہ علیل محمد بن مقاتل قاضی رے تھے اُس (تاجر) نے کہا کہ اے ابا عبدالرحمٰن ہمارے ساتھ چلو پس (اُنکے) دروازہ پر آئے سو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک اونچا اور نفیس دروازہ ہے سو حاتم سوچتے رہ گئے۔ کہنے لگے کہ عالم کا دروازہ اس حالت پر۔ پھر ان سب کو (اندر آنیکی) اجازت ہوئی پس اندر آئے سو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک بڑا وسیع مکان ہے اور کپڑے وغیرہ کا بڑا سامان[1] ہے اور حشم خدم ہے اور پردے ہیں اور (ملازمین کی) جماعت ہے پس حاتم سوچتے رہ گئے پھر (خاص) اُس مجلس میں پہنچے جہاں وہ (محمد بن مقاتل) موجود تھے سو وہاں نرم نرم بستر تھے اور وہ اُن پر لیٹے ہوئے تھے اور اُن کے سرہانے ایک غلام تھا اور اُس کے ہاتھ میں ایک مورچھل تھا جس سے مکھی ہنکاتا تھا پس وہ رے والا (تاجر) بیٹھ گیا اُن کو پوچھنے لگا اور حاتم کھڑے رہے ابن مقاتل نے ان کی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ انہوں نے کہا کہ میں نہیں بیٹھتا۔ ابن مقاتل نے ان سے کہا کہ شاید تم کو کچھ کام ہے انہوں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا وہ کیا کام ہے انہوں نے کہا کہ ایک مسئلہ ہے جس کو آپ سے پوچھنے والا ہوں انہوں نے کہا مجھ سے پوچھو انہوں نے کہا تو پھر اُٹھ کر سیدھے بیٹھ جاؤ تاکہ تم سے وہ مسئلہ پوچھوں انہوں نے اپنے غلاموں کو حکم دیا انہوں نے اُن کو سہارا لگا کر بٹھلا دیا اُن سے حاتم نے کہا یہ جو تمہارا علم ہے

[1] فی القاموس القور او الواسعۃ ۱۲ منہ [2] فی القاموس البز الثیاب او متاع البیت من الثیاب و نحوہا ۱۲ منہ

تم اُس کو کہاں سے لائے ہو انہوں نے کہا ثقہ لوگوں نے مجھ سے اس کا بیان
کیا ہے۔ حاتم نے کہا کہ کس سے ابن مقاتل نے کہا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے۔ حاتم نے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے۔ کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ حاتم نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو
کہاں سے لائے۔ ابن مقاتل نے کہا جبرئیلؑ سے۔ حاتم نے کہا سو جس علم کو جبرئیلؑ
نے اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچایا اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے اصحاب کی طرف پہنچایا ہے اور اصحاب نے اس کو
ثقات کی طرف پہنچایا ہے اور ثقات نے اس کو تمہاری طرف پہنچایا ہے۔ تو
کیا تم نے اس علم (کے سلسلہ) میں یہ سُنا ہے کہ جس کے گھر میں داروغہ یا حشم خدم
زیادہ ہوں اس کا رتبہ اللہ کے نزدیک زیادہ ہوتا ہے ابن مقاتل نے کہا نہیں
حاتم نے کہا پھر کیسے سُنا ہے ابن مقاتل نے کہا کہ (یہ سُنا ہے کہ) جو شخص
دنیا میں زہد اختیار کرے اور آخرت میں رغبت اور مساکین کو دوست
رکھے اور اپنی آخرت کے لیے سامان کرے اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بڑا
ہوتا ہے۔ حاتم نے کہا کہ پھر تم نے کس کا اقتدا کیا ہے کیا نبیؑ اور اصحاب
اور صلحاء کا یا فرعون اور نمرود کا جس نے گچ کی عمارت سب سے پہلے
بنائی۔ اے بُرے علماء تمہارے جیسے شخص کو اگر جاہل جو دنیا کا طالب اور
اُس میں راغب ہے دیکھے تو یوں کہے کہ عالم اس حالت میں ہے تو میں
(اگر اس حالت میں رہوں تو) اس سے بدتر تو نہ ہوں گا کیونکہ اگر یہ حالت
بُری ہوتی تو اس کو عالم کیوں اختیار کرتا) اور (یہ کہہ کر ان کے پاس سے

باہر چلے آئے) ابن مقاتل کا مرض (اس گفتگو کے صدمہ سے) اور بڑھ گیا اہل رے کو اس تمام گفتگو کی خبر پہنچی جو حاتم میں اور ابن مقاتل میں ہوئی تھی لوگوں نے ان سے کہا کہ اے ابا عبدالرحمن قزوین میں ایک عالم ہیں جو ان سے بھی زیادہ عظیم الشان ہیں اور اس سے اشارہ طنافسی کی طرف کیا۔ ابو عبداللہ خواص راوی کہتے ہیں کہ وہ اُن کے پاس قصداً چلے اور اُن کے پاس پہنچا اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو میں ایک عجمی (یعنی ناواقف) آدمی ہوں میں چاہتا ہوں کہ مجھ کو دین کا ابتدائی حکم یعنی نماز کی مفتاح سکھلا دو کہ میں نماز کے لئے کس طرح وضو کیا کروں۔ طنافسی نے کہا ہاں بہت خوب اے غلام ایک برتن لا جس میں پانی ہو پس طنافسی بیٹھے اور تین تین بار وضو کیا پھر فرمایا کہ بس اس طرح وضو کیا کرو۔ پھر حاتم بیٹھے اور تین تین بار وضو کیا یہاں تک کہ جب ہاتھوں کے دھونے تک پہنچے تو ان کو چار دفعہ دھو لیا طنافسی نے فرمایا کہ اے تم نے اسراف کیا حاتم نے کہا کہ کس چیز میں (میں نے اسراف کیا) طنافسی نے کہا کہ تم نے ہاتھوں کو چار دفعہ دھویا۔ حاتم نے کہا سبحان اللہ میں تو ایک چلو پانی میں مسرف ہو گیا اور تم اس تمام تر سامان جمع کرنے میں مسرف نہیں ہوئے۔ پس طنافسی کو معلوم ہو گیا کہ یہ اس ارادہ سے ان کے پاس آئے تھے اور ان سے وضو سیکھنا مقصود نہ تھا پس اس گفتگو کے بعد وہ گھر کے اندر چلے گئے اور مارے شرمندگی کے چالیس روز باہر نہیں آئے اور رے اور قزوین کے تاجروں نے تمام یہ گفتگو جو ان کے اور ابن مقاتل و طنافسی کے درمیان میں جاری ہوئی تھی (اطراف میں) لکھ کر بھیجی۔ پھر جب حاتم بغداد میں آئے

و اہلِ بغداد ان کے پاس جمع ہوئے اور ان سے کہنے لگے کہ اے ابو عبد الرحمن تم ایک شکستہ زبان[1] عجمی آدمی ہو لیکن باوجود اس کے کوئی شخص تم سے کلام نہیں کرتا جس کو تم بند نہ کر دیتے ہو انہوں نے کہا میرے پاس تین باتیں ہیں اُن کی وجہ سے اپنے مقابل پر غالب ہو جاتا ہوں لوگوں نے کہا وہ کونسی باتیں ہیں انہوں نے کہا ایک تو یہ کہ جب میرا مقابل صحیح بات کہے میں خوش ہوتا ہوں (گو اس صورت میں وہ غالب آجاویگا) اور دوسری یہ کہ جب وہ غلط بات کہے میں غمگین ہوتا ہوں (گو اس صورت میں وہ مغلوب ہو جائیگا) اور تیسری بات یہ کہ میں اپنے نفس کو محفوظ رکھتا ہوں کہ اس پر جہالت نہ کروں۔ سو یہ خبر احمد بن حنبل کو پہنچی سو وہ (ان سے ملنے) ان کے پاس آئے اور (ان کی نسبت یہ بھی) فرمایا کہ سبحان اللہ یہ کیسے کچھ عاقل ہیں پھر جب سب (مکان کے) اندر پہنچے تو ابن حنبل نے پوچھا اے ابا عبد الرحمن دنیا سے سالم رہنے کا کیا طریقہ ہے۔ حاتم نے کہا اے ابو عبد اللہ تم دنیا سے سالم نہیں رہ سکتے یہاں تک کہ تمہارے پاس چار باتیں نہ ہوں۔ انہوں نے کہا کہ وہ کونسی باتیں ہیں اے ابو عبد الرحمن۔ انہوں نے کہا کہ لوگوں کی جہالت تو معاف کر دیا کرو اور اپنی جہالت کو اُن سے دور رکھو اور ان کے لئے اپنی چیزیں خرچ کر لیا کرو اور اُن کی چیزوں سے ناامید رہو پس جب ایسا ہو گا تو (دنیا سے) سالم رہو گے۔ پھر وہ مدینہ چلے گئے۔

(۱۰۱۸) ابو یزید رحمہ اللہ نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں گذشتہ شب میں صبح تک اس کوشش میں رہا کہ لا الہ الا اللہ کہوں اور قادر نہ ہوا

---

[1] فی القاموس الکن لا یقیم العربیۃ لعجمۃ لسانہ ۱۲ منہ

جو خوابگاہوں سے اپنے پہلوؤں کو علیحدہ رکھتے ہیں۔ پھر میں نے کہا دیکھاں کا تیرا ارادہ ہے۔ بولی اُن مردوں کی طرف جن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔ میں نے کہا کہ اُن کی حالت بیان کر تو یہ ابیات اُس نے پڑھیں ابیات

قوم ھمومھم باللہ قد علقت ؛ فمالھم ھمم تسمو الی احد

فمطلب القوم مولاھم و سیدھم ؛ یا حسن مطلبھم للواحد الصمد

ما ان تنازعھم دنیا ولا شرف ؛ من المطاعم واللذات والولد

ولا للبس ثیاب فائق انق ؛ ولا لروح سرور حل فی بلد

الا مسارعۃ فی اثر منزلۃ ؛ قد قارب الخطو فیھا باعد الابد

فھم رھائن غدران واودیۃ ؛ وفی الشوامخ تلقاھم مع العدد

(ترجمہ) یعنی وہ ایسی قوم ہے جن کے ارادے اللہ تعالیٰ کے ساتھ معلق اور آویزاں ہیں اور اُن کی ہمتیں ایسی نہیں ہیں جو کسی اور کی طرف بڑھیں۔ پھر ساری قوم کا مقصود اُن کا مولیٰ اور اُن کا سردار ہے تو اللہ پاک یکتا کے لئے کیا ہی اچھی اُن کی طلب ہے نہ دنیا اُن سے کشاکشی کرتی ہے اور نہ کوئی چاہ خواہ کھانے کی قسم سے ہو اور یا لذت اور اولاد ہو نہ پوشاک عمدہ او نفیس کے پہننے کے لئے اور نہ کسی خوشی کی راحت کے لئے جو شہر میں واقع ہوتی ہے مگر یہ کہ ہر مرتبہ کے پیچھے اُنکو جلدی اور شتابی ہے جس میں اُن کے قدم نے بعد غیر متناہی کو قریب بنا دیا وہ چشموں اور سیلابگاہوں میں محبوس ہیں (یعنی آبادی میں نہیں آتے) اور تو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اُن سے گروہ کے گروہ سے ملاقات کریگا۔

(۱۰۲۳) نقل ہے کہ ایک ملامتی کو سماع میں بد عو کیا تو وہ نہ آیا اس سے اس کی بابت کہا گیا تو کہا اس واسطے اگر میں آتا تو مجھے وجد ہوتا اور میں نہیں پسند کرتا کہ کسی کو میرا حال معلوم ہو۔

(۱۰۲۴) شیخ سدید الدین ابو الفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ سے میں نے سنا ہے کہ کہا میں ابی بکر شروطی کے پاس بغداد میں تھا کہ ہماری طرف ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا جو میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوئے تھا بعض فقراء نے اُس سے کہا کہ کپڑے کس واسطے نہیں دھوتے ہو کہا اے بھائی مجھے فرصت نہیں ہے۔ شیخ ابو الفخر فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اُس فقیر کے اس قول کا مزہ کہ مجھے فرصت نہیں ہے لیا کرتا ہوں اس واسطے کہ وہ فقیر اس قول میں صادق تھا تو اس کے قول میں لذت پاتا ہوں جب کبھی وہ یاد آتا ہے۔

(۱۰۲۵) اور منقول ہے کہ بعض صالحین نے اپنے ایک بھائی کو لکھا کہ اس کو غزوہ کے لئے بلاتا تھا اُس نے لکھا کہ بھائی کل سرحد اور دربند میرے لئے ایک ہی گھر میں جمع ہیں اور دروازہ مجھ پر بند ہے[۱] اُس کے بھائی نے جواب لکھا کہ اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہے وہ بھی لازم پکڑتے تو مسلمانوں کے کاموں میں خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آجاتے اس واسطے غزوہ اور جہاد ضروری ہے اُس نے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام پر میں ہوں اس کو اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے اپنے گوشوں مصلوں کے اوپر اللہ اکبر کہتے تو قسطنطنیہ کی شہر پناہ منہدم ہو جاتی۔

---

[۱] یعنی خود میرے اندر ہی سب ابواب مجاہدات موجود ہیں اور ان سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں سمجھتا

(۱۰۲۶) وثیق ابن الرومی سے روایت ہے کہ میں عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھ سے کہا کرتے کہ مسلمان ہوجا اور اگر تو اسلام لے آئے تو میں مسلمانوں کے کسی کام میں تجھ سے مدد لوں کیونکہ اُن کی امانتوں کے کام میں اس شخص سے امداد طلب کرنا زیبا نہیں جو ان میں سے (یعنی مسلمان) نہ ہو میں نے انکار کردیا عمرؓ نے کہا کہ دین میں زبردستی نہیں ہے پھر جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو مجھے آزاد کردیا اور کہا جا جہاں تیرا جی چاہے۔ یہ قوم خدمتِ اغیار کو مکروہ جانتے ہیں اور اُن کی آمیز گاری سے بھی انکار کرتے ہیں۔

(۱۰۲۷) اور میں نے اپنے شیخ کو بعض فقیروں سے کہتے ہوئے سُنا کہ جب اُس کے اور اُس کے کسی بھائی میں کچھ بدمزگی وحشت پیدا ہوجاتی کہ اُٹھ اور استغفار کرتو وہ فقیر کہتا میں اپنا باطن صاف نہیں پاتا اور استغفار کے لئے بغیر صفائی باطن کے کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا ہوں شیخ فرماتے، کہ تو اُٹھ تیری اس سعی اور قیام کی برکت سے تجھ کو صفائی نصیب ہوگی تو وہ اس کا احساس کرتا اور اس کا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوجاتے تھے اور وحشت دور ہوتی تھی۔

(۱۰۲۸) ابو عمرو الزجاجی سے روایت ہے کہ کہا مدت تک میں جنیدؒ کے پاس رہا تو انہوں نے مجھے کبھی نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی نہ کسی قسم کی عبادت میں ضرور مشغول رہتا تھا سو مجھ سے کچھ نہ بولتے حتیٰ کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲) سبیل نہیں ہے ۱۲ ؎۲ یعنی گوشہ نشینی ۱۲ ؎۳ یعنی انکی ایسی برکت ہوتی کہ صرف ان کا ذکر سبب فتح کا ہوجاتا قتال کی نوبت نہ آتی ۱۲

جماعت سے مکان خالی تھا تو میں اُٹھا اور کپڑے اپنے اُتارے اور مکان میں جھاڑو دی اور اس کو صاف کیا اور اس میں پانی چھڑکا اور طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ اُدھر آئے اور میرے اوپر گرد و غبار پڑا دیکھا تو میرے لئے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ اور کہا کہ تو نے خوب کیا بس ایسا ہی کیا کر یہ تین بار کہا اور ہمیشہ مشائخ صوفیہ جوانانِ نوخیز کو خدمت کی طرف بلاتے ہیں تاکہ بیکاری سے وہ محفوظ رہیں اور ہر ایک کو ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہے اور ایک حصہ خدمت کا۔

(۱۰۲۹) ہمارے شیخ علیہ الرحمۃ کا یہ حال تھا کہ وہ منیٰ کی مسجد خیف میں پھرتے تھے اور ایک ایک کا منہ دیکھتے تھے اس بارہ میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے ہیں کہ جب وہ کسی شخص کی طرف دیکھ لیتے ہیں تو اس کو سعادت بخشدیتے ہیں تو میں اس کو طلب کر رہا ہوں

(۱۰۳۰) بعضے صالحین کو میں نے سُنا ہے انہوں نے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہنچ گیا ہے کہ وہاں شیطان شر کی راہ سے تجھ تک نہیں پہنچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس اب بھی پہنچے گا۔

(۱۰۳۱) روایت ہے کہ ذوالنون مصریؒ نے بایزیدؒ کے پاس ایک شخص کو بھیجا اور کہا کہ اُن سے کہنا کہ یہ خواب اور راحت کب تک اور حالانکہ قافلہ کوچ کر گیا۔ بایزیدؒ نے قاصد سے کہا کہ میرے بھائی سے کہنا کہ مرد تو وہ ہے کہ تمام رات سوتا رہے اور صبح قافلہ سے پیشتر منزل میں پہنچے۔ ذوالنونؒ نے کہا کہ اُن کو یہ حال مبارک ہو یہ وہ کلام ہے جہاں تک ہمارے احوال

نہیں پہنچتے۔

(۱۰۳۲) اور انہیں سے حکایت[1] ہے کہا میں ایک جنگل میں گیارہ دن تک
بغیر کھائے رہا اور میرے نفس نے تاک لگائی کہ جنگل کی گھاس کھائے تو
میں نے دیکھا کہ ایک سبزی میری طرف چلی آتی ہے میں اُس سے بھاگا پھر مڑ کر
دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی۔ اُن سے پوچھا گیا کہ آپ اُس سے کیوں بھاگے تھے
کہا میرے نفس کو یہ انتظار ہو گیا کہ وہ میری مدد کرنے[2] کی تو یہ لوگ اپنے دین
کو لیکر بچانے کے لئے بھاگنے والے ہیں۔

(۱۰۳۳) عبداللہ مروزی سے منقول ہے کہ اباعلی رباطی اُن کے ساتھ سفر
میں ہوئے تو عبداللہ نے کہا تم لاؤ میرے ذمہ ہے کہ میں امیر ہوں یا تم ہوتے
انہوں نے کہا نہیں بلکہ تم ہی ہو وہ برابر اپنا اور اباعلی کا زادراہ اپنی پشت پر
لادتے رہے اور ایک رات مینھ برسا تو تمام رات عبداللہ اپنے رفیق کے سر پر
کھڑے رہے اور اُن کو اپنی چادر کے ساتھ مینھ سے بچاتے تھے۔ اور جب کبھی
اباعلی کہتے کہ ایسا نہ کرو تو وہ کہتے کیا میں امیر نہیں ہوں اور کیا تمہارے ذمہ
میری اطاعت اور انقیاد واجب نہیں ہے؟

(۱۰۳۴) روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کو عطیات دے رہے تھے
ناگاہ ایک شخص اپنے بیٹے کو ساتھ لئے آیا اُس سے حضرت عمرؓ نے کہا جیسا یہ تیرے
مشابہ ہے ایسا اور کسی کو مشابہ کسی کے میں نے نہیں دیکھا اُس شخص نے کہا
اس کی حکایت میں آپ سے کہتا ہوں میں نے سفر کا ارادہ کیا اور یہ پیٹ میں

---

[1] یعنی ابراہیم خواص سے ۱۲ [2] یعنی اُس سے سہارا ہو گا پس اسکو خلاف توکل سمجھ کر اُس سے بھاگا ۱۲

پیٹ میں تھا اس کی ماں نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہے اور مجھے اس حالت میں چھوڑے جاتا ہے سو میں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے پیٹ میں ہے۔ پھر میں چلا گیا پھر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکی تھی سو ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ یکایک ایک آگ اس کی قبر پر روشن نظر آئی تو میں نے لوگوں سے کہا کہ یہ آگ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ آگ فلانی عورت کی قبر سے معلوم ہوتی ہے جسے ہم ہر شب دیکھا کرتے ہیں میں نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو میں نے پھاوڑا لیا یہاں تک کہ قبر تک پہنچا اور ہم نے اسے کھودا تو کیا دیکھتے ہیں کہ یکایک ایک چراغ نظر آیا اور یکایک یہ لڑکا چلتا دیکھا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہے اور اگر تو اس کی ماں کو ہمارے سپرد کرتا تو اس کو بھی زندہ پاتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا واقعی وہ تیرے ساتھ اس سے بھی زیادہ مشابہ ہے جیسا کوّا کوّے سے مشابہ ہوتا ہے۔

(۱۰۳۵) بعض فقراء سے نقل ہے کہ ایک دن میں بھوکا تھا اور اس وقت مجھ پر حال یہ غالب تھا کہ میں کسی سے نہ مانگوں پھر میں بغداد کی بعض مخلوق میں گذرتا ہوا اور سامنے ہوتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالیٰ کوئی چیز اپنے بعض بندوں کے ہاتھ سے دلوائے سو کچھ نصیب نہ ہوا پھر میں بھوکا سو رہا اور خواب میں ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلانی جگہ جا اور جگہ بھی بتلادی وہاں ایک نیلگوں کپڑا ہے جس میں کچھ ریزگاری ہے اُسے نکال اور اپنے کام میں لا۔

(۴۳۰۱) اور ہمارے بعض مشائخ نے ایک شخص کی حکایت بیان کی جو گناہوں پر مصر تھا پھر وہ متنبہ ہوا اور توبہ کی اور اُس کی توبہ بہت اچھی ہوئی اور اُس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا اُس کا بیان ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ قافلہ کے ساتھ میں حج کروں اور میں نے نیت کرلی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اور اس پر اکتفا کیا کہ اللہ کو تو میرے حال کا علم ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چند روز میں راستہ میں رہا تو اللہ تعالیٰ نے حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر اس امر میں کچھ توقف ہو گیا اور مجھے کچھ نہ پہنچا اور میں بھوکا اور پیاسا رہا حتی کہ میرے بدن میں ذرا طاقت نہ رہی اور چلنے سے رہ گیا اور کچھ کچھ قافلہ سے بچھڑتا گیا یہاں تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ اب اس حالت کا حاصل خود اپنی طرف سے نفس کا ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اللہ نے اس سے منع کیا ہے اور یہ اضطرار کا مسئلہ ہے تو سوال کرلوں پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے اُس کا انکار پیدا ہوا اور میں نے دل میں کہا کہ عہد میں نے اللہ سے کیا ہے اُسے میں نہ توڑوں گا اور مجھ کو عہد شکنی کے مقابلہ میں موت آسان معلوم ہوتی ہے پس میں ایک درخت کی طرف چلا اور اُس کے سایہ میں بیٹھا اور اپنا سر جھکا کر مرنے کے لئے آمادہ ہو گیا اور قافلہ چلدیا میں اسی حالت میں تھا کہ اچانک ایک جوان گلے میں تلوار ڈالے آیا اور مجھے ہلایا میں اُٹھا اور اُس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جس میں پانی تھا پھر مجھ سے کہا پی تو میں نے پیا پھر میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کھا تو میں نے کھایا بعد ازاں مجھ سے کہا تو کیا قافلہ چاہتا ہے

میں نے کہا مجھ کو قافلہ کون پہنچائے گا وہ تو چلا گیا اور آگے بڑھ گیا۔ اُس نے کہا کہ اُٹھ اور میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھ سے کہا کہ بیٹھ قافلہ تیرے پاس آرہا ہے میں ایک ساعت بیٹھا رہا اچانک معلوم ہوا کہ قافلہ میرے پیچھے ہے میری طرف آرہا ہے یہ شان اُس شخص کی ہے جو اپنے مولا کے ساتھ صدق سے معاملہ کرے۔

(۱۰۳۷) بعض صوفیہ سے منقول ہے کہ اُس کے دل میں خطرہ رزق کے اہتمام کا آیا اور کسی جنگل کو نکل گیا ایک پرندہ قبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور ضعیف تھا اُسے دیکھ کر تعجب کی حالت میں اس فکر میں کھڑا ہو گیا کہ وہ جب اُڑنے اور چلنے اور دیکھنے سے معذور ہے تو کھاتا کیسے ہوگا پس وہ اسی حالت میں تھا کہ اچانک زمین شق ہو گئی اور اس میں سے دو سکورے نکلے ایک میں صاف تل تھے اور دوسرے میں صاف پانی تھا اُس نے تل کھائے اور پانی پیا۔ پھر زمین شق ہوئی اور دونوں سکورے غائب ہو گئے وہ کہتا ہے کہ جب میں نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا۔

(۱۰۳۸) بعض صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور لوگوں سے بھیک مانگتے وہ کہتے ہیں میں نے اس امر کو اُن سے گراں سمجھا اور اچھا نہ جانا پھر میں جنیدؒ کے پاس گیا اور اُن کو خبر دی وہ بولے کہ یہ امر تجھ کو گراں نہ معلوم ہونا چاہیئے اس واسطے کہ نوری لوگوں سے نہیں مانگتے مگر صرف اس لئے کہ اُن کا سوال آخرت میں پورا کرتے ہیں تاکہ اُن کو اجر مل جائے۔ اور نوری کو کوئی ضرر نہ ہو اور جنیدؒ کا یہ قول ہے کہ لیعطیہ یعنی تاکہ اُن کو وہ دے

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

ایسا ہے جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الاخذ لانہ یعطی الثواب
یعنی اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہے اس واسطے کہ وہ ثواب لیتا ہے بعد ازاں جنیدؒ نے
کہا ترازو لاؤ پھر انہوں نے سو درم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درم لیکر اُس سیکڑہ
میں ڈالدیئے پھر کہا کہ یہ اُن کے پاس لیجا میں نے دل میں کہا وزن صرف اس لئے ہوتا ہے
کہ اُس کی مقدار معلوم ہو پھر غیر وزن کئے درم وزن کئے ہوؤں میں کس طرح ملادیئے
حالانکہ یہ حکیم شخص ہیں مگر مجھے اُن سے دریافت کرتے شرم آئی پھر وہ تھیلی نوری کے
پاس لے گیا انہوں نے کہا ترازو لاؤ پس انہوں نے سو درم تولکر کہا کہ یہ اُن ہی
کے پاس لوٹا لیجا اور اُن سے کہدینا کہ میں تمہارے دیئے ہوئے قبول نہیں کرتا۔
اور جو سو درم پر زائد تھا وہ لے لیا راوی کہتے ہیں کہ اس سے مجھے اور زیادہ تعجب
ہوا پھر میں نے نوری سے یہ ماجرا پوچھا انہوں نے کہا کہ جنید مرد بڑے عقلمند
ہیں چاہتے ہیں کہ رسی کو دونوں سروں سے پکڑیں اس لئے سو درم تو اپنی ذات
کے لئے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور اُس پر ایک مٹھی درم اللہ کے واسطے ڈالدیئے
تو میں نے وہ تو لے لئے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو انہوں نے اپنے نفس کے
واسطے دیئے وہ پھیر دیئے۔ کہا پھر اُسے میں جنیدؒ کے پاس لے گیا تو وہ رو دیئے

(حاشیہ صفحہ ۱۹) ؎ مطلب یہ کہ نوری کو لینا مقصود نہیں بلکہ دینا مقصود ہے یعنی ثواب کا اس طرح سے کہ لوگوں کو نفع پہنچ جائے اور نوری کو کوئی ضرر نہ ہو ۱۲ ؎ یعنی عطا کا سبب بن جائے ۱۲ (حاشیہ صفحہ ہذا) ؎ مطلب یہ کہ دونوں طرح کا حصہ لینا چاہتے ہیں ثواب بھی اور خلوص کامل بھی تو جتنا ثواب کا حصہ تھا وہ میں نے نہیں لیا کہ یہ جنید کا ہے اور دوسرا حصہ اللہ کا تھا وہ لے لیا ۱۲۔

اور کہا اپنا مال لے لیا اور ہمارا مال پھیر دیا۔

(۱۰۳۹) اور جو لطائف میں نے اپنے شیخ کے اصحاب سے سنے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ شیخ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ ہم کسی قدر مال کے حاجتمند ہیں تو تم لوگ اپنے خلوت کے مکانوں میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جو خدا تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سو اُن سب نے ایسا ہی کیا بعد ازاں ایک شخص اُن میں سے آیا جو اسمٰعیل بطائحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ لایا جس پر تیس دائرے تھے اور کہا یہ ہے جو اللہ نے مجھے میرے واقعہ میں عطا فرمایا ہے تو شیخ نے وہ کاغذ لے لیا ایک ہی ساعت گذری تھی کہ اچانک ایک شخص آیا اور اُس کے پاس کچھ سونا تھا اور شیخ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر وہ کاغذ کھولا اور دیکھا کہ وہ سونا تیس اشرفی تھیں سو ہر ایک اشرفی کو ایک ایک دائرے پر رکھا اور کہا یہ شیخ اسمٰعیل کی فتوح ہے۔ اسی قسم کا کوئی کلام جس کے یہ معنی تھے۔

(۱۰۴۰) میں نے سُنا ہے کہ شیخ عبد القادر رحمہ اللہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا فلانے شخص کا جو تیرے پاس غلّہ اور سونا ہے اُس میں سے اس قدر غلّہ اور اس قدر سونا مجھے دیدو اُس شخص نے کہا میں کس طرح اس امانت میں جو کہ میرے سپرد ہے تصرف کردوں اور اگر آپ سے استفسار کروں تو آپ خود اس تصرف کے متعلق فتویٰ نہ دیں گے شیخ نے پھر اُس کو دینے کے لئے تاکید کی اُس نے شیخ کی نسبت حسن ظن کیا اور جو مانگا تھا اس قدر حاضر کیا جب اُس میں تصرف ہو چکا تو صاحب امانت کا ایک خط آیا اور وہ

بعض اطراف عراق میں تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اس قدر غلہ اور اس قدر موتا پہنچا دے اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے معین کی تھی تب شیخ نے اسکے توقف پر ملامت کی اور کہا تو نے فقراء کی نسبت یہ ظن کیا کہ اُن کے اشارات غیر صحیح اور خلاف علم ہوتے ہیں۔

(۱۰۴۱) بایزیدؒ سے کہا گیا کہ ہم آپ کو کوئی پیشہ کرتے نہیں دیکھتے پھر کہاں سے آپ کی معاش ہے انہوں نے کہا میرا مولا کتے اور سُور کو تو روزی دیتا ہے تو کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ بایزید کو روزی نہ دیگا۔

(۱۰۴۲) روایت ہے کہ بعض عارفوں نے زہد اختیار کیا اور اپنے زہد میں اُس حد کو پہنچا کہ لوگوں سے جدا ہو گیا اور شہروں سے نکل گیا اور کہا میں کسی سے کچھ نہ مانگوں گا یہاں تک کہ میرا رزق میرے پاس آئے اور سفر شروع کر دیا پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اس کو کوئی شئی نہ ملی حتیٰ کہ قریب تھا کہ ہلاک ہو جائے اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے جو میری قسمت میں دیا ہے اور نہیں تو میری جان قبض فرمالے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے قلب میں الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہے میں تجھے رزق نہ دونگا جب تک کہ تو شہروں میں نہ جائے اور لوگوں میں نہ رہے سہے پس وہ شہر میں آیا اور آدمیوں کے درمیان قیام کیا تو ایک کھانا لا رہا ہے اور ایک پانی لا رہا ہے پھر اُس نے کھایا اور پیا پھر اُس کے دل میں اس کے متعلق خطرہ آیا کہ یہ کیا بات ہے تو ہاتف سے سنا کہ تو نے ارادہ کیا تھا کہ حق تعالیٰ کی حکمت کو اپنے زہد فی الدنیا سے باطل اور معطل کرے کیا تو نہیں جانتا کہ وہ جو بندوں کو

بندوں کے ہاتھ سے رزق دیتا ہے یہ بات اُسے زیادہ محبوب اور مرغوب ہے کہ اُن کو قدرت کے ہاتھوں سے رزق دے۔

(۱۰۴۳) روایت ہے کہ احمد بن حنبلؒ ایک دن باب الشام کی سڑک پر گئے اور آٹا خرید کیا اور وہاں کوئی اُس کا اُٹھانے والا نہ تھا اتفاق سے ایوب حمال مل گئے اور اُسے اُٹھا کر لے آئے احمدؒ نے اُن کو اُجرت بھی دیدی جب اُن کے بعد گھر میں آئے اتفاق سے گھر والوں نے کچھ روٹی پکا رکھی تھی اُس آٹے کی جو گھر میں موجود تھا اور روٹیاں تخت پر رکھ چھوڑی تھیں تاکہ ٹھنڈی ہو جائیں تو ایوب نے اُن کو دیکھا اور وہ صائم الدہر تھے پس احمدؒ نے اپنے بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو بھی کچھ روٹی دو انہوں نے دو گردہ روٹی کے دیئے انہوں نے پھیر دیں احمد نے کہا خیر رکھدے پھر تھوڑی دیر ٹھیر کر کہا یہ دونوں روٹی لے اور ایوب کو جا کر دیدے چنانچہ وہ لیکر گئے تو انہوں نے دونوں روٹی لیلیں۔ صالح تعجب کرتے ہوئے لوٹے احمدؒ نے کہا کہ اُس کے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہوا کہا ہاں، کہا یہ مرد صالح ہے اول جب روٹی دیکھی اُس کے نفس کو روٹی کی طرف رغبت ہوئی جب ہم نے رغبت کی حالت میں دیا تو اُس نے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہو گیا تو ہم نے پھر نا امیدی کے بعد دوبارہ دیں پس لے لیں۔

(۱۰۴۴) بعضے فقراء سے میں نے سُنا ہے جب اُس سے پوچھا گیا کہ نکاح کیوں نہیں کرتے کہنے لگا عورت مردوں کے واسطے ہوتی ہے اور میں مردوں کے درجہ کو نہیں پہنچا ہوں پھر میں کس طرح نکاح کروں۔

(۱۰۴۵) بشر بن حارث سے کہا گیا کہ لوگ آپ کے حق میں کلام اور گفتگو

کرتے ہیں کہا کیا کہتے ہیں کہا گیا کہ یہ کہتے ہیں کہ آپ تارک السنت ہیں یعنی نکاح نہیں کرتے انہوں نے کہا کہ اُن سے کہدو کہ میں فرض میں مشغول ہونے کے سبب سُنت کی فرصت نہیں رکھتا۔

(۱۰۴۶) حکایت ہے کہ جب ذوالنون بغداد میں آئے تو ایک جماعت اُن کے پاس آئی اور اُن کے ساتھ ایک قوال تھا پھر اُن لوگوں نے آپ سے اجازت مانگی کہ یہ کچھ کہے۔ آپ نے کہا اچھا اس وقت قوال نے یہ اشعار کہے ؎

صغیر هواك عذبنی ✤ فکیف به اذا احتنكا
وانت جمعت من قلبی ✤ هوی قد کان مشترکا
اما ترثی لمکتئب ✤ اذا ضحك الخلی بکی

اُن کا دل خوش ہوا اور کھڑے ہوگئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل گر پڑے اور اُن کی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہیں گرتا تھا پھر اُن لوگوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اُس کی طرف ذوالنون رح نے دیکھا اور کہا خوف اور اندیشہ کر اُس سے جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اُس کا بیٹھنا بسبب اس کے صدق اور علم اُسکے اس جاننے کے تھا کہ وہ کامل الحال نہیں ہے تو اجد کے ساتھ کھڑے ہونیکے لائق اور قابل نہیں ہے۔

(۱۰۴۷) بعضوں نے کہا ہے کہ ہم ساحل پر تھے ہمارے بعضے بھائیوں نے سماع سُنا تو وہ پانی پر آمد و رفت کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ کو

...اپس آئے اور نقل ہے کہ بعضے ان حضرات میں سے سماع کے وقت آگ
...ر لوٹتے تھے اور اس کی اُن کو خبر نہیں ہوتی تھی۔ اور نقل ہے کہ بعض صوفیہ
...و سماع کے وقت وجد پیدا ہوا تو انہوں نے شمع لی اور اپنی آنکھوں میں
...ر لی ناقل نے کہا کہ میں اُس کی آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھوں تو میں نے ایک
...آگ یا نور کو دیکھا کہ اُس کی آنکھ سے نکلتا تھا اور شمع کی آگ کو (اپنی قوت سے)
...ہٹاتا تھا۔

(۱۰۴۸) بعضے اصحاب سہل نے بیان کیا کہ میں برسوں سہل کے ساتھ رہا
...کبھی میں نے اُن کو نہیں دیکھا کہ کسی چیز سے متغیر ہوئے ہوں خواہ ذکر ہو، قرآن
...ہو، جب اُن کی عمر آخر پہنچی ان کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی فالیوم لا یوخذ منکم
...فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جائیگا تو آپ کپکپائے اور قریب تھا کہ گر پڑیں
...میں نے اس کا سبب پوچھا کہا اب مجھے ضعف ہو گیا۔ اور ایک دفعہ یہ آیت
...ی تھی الملک یومئذ الحق للرحمٰن آج کے دن بادشاہت حق رحمٰن کا ہے
...تو آپ تڑپنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو آپ کے یار تھے کہا ہاں آئینہ
...مجھے ضعف ہو گیا آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہے تو قوت کیا ہے کہا قوت یہ
...ہے کہ ہر آئینہ کامل پر کوئی وارد نہیں آتا مگر یہ کہ وہ اپنی قوت حال سے اس کو
...ہضم کر جاتا ہے پس اس کو کوئی وارد متغیر نہیں کرتا۔

(۱۰۴۹) حکایت ہے کہ ایک جوان جنید رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہتا
...تھا اور جب کبھی کوئی چیز سنتا نعرہ مارتا اور متغیر ہو جاتا آپ نے اُس سے
...ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز (اس قسم کی) ظاہر ہوئی تو میری

صحبت میں مست رہتا اُس کے بعد وہ اپنے تئیں ضبط کرتا اور بسا اوقات اسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اُس نے ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُس کی نکل گئی۔

(۱۰۵۰) حکایت ہے کہ نیشاپور کے مقام میں ایک دعوت میں فقیہ اور صوفیہ جمع ہوگئے اور (کسی صوفی کا) خرقہ گر پڑا اور اُس مجلس میں ابو محمد جوینی تو شیخ الفقہاء تھے اور ابو القاسم قشیری شیخ الصوفیہ تھے عادت کے موافق خرقہ تقسیم کر لیا گیا تو شیخ ابو محمد نے بعض فقہاء کی طرف دیکھا اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلافِ مال ہے ابو القاسم قشیری نے بھی سُن لیا اور کچھ نہ کہا یہاں تک کہ تقسیم سے فراغت ہو چکی پھر خادم کو بلایا اور کہا مجلس میں دیکھو جس کے پاس خرقہ کے ٹکڑوں کا مصلیٰ ہو تو اسے میرے پاس لے آ وہ ایک مصلے لایا پھر ایک شخص آگاہ واقفکار کو حاضر کیا اور کہا یہ مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خرید کر دے گے کہا ایک دینار پر۔ کہا اور اگر اس میں کا ایک ہی قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا۔ پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا اس کا نام مال کا تلف کرنا نہیں ہے۔

حکایاتِ اخلاقِ صوفیہ

(۱۰۵۱) میں نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جبکہ میں ملکِ شام کے سفر میں اُن کے ساتھ تھا اور ہر آئینہ بعض اہلِ دنیا نے آپ کے پاس اسیرانِ فرنگ کے سروں پر کھانا بھیجا تھا اور وہ لوگ اُن کی قید میں تھے پس جب

دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنوں کے منتظر تھے تاکہ وہ خالی ہوں (تو اُن کو لے جائیں) آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیوں کو لے آؤ تاکہ دسترخوان پر درویشوں کے ساتھ بیٹھیں پس خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پر ایک صف میں اُن کو بٹھا دیا اور شیخ اپنے مصلّے سے اُٹھے اور اُن کے پاس گئے اور اُن کے بیچ میں اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا اُنہیں میں سے ایک ہیں بعد ازاں آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے کھایا۔

(۱۰۵۲) ابو یزید بسطامی ؒ نے کہا ہے کہ میرے اوپر کوئی شخص ایسا غالب نہیں ہوا جیسا کہ بلخ کا ایک جوان غالب ہوا کہ وہ حج کو جاتے ہوئے میرے پاس آیا اور کہا اے بایزید آپ کے نزدیک زہد کی کیا حقیقت ہے میں نے کہا کہ (زہد یہ ہے کہ) جب ہمیں ملے تو کھالیں اور جب نہ ملے تو صبر کرلیں۔ اس پر اس نے کہا کہ ایسے تو ہمارے یہاں بلخ کے کتے بھی ہیں تو میں نے اس سے کہا تمہارے نزدیک زہد کی کیا حقیقت ہے کہا کہ (زہد اس کا نام ہے کہ) جب ہمیں نہ ملے تو شکر کریں اور جب ملے تو اپنے اوپر دوسروں کو مقدم رکھیں (یعنی اپنی حوائج سے پہلے دوسروں کی حوائج پوری کریں)۔

(۱۰۵۳) ابو الحسن انطاکی کے پاس ملک رے کے ایک گاؤں میں تیس آدمی سے زیادہ جمع ہوئے اور ان کے پاس چند روٹیاں تھیں کہ اُن میں سے پانچ آدمیوں کا بھی پیٹ اُن سے نہ بھرتا تو روٹیوں کے ٹکڑے کر لئے اور چراغ کو بجھا دیا اور کھانے کے لئے بیٹھے پھر جب کھانا بڑھایا تو دیکھا کہ وہ کھانا بدستور موجود ہے ان میں سے کسی نے نہ کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ اپنے

نفس پر دوسرے کو مقدم رکھے۔

(۱۰۵۴) حذیفہ عدوی سے حکایت ہے کہ میں یرموک[1] کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش میں چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی تھا اور میں (اپنے دل میں) کہتا تھا کہ اگر اس میں کچھ سانس باقی ہوگا تو اس کو پلاؤں گا اور اس کا منھ صاف کر دوں گا تو اچانک وہ مجھے مل گیا میں نے کہا کہ میں تجھے پانی پلاؤں؟ اس نے اشارہ کیا کہ ہاں پس ناگاہ ایک شخص (کو سنا) کہ وہ آہ آہ کر رہا تھا میرے بھائی نے کہا کہ یہ پانی اس کے پاس لے جاؤ پس میں اس کے پاس لے گیا دیکھا تو وہ ہشام بن عاص تھے میں نے کہا کہ تمہیں پانی پلاؤں تو ہشام نے ایک اور شخص کو سنا کہ وہ آہ آہ کر رہا ہے، پس انہوں نے کہا کہ اس کے پاس لے جاؤ میں اس کے پاس لے گیا دیکھا تو وہ مرچکا تھا پھر میں ہشام کی طرف لوٹ کر آیا دیکھا تو وہ بھی مرچکے تھے۔ تب میں اپنے بھائی کی طرف پھرا دیکھا تو وہ بھی مرچکے تھے۔

(۱۰۵۵) روایت ہے کہ جب صوفیہ کی (بادشاہوں کے یہاں) برائی اور غمازی کی گئی اور جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ کو اختیار کر کے (صوفیوں سے) جدا ہوگئے (تاکہ گرفتار نہ کئے جائیں)، اور شحام اور رقام اور نوری پکڑے گئے اور ان کی گردن مارنے کے لئے نطع بچھایا گیا تو نوری آگے ہو کر بیٹھے (تاکہ پہلے ان کو قتل کیا جاوے) ان سے کہا گیا کہ کس بات کی جلدی کرتے ہو یعنی قتل کیا جانا تو ایسی بات نہیں ہے جس کی جلدی کروں، کہا کہ میں ایک ساعت کی زائد زندگی کے لئے اپنے دوستوں کو

---

[1] یرموک ملک شام میں ایک مقام ہے وہاں مسلمانوں کی کفار کے ساتھ بہت سخت لڑائی ہوئی ہے ۱۲ [2] نطع کھال ہوتی ہے کہ اس پر بٹھا کر گردن ماری جاتی ہے۔

ترجیح دیتا ہوں۔

(۱۰۵۶) منقول ہے کہ رودباری اپنے ایک مرید کے گھر تشریف لائے اور اُس کے گھر کا دروازہ بند پایا تب آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُس کا دروازہ بند اس کے دروازہ کو توڑ ڈالو پس لوگوں نے اسے توڑ ڈالا اور آپ نے حکم دیا کہ جو کچھ اس کے گھر میں ملے اُسے بیچ ڈالو پس (تعمیل ارشاد کے لئے) اس اسباب کو بازار لے گئے اور ارزاں قیمت لی اور گھر میں (آن کر) بیٹھے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ نہ کہا اور اُس کی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوئے تھی اور گھر کے اندر آئی اور چادر کو پھینک دیا اور کہا یہ بھی گھر کے بقیہ اسباب میں سے ہے پس اسے بھی بیچ ڈالو۔ میاں نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف تو نے اپنے اختیار سے کیوں کیا وہ بولی کہ خاموش شیخ جیسا ہم سے بے تکلفی کرے (کہ ہم کو اپنا سمجھ کر ہمارا اسباب بکوا دے) اور ہمارے اوپر حکومت کرے اور پھر ہمارے پاس کوئی ایسی چیز باقی رہ جائے جسے ہم اُس سے بچا رکھیں۔

(۱۰۵۷) حکایت ہے کہ قیس بن سعد بیمار ہوئے تو اُن کے دوستوں نے اُن کی عیادت میں تاخیر کی آپ نے اُن کا حال پوچھا کہ میری عیادت کو کیوں نہیں آئے، لوگوں نے کہا کہ وہ اس وجہ سے (آتے ہوئے) شرماتے ہیں کہ آپ کا قرض اُن کے ذمہ ہے کہا اللہ ایسے مال کو برباد کرے جو دوستوں کو ملاقات سے باز رکھتا ہے پھر منادی کو حکم دیا کہ اعلان کر دے کہ جس پر قیس کا کچھ مال آتا ہو وہ اُس کو معاف ہے تب تو اُن کے عیادت کرنے والوں کی اتنی کثرت ہوئی کہ شام کے وقت اُن کے گھر کی دہلیز بھی ٹوٹ گئی۔

(۱۰۵۸) نقل ہے کہ ایک شخص اپنے دوست کے پاس آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا پس جب وہ باہر نکلا تو پوچھا کہ تم (اس وقت) کس لئے آئے کہا چار سو درم کے لئے جو میرے اوپر قرض ہیں پس وہ گھر میں گیا اور چار سو درم تو لے اور اس کو دیدیئے اور روتا ہوا گھر میں گیا اُس کی بی بی نے کہا کہ جب دینا تمہارے اوپر گراں تھا تو بہانہ کیوں نہیں کر دیا کہا میں (اس لئے نہیں روتا ہوں کہ دینا گراں گزرا بلکہ) اس لئے روتا ہوں کہ اُس کے حال کی جستجو میں نے خود کیوں نہیں کی حتیٰ کہ مجبور ہو کر اُسے خود کہنا پڑا۔

(۱۰۵۹) معاویہ بن عبدالکریم روایت کرتے ہیں کہ ہم محمد بن سیرین کے آگے شعر پڑھا کرتے اور وہ بھی پڑھتے اور ہم اُن کے سامنے ہنسی کرتے اور وہ بھی ہم سے ہنسی کرتے اور ہم اُن کے پاس سے ہنستے ہوئے اُٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جایا کرتے تو اُن کے پاس سے اس حالت میں اُٹھتے کہ قریب ہوتا کہ ہم رو دیتے۔

(۱۰۶۰) ابووائل سے حکایت ہے کہا میں اپنے ایک دوست کے ساتھ سلمانؓ کی ملاقات کے لئے گیا پس انہوں نے ہمارے (کھانے کے لئے) جو کی روٹی اور دردرہ نمک پیش کیا میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک میں پودینہ ہوتا تو اور مزہ دار ہو جاتا۔ پس سلمانؓ باہر گئے اور وضو کا لوٹا گروی رکھ کر پودینہ لائے پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اُس نے جو کچھ ہمیں دیا اُس پر ہم کو قانع کر دیا اس پر سلمانؓ نے کہا کہ اگر تم خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیز پر قانع ہوتے تو میرا لوٹا رہن نہ ہوتا۔

(۱۰۶۱) منقول ہے کہ جب ابوحفص عراق میں تشریف لائے تو جنیدؒ اُن کے پاس آئے اور اُن کے مریدوں کو دیکھا جو اُن کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔ اور وہ ان کے حکم کی ایسی تعمیل کرتے تھے کہ اُن میں سے کوئی ذرا خلاف نہیں کرتا تھا تب جنید رحمتہ نے کہا اے ابوحفص تم نے اپنے مریدوں کو بادشاہوں کا سا ادب سکھایا ہے (یعنی تم اپنی ایسی تعظیم کراتے ہو جیسی بادشاہ کرایا کرتے ہیں) انہوں نے کہا کہ نہیں اے ابوالقاسم (یہ بات نہیں ہے مجھے اپنی تعظیم کرانی مقصود نہیں) لیکن (بات یہ ہے کہ) ظاہر کا حسن ادب ابتدا رہے باطن کے ادب کی۔

(۱۰۶۲) ابوعبید قاسم بن سلام سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں مکہ میں داخل ہوا اور اکثر اوقات میں کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات میں لیٹ بھی رہتا اور اپنے پاؤں پھیلا دیتا پس عائشہ مکیہ آئیں اور کہا اے ابوعبید مشہور ہے کہ تم علماء میں سے ہو میری ایک بات مانو خدا تعالیٰ کے سامنے ادب سے بیٹھا کرو ورنہ دفتر قرب سے تمہارا نام مٹا دیا جائیگا۔ ابوعبید نے کہا کہ وہ عارفہ تھیں۔

(۱۰۶۳) ابوالقاسم قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ استاد ابوعلی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہیں بیٹھتے تھے ایک روز وہ ایک مجلس میں تھے میں نے ارادہ کیا کہ ان کی پیٹھ کے پیچھے تکیہ رکھدوں اس واسطے کہ میں نے انہیں دیکھا کہ بے سہارے بیٹھے ہیں (پس) وہ تکیہ سے کسی قدر ہٹ کر بیٹھ گئے مجھے یہ خیال ہوا کہ وہ تکیہ سے اس واسطے علیحدہ ہوگئے کہ اُس پر کپڑا یا مصلےٰ نہ تھا آپ نے کہا کہ میں سہارا لگانا ہی نہیں چاہتا پھر میں نے اس کے بعد غور کیا تب میں سمجھا کہ وہ (قصداً ایسا کرتے ہیں کہ) کبھی کسی چیز کا سہارا لگا کر نہیں بیٹھے۔

(۱۰۶۴) ایک صوفی نے جو کہ دقاق رحمۃ اللہ علیہ کا چیلا تھا کہا ہے کہ میں نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اس کی طرف نظر کرتے ہوئے دیکھ لیا پس آپ نے کہا ضرور تو اس کا برا نتیجہ بھگتے گا اگرچہ برسوں بعد ہو۔ کہا کہ بیس برس بعد مجھے اس کا یہ برا نتیجہ بھگتنا پڑا کہ قرآن بھول گیا۔ (والعیاذ باللہ)۔

(۱۰۶۵) سری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک رات میں نے حسب معمول نماز پڑھی اور (اس سے فارغ ہو کر) محراب میں اپنے پاؤں پھیلا لئے تو مجھے آواز دی گئی کہ اے سری کیا بادشاہوں کے سامنے اسی طرح بیٹھا کرتے ہیں پس میں نے پاؤں سمیٹ لئے اس کے بعد میں نے کہا مجھے آپ کی عزت کی قسم ہے کہ اب میں اپنے پاؤں کبھی نہ پھیلاؤں گا جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن کو یا رات کو اپنا پاؤں نہیں پھیلایا۔

(۱۰۶۶) سری رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ صبر کیا چیز ہے وہ اس کے متعلق بیان کرنے لگے اور ایک بچھو ان کے پاؤں پر چلنے لگا اور ان کے ڈنک مارنے لگا اس وقت آپ سے کہا گیا کہ اس کو ہٹا کیوں نہیں دیتے کہا میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ ایک حالی بیان کروں پھر اس کے متعلق اپنی معلومات کے خلاف کروں۔

(۱۰۶۷) جریری نے کہا ہے کہ بیس برس سے میں نے خلوت میں بھی اپنا پاؤں نہیں پھیلایا اس واسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب (بہ نسبت مخلوق کے) احسن اور اولی ہے۔

(۱۰۶۸) ایک صوفی کی حکایت ہے کہ اس نے طہارت میں اپنے نفس کی اس حد تک تادیب کی تھی کہ وہ عابدین کی ایک جماعت کے ساتھ کتنے ہی روز رہا اور وہ سب

ایک ہی گھر میں رہتے تھے سوان میں سے کسی نے اُس کو بیت الخلا میں جاتے ہوئے نہیں دیکھا اس واسطے کہ وہ تقضائے حاجت اُس وقت کرتا تھا جبکہ اُس جگہ کوئی نہ ہوتا (اس سے) نفس کی تادیب اُس کو منظور تھی۔

(۱۰۶۹) منقول ہے کہ ابراہیم ادہمؒ بھی وضو پر مداومت کرتے تھے سو ایک رات میں کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے تھے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

(۱۰۷۰) مسلم بن یسار سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک روز مسجد بصرہ میں نماز پڑھی پس (اُن کے نماز پڑھنے میں) مسجد کا ایک ستون گر پڑا جس کے گرنے کی آواز بازار والوں نے بھی سُنی اور وہ نماز میں کھڑے ہوئے تھے انہیں اس کی کچھ خبر نہیں ہوئی۔

(۱۰۷۱) ابو عمر بن علائی سے روایت ہے کہ وہ امامت کے لئے آگے کئے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں اس کی لیاقت نہیں رکھتا پھر جب ان سے اصرار کیا گیا تو انہوں نے تحریمہ کی پس انہیں (فوراً) غش آگیا سو لوگوں نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ انہیں ہوش آیا تو اُن سے وجہ پوچھی گئی فرمایا جب میں نے کہا صف سیدھی کر لو تو ہاتف نے مجھے آواز دی کہ آیا تو بھی اللہ کے ساتھ کبھی سیدھا ہوا ہے (جیسا اُن کو سیدھا ہونے کو کہہ رہا ہے)

(۱۰۷۲) موسیٰ بن جعفر سے کہا گیا کہ لوگوں نے آپ کے سامنے گذر گذر کر آپ کی نماز خراب کر دی (یعنی آپ کی یکسوئی میں فرق ڈال دیا) فرمایا کہ جسکے لئے میں نماز پڑھتا ہوں وہ مجھ سے بہ نسبت اس شخص کے زیادہ قریب ہے

جو میرے آگے سے گذرتا ہے۔

(۱۰۷۳) منقول ہے کہ حضرت زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لئے باہر نکلتے تو (آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو جاتا حتی کہ) رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے اگر کوئی آپ سے اس کی بابت دریافت کرتا تو آپ فرماتے کہ تمہیں خبر بھی ہے میں کس کے سامنے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔

(۱۰۷۴) اور منقول ہے کہ محمد بن یوسف نے حاتم اصمؒ کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے لوگوں کو نصیحت کر رہے ہیں پس انہوں نے حاتمؒ سے کہا کہ اے حاتمؒ میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کو نصیحت کرتے ہو کیا تم نماز بھی اچھی طرح پڑھنی جانتے ہو، کہا ہاں، کہا کیونکر پڑھتے ہو کہا کہ میں حکم کے ساتھ اُٹھتا ہوں اور خوف سے چلتا ہوں اور ہیبت کے ساتھ (مسجد میں) داخل ہوتا ہوں اور عظمت کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہوں اور ترتیل سے قرات کرتا ہوں اور خشوع سے رکوع کرتا ہوں اور تواضع سے سجدہ کرتا ہوں اور تشہد کے لئے اُس کا کامل حق ادا کرتا ہوا بیٹھتا ہوں اور سنت کے موافق سلام پھیرتا ہوں اور اُس نماز کو اپنے پروردگار کے سپرد کر دیتا ہوں اور اپنی تمام عمر اُس کی حفاظت کرتا ہوں اور ہمیشہ ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف متوجہ رہتا ہوں اور اس کا اندیشہ رہتا ہے کہ میری نماز مقبول نہ ہو اور مقبول ہونے کی امید بھی رکھتا ہوں اور میں اس خوف و رجا کے درمیان رہتا ہوں اور جس نے مجھے (نماز) سکھائی اُس کے لئے دعا کرتا ہوں اور جو مجھ سے درخواست کرتا ہے اُس کو سکھا دیتا ہوں

اور میں اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہوں کہ اُس نے مجھے (نماز کی) توفیق دی۔
پس محمد بن یوسف نے کہا کہ تجھ سا شخص اس کے سزاوار ہے کہ وعظ کہا کرے
(۱۰۷۵) ایک شخص طیالسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور وہ اُس وقت
دردرے نمک کے ساتھ سوکھی روٹی کھا رہے تھے جس کو پانی میں بھگویا تھا
اُس شخص نے آپ سے کہا کہ اس کے کھانے کو آپ کا دل کیسے چاہتا ہے
آپ نے فرمایا کہ میں اُسے رہنے دیتا ہوں یہاں تک کہ (بھوک کی شدت سے)
مجھے اس کی خواہش ہو جاتی ہے۔
(۱۰۷۶) ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے جب کبھی اتنا کھایا کہ
پیٹ بھر گیا یا اتنا پانی پیا کہ سیراب ہو گیا تو ضرور (میں ان دو مصیبتوں میں
سے کسی مصیبت میں گرفتار ہوا) یا تو کسی گناہ میں پڑ گیا یا کسی گناہ کا میں نے
قصد کیا۔
(۱۰۷۷) فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں تیئس ۲۳ شیخوں کی صحبت
میں رہا ہر ایک نے رخصت ہوتے وقت مجھے یہ وصیت کی کہ لڑکوں کی صحبت
سے بچنا اور کھانا کم کھانا۔
(۱۰۷۸) سہل بن عبداللہ پندرہ دن میں ایک مرتبہ کھانا کھایا کرتے تھے
اور رمضان میں صرف ایک ہی دفعہ کھانا کھایا کرتے تھے اور اتباع سُنّت کے
لئے خالی پانی سے افطار کر لیتے تھے۔
(۱۰۷۹) جنید رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ رکھتے
تھے پھر جب اُن کے پاس اُن کے دوست آتے تو اُن کے ساتھ افطار کر لیتے

اور فرماتے کہ دوستوں کی موافقت کی فضیلت روزہ کی فضیلت سے کم نہیں ہے
(۱۰۸۰) میں نے اپنے شیخ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مجھے بہت برس ہوئے کہ میں نے کوئی چیز نفس کی خواہش سے از خود نہیں کھائی بلکہ میرے سامنے پیش کیجاتی ہے پس میں اُسے اللہ تعالیٰ کے فضل اور نعمت اور اُس کی طرف سے دیکھتا ہوں پس میں حق تعالیٰ کے فعل میں اُس کی موافقت کر (نے کے لئے کھا) لیتا ہوں۔ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک دن انہیں بھوک لگی اور کھانا اُن کے سامنے نہیں لایا گیا اور اُن کا معمول یہی تھا (کہ جب) کھانا اُن کے سامنے پیش کیا جاتا (تب کھاتے) کہتے ہیں کہ پس میں نے اُس مکان کا دروازہ کھولا جس میں کھانا تھا اور ایک انار لیا تاکہ میں اُسے کھاؤں اس اثنار میں ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اُس نے پکڑ لی جو وہاں تھی سو میں نے کہا کہ یہ مجھے اس کی سزا دی گئی ہے کہ میں نے (اپنے معمول کے خلاف) انار کے لینے میں تصرف کیا۔

(۱۰۸۱) منقول ہے کہ ایک صوفی نے ایک جوان کی خاطر جو اُس کی صحبت میں رہتا تھا برسوں روزے رکھے تاکہ یہ جوان اُس کو دیکھ کر اُس سے ادب حاصل کرے اور اُس کے روزے کے ساتھ خود بھی روزہ رکھے۔

(۱۰۸۲) منقول ہے کہ ابوالحسن تینسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم میں سات دن رہے جن میں انہوں نے کچھ نہیں کھایا اُن کے اصحاب میں سے ایک شخص طہارت کے لئے باہر گیا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اُسے اُٹھا کر کھا لیا پس ایک شخص نے اُسے (چھلکا کھاتے ہوئے) دیکھا پس وہ اُس کے پیچھے پیچھے آیا اور کوئی کھانے کی چیز اُس جماعت کے سامنے رکھدی اُس وقت شیخ نے کہا کہ تم میں سے کس نے

یہ جرم کیا ہے (یعنی جس سے ہمارا حال معلوم ہو گیا) ایک نے کہا کہ یہ میرا جرم ہے میں نے تربوز کا چھلکا پایا تھا اور اسے (اٹھا کر) کھا لیا تھا شیخ نے کہا کہ اپنے جرم اور اپنے کھانے کو تم ہیں تو اُس نے عرض کیا کہ میں اپنے جرم سے توبہ کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ توبہ کے بعد بحث نہیں ہے۔

(۱۰۸۳) رویم سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ ٹھیک دوپہر کے وقت میں بغداد کی ایک گلی میں گذرا پس مجھے پیاس معلوم ہوئی سو میں ایک مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا پس یکایک ایک لڑکی باہر نکلی اور اُس کے ہاتھ میں نئی مراحی تھی جو ٹھنڈے پانی سے لبریز تھی پس جب میں نے اُس کے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُس نے کہا کہ صوفی اور دن میں پانی پئے اور مراحی کو زمین پر پٹکا اور چلدی۔ رویم نے کہا کہ مجھے اس سے شرم آئی۔ اور میں نے عہد کیا کہ میں کبھی بے روزہ نہ رہوں گا۔

جلد دوم عوارف

(۱۰۸۴) حکایت ہے کہ شیخ محمد غزالی جب طوس کی طرف لوٹے تو انکے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف کی گئی جو بعض قریات میں تھے تو انہوں نے زیارت کے لئے اُس کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اُس سے ملاقات کی اور وہ اُس وقت اپنے ایک جنگل میں تھا کہ زمین میں گیہوں بوتا تھا۔ سو جب اس نے شیخ محمد کو دیکھا تو اُن کی طرف چلا اور اُن کی طرف متوجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اُس کے اصحاب سے آیا اور اُس سے بیج مانگا تاکہ جب تک

وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہے اُس وقت تک وہ شیخ کے عوض اس کام میں نیابت کرے تو اُس نے انکار کر دیا اور بیج اُسے نہ دیا تو غزالی نے اس انکار کا سبب پوچھا اُس نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے اس بیج کو قلب حاضر اور لسان ذاکر سے بوتا ہوں اس امید سے کہ ہر ایک شخص جو اس میں سے کچھ تناول کرے اُس کے لیے برکت ہو تو میں نہیں چاہتا کہ اس کو اس شخص کے سپرد کر دوں کہ وہ زبانِ غیر ذاکر اور قلبِ غیر حاضر سے بوئے۔

(۱۰۸۵) روایت ہے کہ سفیان ثوری کے پاس ایک جماعت آئی اور اُنکو موجود نہ پایا تو انہوں نے دروازہ کھولا اور دستر خوان بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آئے اور خوش ہوئے اور کہا تم نے مجھ کو سلف کے اخلاق یاد دلا دیئے کہ وہ ایسے ہی تھے۔

(۱۰۸۶) روایت ہے کہ حسن رضؓ بن علی رضؓ کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستوں پر لوگوں سے سوال کرتے ہیں اور انہوں نے زمین پر ٹکڑے روٹیوں کے پھیلا رکھے تھے اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ ان پر گزرے تو ان سے سلام علیک کی اور انہوں نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ اے فرزندِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئیے کھانا حاضر ہے آپ نے فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ متکبروں کو دوست نہیں رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی سواری پر سے اُتر پڑے اور زمین پر اُن کے ساتھ بیٹھے اور اکر کھانے لگے پھر اُن کو سلام کیا اور سوار ہو گئے۔

(۱۰۸۷) روایت ہے کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور

حکم دیا کہ اُن کے لئے کھانا لایا جائے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے اُن کے ہاتھوں پر طشت میں پانی ڈالا پھر جب وہ فارغ ہوئے تو کہا یا ابا معاویہ تم جانتے ہو کہ تمہارے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہیں، کہا کہ امیر المومنین نے، کہا اے امیر المومنین صرف بات یہ ہے کہ تم نے علم کا اکرام و اعزاز و اجلال کیا اللہ تعالیٰ تمہارا اجلال کرے اور تمہارا اکرام کرے جیسا کہ تم نے علم کا اکرام کیا۔

(۱۰۸۸) حکایت ہے کہ سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور آپ کے بدن پر ایک کپڑا تھا جس کو الٹا پہن رکھا تھا پس آپ کو خبر کی گئی اور آپ کو اس کا علم نہ تھا پس آپ نے ارادہ کیا کہ اسے اُتاریں اور سیدھا کریں پھر اُس کو ویسا ہی چھوڑ دیا اور فرمایا کہ جب میں نے پہنا تھا تو یہ نیت کی تھی کہ میں اسے اللہ کے واسطے پہنتا ہوں اور اس وقت صرف خلق کی نظر کے لئے بدلتا ہوں سو میں ایسا کر کے پہلی نیت کو نہیں توڑتا۔

(۱۰۸۹) ابو سلیمان دارانیؒ نے ایک کپڑا دھلا ہوا پہنا تو ان سے احمد نے کہا کہ کاش آپ اس سے اچھا کپڑا پہنتے تو آپ نے جواب دیا کاش قلوب میں میرا قلب ایسا (ممتاز) ہوتا جیسا کہ کپڑوں میں میرا قمیص (ممتاز) ہے۔

(۱۰۹۰) حکایت ہے کہ خرقہ پوشوں کی ایک جماعت بشر بن الحارث کے پاس گئی تو ان سے آپ نے فرمایا کہ اے قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو ظاہر مت کرو اس واسطے کہ تم اس سے پہچانے جاتے ہو اور اس کی وجہ سے اکرام کئے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پس ایک لڑکے نے

اُن میں سے آپ کو جواب[۱] دیا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اُن لوگوں میں سے کیا جو اس لباس سے پہچانے جاتے ہیں اور اُس کی وجہ سے اکرام کئے جاتے ہیں اللہ کی قسم البتہ یہ لباس غالب ہوگا یہاں تک کہ دین[۲] سب اللہ کے لئے ہو جاوے تب بشر نے اُس سے فرمایا اے لڑکے خوب کہا جو کوئی تمہارے مثل ہو وہ (شوق سے) گدڑی پہنے۔

(۱۰۹۱) روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم میں خرید تھا پھر انگلیوں کی طرف سے اُس کی آستینیں کاٹ ڈالیں۔

(۱۰۹۲) جریری سے حکایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ بغداد کی جامع مسجد میں ایک شخص تھے کہ انہیں جاڑے ہوتے یا گرمی ہمیشہ ایک کپڑا پہنے ہوئے دیکھتے اُن سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے پہلے زیادہ کپڑے پہننے کا شوق تھا سو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں جنت میں داخل ہوا پس میں نے دیکھا کہ فقراء کی ایک جماعت میرے دوستوں میں سے دسترخوان پر بیٹھی ہوئی ہے سو میں نے اُن کے پاس بیٹھنا چاہا کہ یکایک فرشتوں کی ایک جماعت آئی اور میرا ہاتھ پکڑ کر اُٹھا دیا اور مجھے کہا کہ یہ ایک کپڑا رکھتے ہیں اور تم دو کپڑے رکھتے ہو پس تم ان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ تب میں جاگ پڑا اور عہد کیا کہ ایک کپڑے سے زیادہ نہ

[۱] مطلب یہ ہے کہ اگر قصد شہرت اور تعظیم سے پہنے تو مذموم ہے اور جب بلا قصد خدا تعالیٰ تعظیم کرائیں تو کیا حرج ہے ۱۲ [۲] یعنی اُس کی عظمت تمام لوگوں میں ظاہر ہو جاوے ۱۲۔

دں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملوں۔

(۱۰۹۲) کہا گیا ہے کہ حضرت ابو یزید نے وفات پائی اور جو کرتا آپ کے بدن پر تھا اُس کے سوا اور کچھ نہ چھوڑا اور وہ بھی مانگا ہوا تھا سو اُسے اُس کے مالک کو واپس کر دیا۔

(۱۰۹۴) شیخ حماد جو کہ ہمارے شیخ کے شیخ تھے اُن کی ہمیں حکایت پہنچی ہے کہ انہوں نے بڑا زمانہ اس حالت پر بسر کیا کہ صرف اجرت پر لیا ہوا کپڑا پہنتے یہاں تک کہ اپنا ذاتی کوئی کپڑا نہیں پہنا۔

(۱۰۹۵) حکایت کی گئی ہے کہ ابن کرنبیؒ نے جو کہ حضرت جنیدؒ کے استاد تھے اس حالت میں وفات پائی کہ اُن کے بدن پر اُن کی گدڑی تھی۔ کہا گیا ہے کہ اُن کی گدڑی کی ایک آستین اور اُس کی کلیوں کا وزن تیرہ رطل تھا۔

(۱۰۹۶) منقول ہے کہ ابو حفص حدادؒ لطیف کپڑے پہنا کرتے اور اُن کا ایک گھر تھا جس میں ریت بچھی ہوئی تھی شاید آپ اُس پر بغیر بچھونے کے سویا کرتے تھے۔

(۱۰۹۷) ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ تھے کہ وہ لباس کی کسی خاص وضع کے پابند نہ تھے بلکہ بغیر تکلف و اختیار اتفاقاً جو ملجاتا پہن لیتے کبھی تو دس دینار کا عمامہ پہنتے اور کبھی ایک دانق کا۔ (دانق درم کا چھٹا حصہ ہوتا ہے)۔

(۱۰۹۸) شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایک وضع کا لباس پہنتے تھے اور

طیلسان (ایک قسم کی چادر کا نام ہے) پہنتے تھے۔

(۱۰۹۹) شیخ علی ہیتی رح دیہاتی فقیروں کا سا لباس پہنتے تھے۔

(۱۱۰۰) شیخ ابو سعود رحمۃ اللہ علیہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا آپ کے پاس نازک کپڑے لائے جاتے (پس آپ ان کو قبول کر لیتے) اور پہن لیتے اور آپ سے کہا جاتا کہ اکثر اوقات ان کپڑوں کے پہننے کی وجہ سے بعض لوگوں کے دلوں میں آپ پر اعتراض آتے ہیں۔ پس آپ فرماتے کہ ہماری ملاقات صرف دو ہی قسم کے شخصوں میں سے کسی شخص سے ہوتی ہے ایک تو وہ شخص جو ہم سے شرع کے ظاہری حکم کا مطالبہ کرتا ہے پس اُس کو تو ہم یہ جواب دیدیتے ہیں کہ کیا شرع کی رو سے ہمارے یہ کپڑے مکروہ ہیں یا حرام ہیں پس اُسے کہنا پڑتا ہے کہ نہیں اور ایک وہ شخص جو ہم سے اہل عزیمت کی جماعت کے حقائق کا مطالبہ کرتا ہے پس اُس کو ہم یہ جواب دیدیتے ہیں کہ کیا تم اس لباس کے پہننے میں ہمارا کچھ اختیار دیکھتے ہو (کہ ہم نے اسے خود حاصل کیا ہو) یا ہمارے اندر اس کی خواہش پاتے ہو۔ پس وہ کہتا ہے کہ نہیں (سو اس طرح وہ بھی لاجواب ہو جاتا ہے۔ پس اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہی)۔

(۱۱۰۱) مسلمہ بن عبد الملک نے کہا ہے کہ میں عمر بن عبد العزیز رح کی بیماری میں عیادت کرنے کے لئے اُن کے پاس گیا پس میں نے دیکھا کہ اُن کا کرتہ میلا ہو رہا ہے پس میں نے اُن کی زوجہ فاطمہ سے کہا کہ امیر المؤمنین کے کپڑے دھو دینا اُس نے کہا کہ انشاء اللہ ایسا ہی کریں گے۔ کہا پھر (جب) میں دوبارہ

عیادت کرنے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی (میلا) ہے پس میں نے کہا کہ اے فاطمہ کیا میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ اسے دھو دینا اُس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم اس کے سوا ان کے پاس کوئی اور کرتہ نہیں ہے۔ اور سالم نے کہا ہے کہ عمر بن عبد العزیزؒ قبل اس کے کہ اُن کو خلافت سپرد کیجائے آدمیوں میں سے سب سے زیادہ نرم و نازک کپڑے پہننے والے تھے پس جبکہ اُن کو خلافت سپرد کی گئی تو گھٹنوں کے درمیان سر دیکر رو ئے پھر انہوں نے پُرانے کپڑے منگائے اور انہیں پہنا۔

(۱۱۰۲) منقول ہے کہ جب ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو اُن کے کپڑے میں چالیس پیوند پائے حالانکہ آپ کی تنخواہ چار ہزار (درہم) تھی۔

(۱۱۰۳) زید بن وہب نے کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک قمیص رازیؔ پہنا اور وہ ایسا تھا کہ جب اُس کی آستین کھینچی جاتی تو انگلیوں کے سرے تک پہنچتی پس خارجیوں نے (آستینوں کے لمبے نہ ہونے کی وجہ سے) آپ پر اعتراض کیا آپ نے فرمایا کیا تم ایسے لباس کی وجہ سے مجھ پر اعتراض کرتے ہو جو تکبر سے بہت دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلمان (اس میں) میری اقتدا کریں۔

(۱۱۰۴) منقول ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی (کے بدن) پر باریک کپڑے دیکھتے تو درہ لیکر اُس پر چڑھ جاتے اور فرماتے کہ یہ باریک کپڑے عورتوں کے لئے رہنے دو۔

سلہ ملک رے کا بنا ہوا ۱۲۔

قیام لیل

(۱۱۰۵) علی بن بکار سے منقول ہے کہ چالیس برس سے مجھے کوئی بات ایسی پیش نہیں آتی جو مجھ کو رنجیدہ کرے بجز اس کے کہ (ابھی رات سے سیری نہیں ہونے پاتی کہ جلدی سے) صبح نمودار ہو جاتی ہے۔

(۱۱۰۶) ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ جتنا مزہ کھیل کود کے شوقینوں کو اپنے کھیل میں آتا ہے شب بیداروں کو اپنی رات میں اُس سے زیادہ مزہ آتا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ دنیا میں کوئی لذت ایسی نہیں ہے کہ جو اہل جنت کی لذت کے مشابہ ہو بجز مناجات کی حلاوت کے جسکو اہل نیاز شب میں اپنے قلوب کے اندر پاتے ہیں۔ پس مناجات کی حلاوت شب بیداروں کے لئے ایک قسم کا انعام ہے جو دنیا ہی کے اندر اُن کو مل جاتا ہے۔

(۱۱۰۷) بعض فقراء نے اپنے شیخ کا جو خراسان میں تھے مجھ سے ذکر کیا کہ وہ رات میں تین بار غسل کیا کرتے تھے ایک بار عشاء کے بعد اور ایک بار درمیان رات کے جبکہ خواب سے بیدار ہوتے اور ایک بار صبح کے قبل۔

(۱۱۰۸) ایک شخص نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے ابو سعید میں رات کو اچھا خاصا رہتا ہوں اور شب کے قیام کو دوست بھی رکھتا ہوں اور وضو کے لئے پانی بھی پاس رکھ لیتا ہوں (باوجود ان تمام امور کے)

پھر کیا بات ہے جو مجھ کو شب کے قیام کی توفیق نہیں ہوتی۔ آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہوں نے تجھے قید کر رکھا ہے۔ پس بندہ کو چاہیئے کہ دن میں ایسے گناہوں سے بچے جو رات میں اُسے قید کر لیں۔

(۱۱۰۹) نوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ ایک گناہ کی وجہ سے جو مجھ سے ہو گیا تھا میں سات مہینے قیام شب سے محروم رہا۔ اُن سے دریافت کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا جو بہت گریہ وزاری کرتا تھا پس میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص ریا کار ہے

(۱۱۱۰) بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ میں کرزبن دبرہ کے پاس گیا وہ اُس وقت رو رہے تھے پس میں نے کہا کہ آپ کا کیا حال ہے (آپ کیوں رو رہے ہیں) کیا آپ کے کسی رشتہ دار کی وفات کی خبر آئی ہے پس انہوں نے کہا کہ اس سے بڑھ کر۔ پھر میں نے کہا کہ کیا کسی درد کی تکلیف ہے، کہا کہ اس سے بھی بڑھ کر پس میں نے کہا کہ (آخر) وہ کیا ہے کہا کہ میرا دروازہ بند تھا اور پردہ چھٹا ہوا تھا (یعنی ظاہراً کوئی مانع نہ تھا مگر پھر بھی) شب گذشتہ اپنا وظیفہ نہ پڑھ سکا اور اس کا اور کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا سوائے اس کے کہ مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا ہے (جس کی نحوست سے وظیفہ پورا کرنے کی توفیق نہیں ہوئی)

ادب شیخ

(۱۱۱۱) (صاحب عوارف فرماتے ہیں کہ) کبھی مجھے بخار آتا پس میرے

دیکھنے کو ابو النجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ میرے شیخ اور چچا تھے تشریف لاتے پس (مجھ پر ایسا رعب پڑتا کہ) میرے بدن سے پسینہ ٹپکنے لگتا اور مجھے یہ آرزو ہوتی تھی کہ (کسی طرح) پسینہ آوے تاکہ بخار ہلکا ہو پس میری یہ آرزو اُس وقت پوری ہوتی جبکہ شیخ میرے پاس تشریف لاتے اور اُن کا آنا (میرے لئے) برکت اور شفا ہو جاتا۔

(۱۱۱۲) (وہی فرماتے ہیں کہ) میں ایک دن گھر میں تنہا تھا اور اُس جگہ ایک رومال رکھا ہوا تھا جو کہ شیخ نے مجھے عطا کیا تھا اور شیخ اس کا عمامہ باندھا کرتے تھے سو اتفاقاً میرا پاؤں اُس پر پڑ گیا پس اس سے میرے قلب کو بہت صدمہ ہوا اور میں گھبرا گیا کہ شیخ کا رومال میرے پاؤں سے روندا گیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اُس کی برکت کی مجھے امید ہے۔

(۱۱۱۳) میں نے سنا ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب کوئی درویش اُن کی زیارت کے لئے آتا تو انہیں اُس درویش کے آنے کی خبر کی جاتی پس آپ (خلوۃ گاہ سے) تشریف لاتے اور دروازے کا ایک پٹ کھولتے اور (اندر ہی سے) اُس درویش سے مصافحہ کرتے اور اُس کو سلام کرتے اور اپنی خلوت گاہ کو واپس چلے جاتے اور اُس کے پاس نہ بیٹھتے اور جبکہ کوئی ایسا شخص آتا جو کہ فقراء کے گروہ میں سے نہ ہوتا تو آپ (مکان سے) باہر تشریف لاتے اور اُس کے پاس بیٹھتے۔ سو بعض فقراء کے دل میں اس بات سے خطرہ پیدا ہوا کہ فقیر کے لئے آپ

باہر نہیں آتے اور غیر فقیر کے لئے باہر آتے ہیں پس خطرہ جو فقیر کے دل میں آیا شیخ کو بھی معلوم ہو گیا پس آپ نے فرمایا کہ فقیر کے ساتھ جو ہمارا تعلق ہے وہ تعلق قلبی ہے اور وہ اپنا ہے اور اُس سے کسی قسم کی اجنبیت (اور مغایرت نہیں ہے) پس اُس کے ساتھ قلوب کی موافقت پر اکتفا کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ظاہری ملاقات سے اسی قدر پر قناعت کرتے ہیں اور جو شخص کہ فقراء کی جنس سے نہیں ہے پس وہ رسم ورواج اور ظاہر کا پابند ہوتا ہے پس جبکہ ظاہری ملاقات سے اُس کا حق پورا نہیں کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہے۔

(۱۱۱۴) ابو منصور مغربی سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ابو عثمانؒ کی صحبت میں آپ کتنی مدت رہے ہیں، جواب دیا کہ میں اُن کی خدمت میں رہا ہوں نہ کہ اُن کی صحبت میں کیونکہ صحبت تو اُس کا نام ہے جو بھائیوں اور برابر والوں سے ہو اور مشائخ کے ساتھ رہنے کا نام خدمت ہے۔

(۱۱۱۵) جنیدؒ سے اُن کے ایک مرید نے ایک مسئلہ پوچھا انہوں نے اس کا جواب دیا پس اُس نے اُس کا معارضہ کیا آپ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو مجھ سے تعلق مت رکھو۔

(۱۱۱۶) ابو عثمانؒ نے کہا ہے کہ میں ابو حفصؒ کی خدمت میں گیا اور میں اس وقت نو عمر لڑکا تھا پس انہوں نے مجھ کو (اپنے پاس سے) نکالدیا اور فرمایا کہ میرے پاس مت بیٹھو پس میں نے اُن کی اس بات پر اُن کے لئے یہ عوض تجویز نہیں کیا کہ اُن کی طرف پشت کرتا پس میں اُلٹے پیر پھرا، اس

طور پر کہ میرا رُخ انہیں کی جانب رہا یہاں تک کہ اُن کی نظروں سے غائب ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا کہ اُن کے دروازہ پر اپنے لئے ایک گڑھا کھودوں اور اُس میں اُتر کر بیٹھ رہوں اور بغیر اُن کی اجازت کے اُس سے باہر نہ نکلوں پس جبکہ انہوں نے میری یہ حالت دیکھی تو مجھ کو اپنے سے نزدیک کیا اور مجھ کو قبول کر لیا اور اپنے خاص خادموں میں سے کر لیا یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

(۱۱۱۷) ابراہیم بن شیبان نے کہا ہے کہ ہم ابو عبداللہ مغربی کی خدمت میں رہتے تھے اور ہم اُس وقت جوان تھے اور وہ ہمارے ساتھ جنگلوں اور بیابانوں میں سفر کرتے تھے اور اُن کے ساتھ ایک معمر شخص تھے جن کا نام حسن تھا اور وہ ستر برس اُن کی صحبت میں رہے تھے پس جب ہم میں سے کسی شخص سے خطا ہو جاتی اور شیخ اُس سے ناراض ہو جاتے تو ہم اُسی معمر شخص سے سفارش کراتے یہاں تک کہ مثل سابق ہم سے خوش ہو جاتے۔

اخلاق شیوخ

(۱۱۱۸) رقی نے حکایت کی ہے کہ میں مصر میں تھا اور فقراء کی جماعت کے ساتھ مسجد میں بیٹھا ہوا تھا پس زقاق تشریف لائے اور ایک ستون کے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے پس ہم نے کہا کہ شیخ نماز سے فارغ ہوں تو ہم اُن کو سلام کریں پس جبکہ وہ فارغ ہوگئے تو (خود) ہمارے پاس آئے اور ہم کو سلام کیا پس ہم نے کہا کہ یہ بہ نسبت حضرت کے ہم کو زیادہ مناسب

(کہ ہم خود آپ کے پاس جا کر سلام کرتے) شیخ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے میرے قلب کو عذاب کبھی نہیں دیا یعنی میں کبھی اس کا مقید نہیں ہوا کہ میرا احترام کیا جاوے اور مجھ کو مقصود بنایا جاوے۔

(۱۱۱۹) جریری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں جب حج کر کے لوٹا تو میں خود ہی جنید سے ملنے گیا اور اُن کو سلام کیا اور میں نے خیال کیا (کہ مجھے خود ہی ملنا چاہیئے) تاکہ ملاقات کے لئے تکلیف نہ کرنی پڑے پھر میں (ملاقات کر کے) اپنے گھر چلا آیا پس جبکہ میں صبح کی نماز پڑھ کر پھرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنیدؒ میرے پیچھے موجود ہیں پس میں نے کہا کہ حضرت میں تو اسی واسطے خود آپ کو سلام کرنے گیا تھا تاکہ آپ کو یہاں تک آنیکی تکلیف نہ کرنی پڑے پس آپ نے فرمایا کہ اے ابو محمد (میں جو تمہارے پاس ملاقات کے لئے آیا ہوں) سو یہ تمہارا حق ہے (کیونکہ ایسے موقع پر خود ہم کو ملنے کیلئے آنا چاہیئے) اور (تم جو ملاقات کے لئے میرے پاس گئے تھے) وہ تمہاری خوبی تھی۔

(۱۱۲۰) ابو سعید ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ ایک جوان تھا جو کہ ابراہیم صائغ کے نام سے مشہور تھا اور اُس کا باپ بہت مالدار تھا پس وہ سب چھوڑ چھاڑ کر صوفیا رہے آن ملا اور ابو محمد قلانسی کی صحبت میں رہنے لگا پس کبھی ابو احمد کے پاس کچھ دراہم آجاتے تو وہ اُس کے لئے چپاتیاں اور بھنا ہوا گوشت اور حلوی خریدتے اور (اس میں) اُس کو اپنے نفس پر ترجیح دیتے اور فرماتے کہ یہ عیش کا خوگر تھا اور پھر بھی دنیا سے الگ ہو گیا۔

پس (ہم پر) واجب ہے کہ اُس کے ساتھ نرمی کریں اور اس کو اوروں پر ترجیح دیں۔

(۱۱۲۱) جعفر خلدی نے کہا ہے کہ ایک شخص جنیدؒ کے پاس آیا اور اُس نے یہ ارادہ ظاہر کیا کہ اپنے تمام مال کو الگ کر دے اور فقر کی حالت پر اُن کے ساتھ بیٹھ رہے پس جنیدؒ نے اُس سے کہا کہ اپنا کل مال الگ مت کرو بلکہ اس میں سے اتنا رکھ لو جو تم کو کفایت کرے اور جو زائد ہو اُس کو الگ کر دو اور جو مال اپنے پاس رکھو اُس سے اپنی غذا حاصل کرو اور حلال کی طلب میں کوشش کرو اور اپنے تمام مال کو الگ مت کرو کیونکہ میں اس بات سے تمہیر مطمئن نہیں ہوں کہ تمہارا نفس تم سے اپنی خواہشیں طلب کرنے لگے۔

حقوقِ صحبت

(۱۱۲۲) ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ میں پچاس برس صوفیاء کی صحبت میں رہا (لیکن کبھی) میرے اور اُن کے درمیان خلاف نہیں پڑا پس اُن سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کیونکر ہوا فرمایا اس طرح کہ میں اُن کے ساتھ اپنے نفس کو مغلوب رکھتا تھا۔

(۱۱۲۳) ایک صوفی کی ایک بی بی تھی اور اُس کی بعض بُری خصلتیں اُسکو معلوم تھیں پس اُس سے اُس کی بی بی کے متعلق کچھ دریافت کیا جاتا تو وہ کہتا کہ مرد کو یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنے اہل کے حق میں خیر کے سوا کوئی

بات کہے پھر اُس نے عورت کو جدا کر دیا اور اُس کو طلاق دیدی پس اُن سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا (کہ تم نے اُس کے اندر کیا بات دیکھی جو اُس کو طلاق دیدی) کہا کہ جو عورت مجھ سے علیحدہ ہو گئی اور مجھ کو اُس سے کچھ علاقہ نہیں ہیں کیوں (برائی کے ساتھ) اُس کا ذکر کروں۔

(۱۱۲۴) منقول ہے کہ ایک جوان ہمیشہ ابو الدرداءؓ کی مجلس میں آیا کرتا تھا اور ابوالدرداء اُس کو اوروں سے ممتاز رکھتے تھے پس وہ جوان ایک کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو گیا اور جو حرکت اس سے سرزد ہوئی اُس کی خبر ابوالدرداءؓ تک پہنچی پس اُن سے کہا گیا کہ اب تو آپ اس کو اپنے سے دور کر دیں اور چھوڑ دیں تو اچھا ہو کہا سبحان اللہ یار کیسا ہی کام کیوں نہ کرے اس کی وجہ سے آسے نہیں چھوڑا جا سکتا۔

(۱۱۲۵) روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک دوست کی حالت دریافت کی جس سے کہ بھائی چارہ کیا تھا اور وہ ملک شام کی طرف گیا ہوا تھا پس جو لوگ (ملک شام سے) اُن کے پاس آئے تھے اُن میں سے ایک شخص سے اُس کے متعلق سوال کیا اور فرمایا کہ میرے بھائی کا کیا حال ہے اُس نے کہا کہ (اُس کا کیا حال پوچھتے ہو) وہ تو شیطان کا بھائی ہے آپ نے فرمایا کہ چپ رہو (اُس کی توہین مت کرو) اُس نے کہا کہ (وہ اسی کا مستحق ہے کیونکہ) وہ کبائر کا مرتکب ہو گیا ہے حتیٰ کہ شرابخوری میں پڑ گیا ہے پس آپ نے فرمایا کہ جب تم (شام کی طرف) جانے کا ارادہ کرو تو مجھے خبر کرنا۔ راوی نے کہا پس آپ نے اُس کو اس مضمون کا خط لکھا۔ حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ

؎ یعنی جب تک کہ اس کی اصلاح کی امید ہو۔

العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب (ترجمہ) قرآن کا نازل کرنا اللہ کی طرف سے ہے جو کہ غالب ہیں باخبر ہیں گناہ کے بخشنے والے ہیں توبہ کے قبول کرنے والے ہیں سخت سزا دینے والے ہیں) پھر اس (آیت) کے ذیل میں اُس پر خفگی ظاہر کی اور اُس کو ملامت کی سو جب اُس نے خط پڑھا تو رو دیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا (بے شک وہ ایسے ہی ہیں) اور عمرؓ نے نصیحت کی پس اُس نے توبہ کی اور (اُن افعال سے) باز آگیا۔

(۱۱۲۶) روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر کے اُس پرنالہ کے اُکھاڑنے کا حکم دیا جو صفا اور مروہ کے درمیان کے راستہ کی جانب واقع تھا (سو وہ آپ کے حکم سے اُکھاڑ دیا گیا) پس حضرت عباسؓ نے آپ سے کہا کہ تم نے اُس پرنالہ کو اُکھاڑا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا پس حضرت عمرؓ نے کہا کہ تب تو (اُس کو اُس کی جگہ لوٹانا ضرور ہے اور) اُس کو اُس کی جگہ تمہارے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھے گا اور عمرؓ کے کندھے کے سوا تمہارے لئے دوسری کوئی سیڑھی نہ ہو گی پس اُن کو اپنے کندھے پر کھڑا کیا اور انہوں نے اُس کو اُس کی جگہ رکھ دیا۔

(۱۱۲۷) صوفیاء کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ وہ کسی شئی کو اپنا مملوک نہیں سمجھتے کہ وہ اس کو اپنے لئے خاص کریں ابراہیم بن شیبان نے کہا ہے کہ ہم ایسے شخص کی صحبت میں نہیں بیٹھتے جو کہ (اپنی جوتی کو) کہتا کہ میری جوتی۔

(۱۱۲۸) احمد بن قلانسی نے بیان کیا ہے کہ میں ایک دن بصرہ میں فقراء

کی ایک جماعت کے پاس گیا پس انہوں نے میرا اکرام کیا اور بہت تعظیم کی۔ سو ایک روز (ایسا اتفاق ہوا کہ) میں نے ان میں سے ایک کو کہا کہ میرا پاجامہ کہاں ہے پس (اس بات سے) میں اُن کی نظروں سے گر گیا۔

(۱۱۲۹) ابراہیم بن ادہمؒ کی یہ عادت تھی کہ جب کوئی شخص ان کی صحبت میں رہنا چاہتا تو وہ اُس سے تین باتوں کی شرط کر لیتے کہ خدمت اور اذان میرے متعلق ہو (دو تو یہ ہوئیں) اور (تیسری یہ کہ) جو کچھ اللہ تعالیٰ دنیا سے ہم پر فتوحات کریں اُس میں دونوں برابر شریک ہوں۔ پس اُن کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا پس آپ نے فرمایا کہ مجھ کو تیرا سچ کہنا بہت پسند آیا۔

(۱۱۳۰) ابراہیم بن ادہمؒ باغوں کی حفاظت کیا کرتے اور کھیت کاٹا کرتے (اور اُس سے جو کچھ حاصل ہوتا اُس کو) اپنے اصحاب پر خرچ کر دیتے۔

(۱۱۳۱) صوفی علی بن بندارؒ ابو عبد اللہ ابن خفیف کے پاس ملاقات کرنے کے لئے آئے پس وہ دونوں ہمراہ چلے تو ابو عبد اللہ نے (علی بن بندار سے) کہا کہ آپ آگے ہو جیئے انہوں نے کہا میں کس واسطے آگے ہوں (مجھ کو آپ پر کونسی فضیلت ہے) انہوں نے کہا کہ آپ نے جنیدؒ کی زیارت کی ہے اور میں نے اُن کی زیارت نہیں کی۔

(۱۱۳۲) حکایت ہے کہ دو دوست تھے اُن میں سے ایک دوست نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو گیا پس اُس نے اپنے دوست سے اُس کو ظاہر کیا اور کہا کہ میں خواہشات میں مبتلا ہو گیا ہوں اگر تم (اس کی وجہ سے) میرے ساتھ

دینی محبت نہ رکھنا چاہو تو تمہیں اختیار ہے پس اُس نے جواب دیا کہ میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہاری خطاؤں کی وجہ سے تم سے دوستی چھوڑ دوں (اُس نے تو یہ کہا) اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کیا کہ جب تک آپ میرے دوست کو ہوائے نفسانی سے نجات نہ دیں گے اُس وقت تک میں نہ کھاؤں گا، نہ پیوں گا پس وہ چالیس دن بھوکا رہا اس درمیان میں جب اپنے دوست سے اُس کی خواہشات نفسانی کے متعلق دریافت کرتا (کہ زائل ہوئیں یا نہیں) تو وہ کہتا کہ ابھی زائل نہیں ہوئیں جب پورے چالیس دن گذر گئے تو اس کے دوست نے اُس کو خبر دی کہ خواہشات نفسانی اب زائل ہو گئیں تب کہیں اُس نے کھایا پیا۔

(۱۱۳۳) سری رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ صبر کیا ہے سو آپ اُس کو بیان کرنے لگے اس اثناء میں ایک بچھو آپ کے پیر پر چلا اور ڈنک مارنے لگا پس آپ سے کہا گیا کہ اسے ہٹا کیوں نہیں دیتے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ ایک حال کے متعلق بیان کروں اور پھر جو بیان کروں عمل اُسکے خلاف کروں۔

(۱۱۳۴) دراج نے کہا ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ) اپنے استاد کی تھیلی ٹٹولی تاکہ اس میں سے سرمہ دانی نکالوں پس مجھ کو اُس میں ایک چاندی کا ٹکڑا ملا (اس سے) مجھ کو حیرت ہوئی (کہ معلوم استاد نے اس کو کس واسطے اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے) پس جب وہ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ آپ کی تھیلی میں سے میں نے یہ ٹکڑا پایا ہے۔ فرمایا کہ تم دیکھ چکے پس اب اسی میں رکھدو پھر فرمایا

کہ اچھا اس کو تم ہی لے لو اور کوئی چیز اس سے خرید لو پس میں نے کہا کہ تمہیں اپنے معبود کے حق کی قسم ہے مجھے ضرور بتلاؤ کہ اس ٹکڑے کا قصہ کیا ہے۔ (کس وجہ سے آپ نے اس کو رکھ چھوڑا تھا) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو دنیا سے سونا چاندی اس کے سوا کچھ نہیں دیا پس میں نے چاہا کہ میں وصیت کر جاؤں کہ اس کو میرے کفن میں باندھ دیا جاوے تاکہ میں اس کو اللہ تعالیٰ کو واپس کر دوں۔

(۱۱۳۵) شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے جنیدؒ کے سامنے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے یہ کلام تنگدلی سے کہا ہے، شبلیؒ نے کہا کہ آپ نے بالکل بجا فرمایا۔

احوال و مقامات

(۱۱۳۶) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں اندھیری کوٹھری میں غسل کرتا ہوں مگر پھر بھی اللہ تعالیٰ سے (ایسی شرم آتی ہے کہ اس) شرم کی وجہ سے دوہرا ہو جاتا ہوں۔

(۱۱۳۷) ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اس وقت اپنے بالوں کو سلجھا رہا تھا پس کہا کہ مجھ کو مدریٰ[۱] دے جاؤ اور اس سے مراد اسکی موٹے دندانے کا کنگھا تھا اور اس کو اس لئے منگایا) تاکہ اس سے اپنے بالوں کو سلجھاوے پس اس کی عورت نے کہا کیا مدریٰ اور آئینہ دونوں چیزیں لاؤں پس وہ (اس کو سن کر) چپ ہو گیا پھر تھوڑی دیر میں کہا کہ

[۱] کنگھا ۱۲

ہاں پس ایک سُننے والے نے اُس سے کہا کہ (یہ کیا بات) کہ تم آئینہ کا نام سُن کر اول تو چپ ہو گئے پھر توقف کر کے کہا ہاں پس اُس نے جواب دیا کہ میں نے مدری منگانے میں اول ثواب کی نیت سوچ لی تھی تب اُس کو کہا تھا کہ مدری دے جاؤ پس جب اُس نے کہا کہ آئینہ بھی لاؤں تو اُس وقت میرے ذہن میں آئینہ کے منگانے میں کوئی ثواب کی نیت نہ تھی۔ اس لئے میں نے توقف کیا پس جبکہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اُس کے اندر نیت درست کر دی تو اُس وقت میں نے کہدیا کہ ہاں۔

از حواشی تہذیب السالکین

(۱۱۳۸) حلیۃ الاولیاء میں ہے کہ حضرت امام زین العابدین قدس سرہٗ جب وضو سے فارغ ہوتے اور نماز کا قصد فرماتے تو ان پر لرزہ واقع ہوتا تھا عرض کیا گیا کہ حضرت اس لرزہ کا کیا سبب ہے، فرمایا تم پر حق تعالیٰ رحم فرمائے کیا تم جانتے ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور کس سے مناجات کا قصد کرتا ہوں (یعنی حق تعالیٰ سے مناجات کرنا اور اُس کی خدمت میں حاضر ہونا بہت بڑا کام ہے اور اس کا حق ادا ہونا نہایت دشوار پھر باوجود اس کے تم تعجب سے مجھ پر لرزہ واقع ہونے کا سبب دریافت کرتے ہو یہ تمہارا تعجب خود تعجب کی بات ہے)۔

(۱۱۳۹) اور کتاب انساب قریش میں امام مالک سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت امام زین العابدین شب و روز

میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے زندگی بھر ان کا یہی عمل رہا۔

(۱۱۴۰) حضرت مسلم بن یسار جو تابعی ہیں ان کا قصہ حلیۃ الاولیاء میں اس طرح روایت کیا ہے کہ میمون بن بیان کہتے ہیں کہ میں نے ان کو کبھی نماز میں کسی طرف التفات کرتے نہیں دیکھا، نہ مختصر نماز میں اور نہ طویل نماز میں (یعنی خواہ وہ نماز تھوڑی دیر میں پڑھ چکتے یا زیادہ دیر میں پڑھتے ہر حال میں کسی طرف نہیں دیکھتے تھے اس قدر حضورِ قلب سے نماز ادا کرتے تھے۔ اور ایک دن ایک جانب مسجد کی گر گئی اور بازار والے ڈر ے اس مسجد کے گرنے سے مگر انہوں نے التفات نہ کیا اور یہ مسجد ہی میں تھے اور ان سے ایک بار کہا گیا کہ آپ نماز میں بالکل التفات نہیں فرماتے یعنی کسی طرف نگاہ نہیں اُٹھاتے فرمایا کہ نہیں کیا معلوم ہے میرا دل کہاں ہوتا ہے اور ان کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا مگر اس حال میں کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ یہ مریض ہیں اور یہ اپنے اہل و عیال سے فرمایا کرتے تھے جب گھر میں (نوافل) پڑھنے کا قصد کرتے کہ تم لوگ بات چیت کرو (یہ خیال نہ کرو کہ میرا خیال بٹے گا) مجھے نماز میں آواز نہیں آتی ہے۔ اور جب یہ گھر میں آتے تو ان کے گھر والے خاموش ہو جایا کرتے تھے (بوجہ ادب کے)۔ اور جب نماز پڑھنے لگتے تو ہنستے بولتے تھے (کیونکہ جانتے تھے کہ ان کو ہماری باتوں کی خبر نہیں ہوتی ہے۔ اور مقصود ان قصوں کے نقل کرنے سے یہ ہے کہ خوب دل سے نماز پڑھے اگرچہ اس درجہ کا استغراق نہ ہو۔

(۱۱۴۱)۔ بیہقی نے بسند صحیح مجاہد تابعی سے روایت کی ہے کہ

ابن الزبیرؓ (صحابی) جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لکڑی کھڑی ہے (یعنی بالکل ہلتے جلتے نہ تھے سکون اور اطمینان کے ساتھ کھڑے رہتے تھے)۔

(۱۱۴۲) مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بھی نماز میں یہی حالت تھی۔

(۱۱۴۳) تذکرۃ الحفاظ میں ایک بزرگ کا قصہ لکھا ہے کہ اُن کی جس قدر آمدنی تھی وہ سب خیرات کر دیا کرتے تھے۔ حق تعالیٰ اُن کی نیکی اور توکل کی برکت سے اسی قدر اُن کے بستر میں رکھا ہوا ان کو غیب سے عطا فرما دیتے تھے (جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ بھی اُس کا ہو جاتا ہے)۔ ان کے بھائی نے بھی قصہ دیکھ کر اس قصد سے کہ مجھے بھی عوض ملتا ہے یا نہیں اپنا مال خیرات کیا ان کو کچھ نہ ملا ان بزرگ سے ذکر کیا فرمانے لگے کہ میں خدا پر یقین رکھ کر خیرات کرتا ہوں کہ وہ رازق ہے اور دے گا اور تم نے امتحان کی غرض سے ایسا کیا اور مالک کا امتحان لینا بے ادبی ہے سو اس وجہ سے تمہارا مقصود حاصل نہ ہوا یعنی خیرات کرنا صرف اللہ کے لئے چاہیئے نہ اس نیت سے کہ دنیا میں مال بڑھے اور نہ امتحان کی غرض سے پھر اس کی دین و دنیا میں برکتیں دیکھے۔

(۱۱۴۴) ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ جب سیدنا ابوبکر صدیقؓ ایمان لائے تو اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار اشرفیاں (یعنی دینار) تھے اور بعض روایات میں چالیس ہزار درہم آئے ہیں۔ پھر یہ تمام مال آپ نے جناب رسول اللہ ﷺ کے خرچ میں اٹھا دیا (یعنی آپ کے اور دیگر امور اسلامیہ کے

مصارف میں اس قدر مال صرف کر دیا)۔
(۱۱۴۵) ابن سعد نے روایت کی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسنؓ نے دو بار اپنا تمام مال خیرات کر دیا۔
(۱۱۴۶) حضرت امام ابو حنیفہؒ نے جو بڑے امام اور تابعی ہیں وفات کے وقت تک تیس برس برابر روزے رکھے (یعنی سوائے اُن روزوں کے جو ممنوع ہیں) جیسا کہ تہذیب التہذیب میں مذکور ہے۔
(۱۱۴۷) حضرت ابن جریح جو بہت بڑے محدث اور اتباع تابعین میں سے ہیں ہمیشہ روزے رکھتے تھے مگر صرف تین دن ہر ماہ میں افطار کرتے تھے (یعنی سوائے ممنوعہ روزوں کے) یہ قصہ بھی تہذیب التہذیب میں ہے۔
(۱۱۴۸) حضرت عبداللہ بن عون جو بڑے متقی اور محدث اور تابعی ہیں ہمیشہ صوم داؤدی رکھتے تھے۔ محمد بن فضالہ کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں فرماتے سُنا کہ ابن عون کی زیارت کیا کرو کیونکہ حق تعالےٰ اُن کو چاہتے ہیں۔ یہ قصہ بھی تہذیب التہذیب جلد ۵ صفحہ ۳۴۸ میں ہے۔
(۱۱۴۹) حضرت ابراہیم بن اسمٰعیل بن ابی حبیبہ اتباع تابعین میں ایک محدث اور عابد ہیں انہوں نے ساٹھ سال تک برابر (بجز ان ایام کے جن میں روزہ رکھنا منع ہے) روزے رکھے۔ کمافی التہذیب التہذیب۔
(۱۱۵۰) حضرت امام احمدؒ نے پانچ حج کئے تھے جس میں تین حج پیدل کئے تھے۔ کمافی تہذیب التہذیب۔ سبحان اللہ کیسی ہمت کے بزرگ تھے۔

(۱۱۵۱) ہمارے ایک استاد اپنے ایک شیخ کا ذکر فرماتے تھے کہ حضرت نے ستر حج کئے ہیں اور تہذیب التہذیب میں ہے کہ ہمام بن نافع محدث نے ساٹھ سے زیادہ حج کئے تھے۔

(۱۱۵۲) سعید بن سلیمانؒ جو امام بخاریؒ کے استاد ہیں اُن کی سو برس کی عمر ہوئی اور انہوں نے بھی اس عمر میں ساٹھ حج کئے تھے۔

(۱۱۵۳) ابن ابی داؤد نے حضرت ابو اسیدؒ کا قصہ روایت کیا ہے کہ تابعی اور مجاب الدعوۃ اور ابدال میں سے تھے کہ یہ جب کوئی سخت آیت (خوف وعذاب کی) سُنتے تھے تو بے ہوش ہو جاتے تھے۔

(۱۱۵۴) مذکور ہے کہ حضرت ابراہیم خواصؒ جنگل میں تھے اور ایک خادم اُن کے ساتھ تھا پس ایک شب ان پر حالت قویہ اور کشف تام پیش آنیکا اتفاق ہوا پس وہ اپنی جگہ بیٹھ گئے اور درندے آئے اور اُن کے پاس کھڑے ہو گئے۔ مرید تو ڈر کے مارے درخت کی پہلنگ پر چڑھ گیا اور شیخ ان درندوں سے گھبرائے بھی نہیں۔ جب صبح ہوئی تو یہ حالت زائل ہو گئی اور جب دوسری شب آئی تو ایک مچھر اُن کے ہاتھ پر آ کر پڑا پس اس مچھر سے گھبرا گئے۔ مرید نے کہا کہ یہ حالت پہلی حالت سے کس طرح میل کھا سکتی ہے آپ نے فرمایا گذشتہ شب میں جو کچھ ہم نے تحمل کیا وہ وارد غیبی کی قوت کے سبب تھا اور جب وہ وارد جاتا رہا تب تو میں مخلوق میں سب سے زیادہ کمزور ہوں۔

(۱۱۵۵) اور مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے دینی بھائی کی

زیارت کے لئے دوسری بستی میں روانہ ہوا پس حق تعالیٰ نے اس بستی کے کنارہ پر ایک فرشتہ تعینات فرما دیا اُس نے پوچھا کہ کہاں کا ارادہ کیا اُس نے جواب دیا کہ اس بستی میں اپنے بھائی کے پاس جانا مقصود ہے فرشتے نے کہا کیا تمہارا اُس پر کچھ احسان ہے جس کی وجہ سے جاتے ہو۔ اس نے کہا کچھ بھی نہیں بجز اس کے کہ میں اللہ واسطہ کی اُس سے محبت رکھتا ہوں، فرشتہ نے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کا قاصد بن کر آیا ہوں کہ اللہ نے تم کو محبوب بنایا جیسا کہ تم نے اللہ واسطے اُس شخص سے محبت کی۔

(۱۱۵۶) جریج ایک دیندار عبادت گذار شخص تھا جس نے اپنا خلوتخانہ بنا لیا تھا ایک دن وہ اپنے خلوتخانہ میں تھا کہ اس کی ماں آئی اور جریج اُس وقت نماز پڑھ رہا تھا پس ماں نے آواز دی کہ اے جریج اس نے (دل میں) کہا کہ یا اللہ میری ماں (پکار رہی ہے) اور میری نماز (مجھ کو جواب دینے سے منع کر رہی ہے دونوں میں کس کو ترجیح دوں) آخر اپنی نماز ہی میں مشغول رہا اور ماں چلی گئی۔ جب اگلا دن ہوا تو پھر آئی اور پکارا کہ اے جریج۔ اُس نے کہا یا اللہ میری ماں اور میری نماز (کا تزاحم ہے کس کا کہنا مانوں) آخر پھر اپنی نماز میں لگا رہا۔ ماں نے کہا یا اللہ اس کو موت نہ دیجیو جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے الغرض بنی اسرائیل میں جریج اور اس کی عبادت گذاری کا چرچا پھیل گیا۔ ایک عورت تھی فاحشہ جس کے حسن کا شہرہ تھا وہ کہنے لگی کہ تم کہو تو جریج کو میں فتنہ میں ڈالدوں۔ الحاصل وہ جریج کے سامنے آئی مگر جریج نے اُس کی طرف التفات بھی نہ کیا تب وہ ایک چرواہے کے پاس آئی

جو اس خلوتخانہ کے پاس رہتا تھا اور اس کو اپنے نفس پر اختیار دیا چنانچہ اُس نے
اُس سے زنا کیا اور وہ حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو اُس نے کہا کہ یہ جریج
کا ہے پس لوگوں نے آکر جریج کو نیچے اُتار لیا اور خلوتخانہ کو مسمار کر دیا اور
جریج کو زدوکوب کرنے لگے، جریج نے کہا کہ قصہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ تو نے
اس فاحشہ سے زنا کیا اور اُس کے تجھ سے بچہ پیدا ہوا، جریج نے کہا کہ وہ بچہ
کہاں ہے پس وہ بچہ کو لائے، جریج نے کہا ذرا ٹھیرو مجھ کو نماز پڑھ لینے دو۔
چنانچہ اُس نے نماز پڑھی اور جب سلام پھیرا تو بچہ کے پاس آکر اُس کے
پیٹ میں اُنگلی ماری اور کہا کہ اے بچے تیرا باپ کون ہے۔ بچہ نے کہا فلاں چرواہا
تب تو لوگ جریج کو بوسہ دینے اور (تبرکاً) چھونے لگے اور کہا کہ ہم آپکا خلوتخانہ
سونے کا تعمیر کر دیں جریج نے کہا کہ نہیں جیسا تھا ویسا ہی مٹی کا بنا دو۔ چنانچہ
لوگوں نے دوبارہ اُس کو تعمیر کر دیا۔

(۱۵۷) شیخین نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ سے روایت کی ہے کہ اہل
صفہ فقیر آدمی تھے۔ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے
پاس دو کے قابل کھانا ہو وہ (اہل صفہ میں سے) تیسرا شخص اپنے ساتھ لیجائے
اور جس کے پاس چار کے قابل کھانا ہو وہ پانچویں یا چھٹے کو ساتھ لیجائے
چنانچہ حضرت ابوبکرؓ تین کو لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس کو اپنے
ساتھ لے گئے۔ غرض حضرت ابوبکرؓ نے شب کو کھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے ساتھ کھایا اور ٹھیرے رہے یہاں تک کہ نماز عشاء پڑھی اور پھر مسجد سے
واپس آکر حضرت کے پاس ٹھیر گئے یہاں تک کہ حضرت بھی کھانے سے فارغ

ہو چکے۔ پس جب رات کا معقول حصہ گذر چکا تو ابو بکرؓ اپنے گھر آئے اُن کی بی بی نے کہا کہاں رہ گئے تھے مہمانوں کا بھی خیال نہ کیا آپ نے فرمایا کہ کیا تم نے مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا بی بی نے کہا انہوں نے منظور ہی نہ کیا جب تک کہ تم نہ آجاؤ پس حضرت ابوبکرؓ کو غصہ آگیا اور فرمایا اللہ کی قسم میں ہرگز نہ کھاؤنگا اس پر بی بی نے بھی قسم کھالی کہ میں بھی نہ کھاؤں گی اور مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے۔ ابو بکرؓ نے فرمایا یہ تو شیطانی حرکت ہے لہذا کھانا منگایا اور خود بھی کھایا اور مہمانوں نے بھی کھایا پس جو لقمہ بھی اُٹھاتے تھے اُس کے نیچے سے اُس سے زیادہ پیدا ہوجاتا تھا تب آپ نے بی بی سے کہا کہ اے بنی فراس کی لڑکی یہ کیا قصہ ہے بی بی نے کہا اپنی آنکھوں کی قسم پہلے کی بہ نسبت یہ کھانا تو اب سہ چند معلوم ہوتا ہے۔ الحاصل سب لوگ کھا چکے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجدیا۔ منقول ہے کہ آپ نے بھی اس میں سے کھایا۔

(۱۱۵۸) بخاریؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے حضرت اسید بن حضیرؓ اور عباد بن بشرؓ اک شب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے کسی ضرورت کے متعلق باتیں کرتے رہے رات تھی نہایت اندھیاری جب ایک گھڑی رات گذر چکی تو یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اُٹھ کر چلنے لگے ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چھوٹی سی لٹھیا تھی۔ پس ایک کی لاٹھی (مشعل کی طرح) روشن ہوگئی کہ دونوں اس کی روشنی میں چلے۔ یہاں تک کہ جب دونوں کا رستہ پھٹا تو دوسرے کی بھی لاٹھی روشن ہوگئی۔

اور ان میں سے ہر ایک اپنی لاٹھی کی روشنی میں چلا یہاں تک کہ اپنے بال بچوں میں پہنچ گیا۔

(۱۱۵۹) شرح السنہ میں حضرت ابن المنکدر سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت سفینہ ملک روم میں اپنے لشکر سے بھٹک گئے یا قید ہو گئے تھے اور لشکر کی تلاش میں نکل بھاگے دفعۃً ان کو ایک شیر نظر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو الحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرا قصہ اس طرح ہے۔ پس شیر محبت و تملق کے ساتھ اُن کی طرف چلا اور اُنکے پہلو میں آکھڑا ہوا کہ جب کوئی آواز آتی تو اُس کی طرف لپکتا اور پھر ان کے پہلو سے لگا ہوا ساتھ ساتھ چلتا یہاں تک کہ حضرت سفینہ لشکر میں پہنچ گئے اور شیر واپس ہو گیا۔

(۱۱۶۰) صحیحین میں حضرت عروۃ بن زبیر سے مروی ہے کہ حضرت سعید رضی بن زید بن عمرو بن نفیل پر اروی بنت اوس نے بعدالت مروان بن حکم دعویٰ کیا کہ انہوں نے میری کچھ زمین دبالی ہے۔ حضرت سعید نے فرمایا بھلا میں اسکی زمین میں سے کچھ دبا لیتا اس کے بعد کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن چکا ہوں۔ مروان نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم نے کیا سُنا تھا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلعم کو یہ فرماتے سُنا کہ جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ظلم سے حاصل کی تو ساتوں زمین کا طوق بنا کر اُس کے گلے میں ڈالدیا جائیگا پس مروان نے ان سے کہا کہ یہ معلوم ہو جانے کے بعد اب تم سے گواہ طلب نہ کرونگا حضرت سعید نے (جھوٹی مدعیہ کو بد دعا دی اور) کہا کہ یا اللہ اگر یہ جھوٹی تھی تو

اُس کی آنکھوں کو اندھا کر دے اور اُس کی زمین میں اس کو قتل کر چنانچہ وہ نہ مری جب تک کہ اندھی نہ ہو گئی۔ اور ایک دن اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ گڈھے میں گر گئی اور دم نکل گیا۔

(١١٦١) قطب العالم شیخ محی الدین عبد القادر جیلانیؒ کے پاس ایک عورت اپنے بچے کو لائی اور اللہ والا بنانے کو شیخ کی خدمت میں اُس کو چھوڑ کر چلی گئی پس حضرت شیخ نے اُس کو قبول فرمایا اور مجاہدہ کا مامور کر دیا۔ پس ایک دن اُس کی ماں اُس کے پاس آئی تو اُس کو بہت ہی لاغر پایا کہ جب بھوکا مرنے کے قریب پہنچ جاتا ہے تب جو کی ٹکیہ کھاتا ہے پس حضرت شیخ کے پاس آئی تو دیکھا کہ اُن کے پاس برتن رکھا ہے جس میں مرغ کی ہڈیاں ہیں اور شیخ مرغ کھا چکے ہیں پس کہنے لگی کہ یا حضرت آپ تو مرغ کا گوشت کھائیں اور میرا بچہ جو کی روٹی کھاوے پس آپ نے اُن ہڈیوں پر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ کھڑی ہو جا اُس ذات کے حکم سے جو ہڈیوں کا جِلانے والا ہے۔ پس مرغی زندہ ہو کر کامل و تمام اُٹھ کھڑی ہوئی اور بولی۔ شیخ نے فرمایا جب تیرا بیٹا اس مرتبہ کو پہنچ جائے تب مرغ کھائے یا جو اُس کا جی چاہے وہ کھائے۔

(١١٦٢) اپنے زمانہ کے امام الشافعیہ حضرت ابو سعید عبد اللہ بن ابی عصرون نے حکایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں علم کی طلب میں بغداد گیا تو ابن السقا سے موافقت ہو گئی اور مدرسہ نظامیہ میں بزمانہ طالب علمی اُن سے دوستی ہو گئی کہ ہم دونوں صلحا کی زیارت کرنے کو بھی جایا کرتے تھے اور بغداد میں ایک بزرگ تھے جن کو غوث کہا جاتا تھا کہ جب چاہتے وہ ظاہر ہو جاتے

اور جب چاہتے چھپ جاتے تھے پس میں نے اور ابن السقا نے اور شیخ عبد القادر قدس سرہٗ نے جو اس وقت نوجوان تھے اُن کی زیارت کا قصد کیا۔ پس ابن السقا نے تو یوں کہا کہ میں تو اس غرض سے جا رہا ہوں کہ ایسا سوال کرونگا جس کا ان سے جواب بن نہ پڑیگا۔ اور میں نے کہا کہ ایک سوال میں بھی کرونگا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں اور شیخ عبد القادر نے کہا کہ اللہ کی پناہ جو میں اُن سے کوئی سوال کروں میں تو اُن کی حضور میں اُن کی زیارت کا منتظر کھڑا رہوں گا۔ الغرض ہم اُن کے پاس گئے تو ایک گھڑی بعد اُن کی زیارت ہوئی پس شیخ نے ابن السقا کو تو غصہ کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا وائے تجھ پر اے ابن السقا تو مجھ سے ایسا سوال کرے گا جس کا مجھ کو جواب نہ بن پڑے۔ سُن تیرا یہ سوال ہے اور اس کا یہ جواب ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ آتشِ کفر تیرے اندر بھڑک رہی ہے۔ اس کے بعد میری طرف نظر کی اور فرمایا اے بندۂ خدا تو بھی مجھ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہے تاکہ دیکھے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں لے تیرا سوال یہ ہے اور اُس کا جواب یہ ہے اور دنیا تجھ پر اتنی حاوی ہوگی کہ تیرے کان کی لو تک پہنچ جائے گی تیری بے ادبی کے سبب۔ اس کے بعد شیخ عبد القادر کی طرف نظر کی اور ان کو اپنے قریب لے لیا اور اُن کا اکرام کیا اور فرمایا کہ اے عبد القادر تو نے اپنے حسن ادب کی وجہ سے اللہ اور اُس کے رسول کو راضی کیا گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تو بغداد میں ممبر پر چڑھا ہوا بھر پور مجمع میں وعظ کہہ رہا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میرا قدم جملہ اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ تیرے زمانہ میں تمام

اولیاء نے تیرے اجلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکالیا ہے اس کے بعد وہ غائب ہو گئے اور پھر ہم کو نظر نہ آئے۔ سو شیخ عبدالقادر پر تو اُن کے کہنے کے موافق آثارِ قربِ خداوندی ظاہر ہوئے اور خاص وعام نے آپکی ولایت پر اتفاق کیا اور آپ نے فرمایا کہ میرا قدم ہر ولیِ خداوندی کی گردن پر ہے اور اولیاء وقت نے آپ کے لئے اس کا اعتراف کیا اور ابن السقاء کا یہ قصہ ہوا کہ وہ علوم شرعیہ میں مشغول رہے یہاں تک کہ کمال حاصل کیا اور بہتیرے اہل زمانہ پر فوقیت لے گئے اور جملہ علوم میں سے فن مناظرہ کے اندر مشہور ہوئے اور زبان کے فصیح اور شکل وشباہت کے حسین تھے لہذا خلیفہ وقت نے اپنا مقرب بنایا اور قاصد بنا کر شاہِ روم کی طرف روانہ کیا۔ شاہِ روم نے ان کو صاحب فنون وفصیح پایا تو بہت متعجب ہوا اور مذہب نصرانیت کے علماء وفقہاء کو مناظرہ کے لئے بلایا پس ابن السقا نے ان کو مناظرہ میں لاجواب کر دیا اور وہ ہار گئے پس بادشاہ کے نزدیک ابن السقا کی عظمت بڑھ گئی اور یہی زیادہ فتنہ کا سبب ہوا پس شاہزادی پر اتفاق سے ابن السقا کی نظر پڑ گئی اور اس پر عاشق ہو گیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس سے میرا نکاح کر دو شاہِ روم نے کہا ہاں بشرطیکہ نصرانی بن جاؤ۔ چنانچہ ابن السقا نصرانی ہو گیا اور شاہِ روم نے اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد بیمار ہوا اور لوگوں نے اس کو بازار میں لا ڈالا کہ گذر اوقات کے لئے بھیک مانگا کرتا اور کوئی جواب بھی نہ دیتا تھا اور نہایت پریشانی اور روسیاہی اسکو پیش آئی یہاں تک کہ اُس کے واقفین میں سے ایک شخص کا اُس پر گذر ہوا

اور اُس نے پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے۔ ابن السقا نے کہا ایک فتنہ ہے جو مجھ پر نازل ہوا اس کی وجہ وہی ہے جو تم دیکھ رہے ہو (کہ مذہبِ حق سے مرتد ہوا)۔ اُس نے پوچھا کہ کچھ قرآن بھی یاد ہے کہا کچھ نہیں بجز اس آیت کے ربما یود الذین کفروا لوکانوا مسلمین کہ جو کافر بن گئے وہ بہتیری تمنا کریں گے کہ کاش مسلمان ہوتے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ پھر ایک دن میں اس طرف گیا تو ابن السقا کو دیکھا (اتنا سیاہ پڑ گیا) گویا جل گیا ہے اور نزع میں مبتلا تھا پس میں نے اُس کو قبلہ کی طرف کروٹ دی مگر وہ مشرق کی طرف پھر گیا پھر میں نے قبلہ کی طرف اُسکا منھ کیا مگر وہ پھر مشرق کیطرف ہوگیا یہاں تک کہ مشرق ہی کی طرف منھ کئے ہوئے اُسکی روح نکل گئی۔ اور وہ غوث کا قول یاد کیا کرتا اور جانتا تھا کہ اس سبب سے وہ مبتلائے مصیبت ہوا۔ ابن عصرون کہتے ہیں اور میرا قصہ یہ ہوا کہ (طالب علمی سے فارغ ہو کر) میں دمشق آیا تو سلطان صالح نور الدین شہید نے مجھ کو بلا کر ولایت اوقاف پر . . مجھ کو مجبور کیا چنانچہ میں متولی اوقاف بنا اور دنیا مجھ پر بہت ہی برسی پس غوث کا قول ہم سب کے متعلق سچا ہوا۔

(۱۱۶۳) حکایت ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کے پاس اہل بغداد میں سے ایک شخص آیا اور ذکر کیا کہ اُس کی بیٹی کو جو کنواری تھی مکان کی چھت سے جنات اُڑا کر لے گئے۔ پس شیخ نے اُس سے فرمایا کہ آج ہی رات کو کرخ کے ویرانہ میں جاؤ اور پانچویں ٹیلہ کے پاس بیٹھ کر اپنے گرد زمین میں ایک خط کھینچ لو اور خط کھینچنے کے وقت یہ کہو بسم اللہ علیٰ نیۃ عبد القادر پس جب کچھ رات جائیگی تو جنات کے گروہ مختلف صورتوں میں تم پر گذریں گے

اُن کو دیکھ کر تم گھبرانا مت پس جب سحر کا وقت ہوگا تو شاہِ جنات اپنے جلوس میں تم کو نظر آنے گا اور تم سے تمہاری حاجت پوچھے گا لہذا اس سے کہنا کہ مجھ کو عبدالقادر نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور اپنی لڑکی کا قصہ بیان کرنا۔ وہ شخص کہتا ہے پس میں گیا اور جس طرح شیخ نے مجھ کو حکم دیا تھا اسی طرح کیا پس طرح طرح کی ڈراونی صورتیں مجھ کو گذرتی ہوئی نظر آئیں مگر جس دائرہ کے اندر میں تھا اُس کے پاس آنے کی قدرت اُن میں سے کسی کو بھی نہ ہوئی اور گروہ گروہ بن کر وہ گذرتے رہے یہاں تک کہ اُن کا بادشاہ گھوڑے پر سوار آیا کہ اُس کے آگے آگے جنات کا ہجوم عظیم تھا پس وہ دائرہ کے سامنے کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اے انسان تیری کیا حاجت ہے میں نے کہا کہ مجھ کو آپ کے پاس شیخ عبدالقادر نے بھیجا ہے۔ یہ سنتے ہی شاہِ جنات اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا اور زمین کو بوسہ دیکر دائرہ سے باہر بیٹھ گیا اور اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے اس کے بعد اُس نے مجھ سے کہا کہ کہو کیا قصہ ہے۔ پس میں نے اپنی بیٹی کا قصہ ذکر کیا پس جو جنات پاس موجود تھے اُن سے اس نے کہا کہ جس نے یہ حرکت کی ہے اُس کو حاضر کرو چنانچہ ایک شریر جن لایا گیا اور اُس کے ساتھ میری بیٹی تھی اور بیان کیا گیا کہ یہ بدمعاش چین کے بدمعاشوں میں کا ہے پس بادشاہ نے اُس سے سوال کیا کہ قطب کے ماتحت ملک سے کسی کو اُٹھا لیجانا تیرے لئے باعث کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ یہ میرے دل میں سما گئی (اور میں اس پر فریفتہ ہوگیا تھا) پس اس کے متعلق تو حکم دیا گیا کہ اس کی گردن اُڑا دی گئی اور میری بیٹی مجھ کو دیدی۔

(۱۱۶۴) مذکور ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ حضرت شیبان راعیؒ کی معیت میں حج کو گئے راستہ میں ایک درندہ ملا تو سفیان نے شیبان سے کہا دیکھو یہ درندہ ہے شیبان نے فرمایا ڈرمت اس کے بعد شیبانؒ نے اُس کا کان پکڑ کر اُس کو ملا پس درندہ کھلاڑیاں کرنے اور اپنی دم ہلانے لگا پس سفیان نے کہا یہی شہرت کی وجہ ہے شیبان نے فرمایا اگر شہرت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اپنا سامان سفر اس کی کمر پر لادتا اور اسی طرح مکہ پہنچتا۔

(۱۱۶۵) حافظ ابو نعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے کہ حضرت شیبان راعیؒ کو جب جنابت میں غسل کی ضرورت ہوتی اور پانی موجود نہ ہوتا تو اپنے رب سے دعا مانگا کرتے پس ایک بدلی آکر اُن پر چھا جاتی (اور پانی برستا) کہ اس سے غسل کر لیتے اس کے بعد بدلی چلی جاتی تھی اور جب نمازِ جمعہ کے لئے جاتے تو اپنی بکریوں کے ارد گرد ایک خط کھینچتے پھر جب واپس آتے تو ان کو اسی حالت پر پایا کرتے کہ کوئی حرکت بھی نہ کرتی تھی۔

(۱۱۶۶) شیخ ابو الغیث یمنی کا قصہ مذکور ہے کہ وہ ایک دن جنگل سے لکڑیاں سمیٹنے کو گئے یہ لکڑیوں کو اکٹھا کر رہے تھے کہ ایک درندہ آیا اور ان کے گدھے کو پھاڑ ڈالا آپ نے اُس سے فرمایا کہ قسم ہے معبود کی عزت و جلال کی کہ اپنی لکڑیاں تیری ہی کمر پر لادوں گا پس درندہ آپ کے سامنے جھک گیا اور آپ اُس کی کمر پر لکڑیاں لادے ہوئے اُس کو شہر میں لائے اس کے بعد اُتار کر اُس کو آزاد کر دیا۔

(۱۱۶۷) حضرت سہل ابن عبداللہ تستری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں

کہ جمعہ کے دن میں وضو کر کے جامع مسجد کو روانہ ہوا اور یہ ابتدائی حالت کا
قصہ ہے پس میں نے دیکھا کہ مسجد لوگوں سے بھری ہوئی ہے اور خطیب ممبر
پر چڑھا چاہتا ہے پس میں نے ادب کو ملحوظ نہ رکھا اور لوگوں کی گردنوں کو
پھلانگتا ہوا پہلی صف میں جا پہنچا اور بیٹھ گیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میری داہنی
طرف ایک خوبصورت، خوشبو والا جوان بیٹھا ہے جس پر صوف کے کمل
ہیں جب اُس نے میری طرف نگاہ کی تو کہا کہ اے سہل آپ کا کیسا مزاج
ہے میں نے جواب دیا حق تعالیٰ تم کو صلاح بخشے اچھا ہوں مگر متفکر رہ گیا کہ
یہ مجھ کو جانتا ہے اور میں نے اس کو نہیں پہچانا۔ میں اسی حالت میں تھا کہ
دفعۃً مجھ کو پیشاب کی سخت ضرورت محسوس ہوئی جس نے مجھ کو بے چین
بنا دیا پس مجھ کو نہایت پریشانی ہوئی کہ باہر جاؤں تو لوگوں کی گردنیں
پھلانگوں اور بیٹھا رہوں تو میری نماز ہی کیا ہوگی پس جوان نے میری طرف
دیکھا اور کہا کہ اے سہل تم کو پیشاب کی سخت ضرورت ہے میں نے کہا
جی ہاں پس اُس نے اپنے مونڈھوں سے کملی اُتاری اور مجھ کو اُس میں
ڈھانپ لیا اور اُس کے بعد کہا کہ اپنی ضرورت پوری کرو مگر جلدی کرنا کہ
نماز میں شامل ہو سکو۔ حضرت سہل فرماتے ہیں پس مجھ پر غشی طاری ہو گئی
اور جب میں نے آنکھ کو کھولا تو دیکھتا کیا ہوں کہ میں ایک کھلے ہوئے دروازہ
پر کھڑا ہوں پس مجھ کو آواز سُنائی دی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے دروازہ کے
اندر جاؤ اللہ تم پر رحم کرے پس میں اندر گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ ایک مضبوط
محل ہے اونچی عمارت اور مستحکم ستونوں والا اور ایک کھجور کا درخت کھڑا ہے

اور اس کی ایک جانب شہد سے زیادہ شیریں پانی سے بھرا ہوا وضو کا برتن رکھا ہے اور ایک جگہ ہے پیشاب کرنے کی اور تولیہ لٹکا ہوا ہے اور مسواک رکھی ہے۔ پس میں نے کپڑے اُتارے اور پیشاب کیا اور وضو کرکے تولیہ سے ہاتھ منہ پونچھا پس ایک آواز سُنائی دی کہ کوئی آواز دیتا ہے اے سہل اگر قضاء حاجت کر چکے ہو تو ہاں کہ دو پس میں نے کہا ہاں پس جوان نے میرے اوپر سے کملی اُتار لی دیکھتا کیا ہوں کہ میں اپنی جگہ بیٹھا ہوا ہوں اور میرے حال کی کسی کو بھی خبر نہیں ہوئی پس میں اپنے دل میں بہت ہی حیران رہا کہ جو قصہ پیش آیا اس میں اپنے نفس کو جھٹلاتا رہا دفعۃً نماز کھڑی ہوگئی اور میں نے نماز پڑھی مگر نماز میں میرا یہی دھیان رہا کہ اس جوان کو معلوم کر دں (کہ کون بزرگ ہیں) پس جب فارغ ہوا تو اُن کے پیچھے ہو لیا پس وہ ایک کوچہ میں داخل ہوئے اور میری طرف منہ کرکے فرمایا کہ اے سہل جو کچھ تم کو نظر آیا شاید اُس کا تم کو یقین نہیں آیا میں نے کہا کہ واقعی یقین نہیں آیا انہوں نے کہا اچھا دروازہ میں داخل ہو اللہ تم پر رحم کرے۔ پس میں نے جو دیکھا تو وہی دروازہ تھا اور اندر محل میں گیا تو وضو کا برتن اور کھجور کا درخت اور سب حالتیں وہی دیکھیں۔ پس میں نے اپنی آنکھ کو ملکر جو کھولا تو نہ جوان کا پتہ تھا نہ محل کا۔

(۱۱۶۸) انہیں حضرت سہل کی حکایت ہے کہ امیر خراسان یعقوب بن لیث کو ایک مرض لاحق ہوا جس نے اطبار کو عاجز بنا دیا تب کسی نے کہا کہ تمہارے ملک میں ایک بزرگ شخص ہیں جن کا نام سہل بن عبداللہ ہے اگر اُن کو بلاؤ کہ وہ تمہارے لئے دعا کریں تو امید ہے کہ صحت نصیب ہو۔ چنانچہ امیر نے آپکو

بلوایا اور دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ میری دعا تمہارے لئے قبول کیسے ہو سکتی ہے درآں حالیکہ تم ظلم پر قائم ہو۔ پس یعقوب نے توبہ کی اور ظالم سے رجوع کرنے کی اور رعایا سے نیک برتاؤ کرنے کی نیت کی اور جتنے بے گناہ قیدخانہ میں تھے سب کو چھوڑ دیا پس حضرت سہل نے دعا مانگی کہ بار الہا معصیت کی ذلت آپ اس کو دکھا چکے پس اب اطاعت کی عزت بھی اُس کو دکھا دیجئے اور مرض دور کر دیجئے۔ چنانچہ امیر فوراً ایسا اُٹھ کھڑا ہوا جیسے اونٹ کے پاؤں کی بندش کھلجائے اور وہ کھڑا ہو جائے اور اسی وقت تندرست ہو گیا۔ پس حضرت سہل پر بہت کچھ مال پیش کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور (اپنے وطن) شہر تستر واپس ہوئے راستہ میں کسی رفیق نے کہا کہ جو مال آپ کی نظر کیا گیا تھا بہتر تھا کہ آپ اُس کو قبول فرما لیتے اور فقیروں کو بانٹ دیتے۔ پس آپ نے کنکریوں پر نگاہ ڈالی اور سب جواہرات بن گئیں آپ نے فرمایا لے لو جتنا چاہو اس کے بعد فرمایا جس کو ایسی حالت عطا کی گئی ہو وہ یعقوب بن لیث کے مال کا محتاج نہیں ہے۔

(۱۱۶۹) ابن حجر فرماتے ہیں کہ ایک صوفی کا ایک جوگی سے مباحثہ ہوا پس جوگی ہوا میں اُڑا اور پیچھے پیچھے حضرت شیخ کا جوتہ بلند ہو کر اس تک پہنچا اور آدمی دیکھ رہے تھے۔

(۱۱۷۰) ایسا ہی قصہ ہمارے شیخ عارف ابن ابی حمائل کا وقوع میں آیا کہ جب وہ دمیاط کے قریب شہر فارس کور میں مقیم تھے تو صوفیوں کا سا روپ بنانیوالا ایک شخص بھی اس شہر میں آیا اور اس نے ان کو وہ خارق عادت امور

دکھائے کہ اکثر باشندگانِ شہر کو اس کا تابع ہونا پڑا اور اس سے طریق استقامت میں بہت کچھ خلل پڑا حتی کہ اُس نے بہتیروں کو گمراہ کردیا اور اسی جامع مسجد میں جہاں شیخ رہا کرتے تھے اُس کا حلقہ ذکر ہوا کرتا اور شیخ کی مجلس ذکر بھی ہیں ہوتی تھی پس ایک رات حضرت شیخ تو اپنی مجلس سے فارغ ہو گئے اور وہ لوگ فارغ نہیں ہوئے پس تھوڑی دیر تو حضرت خاموش رہے اس کے بعد اپنی جوتی سے جس کو جامع مسجد میں پہنا کرتے تھے فرمایا کہ اے جوتی اس شیخ کی طرف جا پس اگر وہ چھوٹا ہے تو اس کو اتنا مار کہ وہ جامع مسجد سے باہر نکل جائے۔ پس حضرت شیخ کی جماعت کو جنہوں نے حضرت کا یہ کلمہ سُنا تھا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اس شیخ کی گردن پر جوتیاں پڑنے کی آواز سُنائی دینے لگی پس وہ بھی بھاگا اور اُسکی جماعت کے لوگ بھی بھاگے یہاں تک کہ جامع مسجد سے باہر نکل گئے اور پھر شہر سے بھی چلدیئے کہ معلوم نہیں کہاں گئے۔

(۱۷۱) کمال کہتے ہیں کہ مجھ کو ابو العباس بن عبد الواحد نے خبر دی اور وہ شیخ صالح رعینی سے روایت کرتے ہیں شیخ صالح کہتے ہیں کہ میں مدینہ مکرمہ میں مقیم تھا پس عاشورہ کے دن جس روز اہل تشیع قبہ عباس میں جمع ہوا کرتے ہیں میں گھر سے نکلا وہ لوگ قبہ میں جمع تھے پس میں نے قبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا کہ میں ابو بکرؓ کی محبت میں کچھ چاہتا ہوں پس ان میں سے ایک بڈھا میرے پاس آیا اور کہا بیٹھ جاؤ، ہم! فارغ ہولیں پس میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ فارغ ہو گئے تو وہ بڈھا میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو لیئے گھر لے گیا اور گھر کے اندر مجھ کو داخل کر کے پیچھے سے دروازہ بند کردیا اور دو غلاموں کو

مجھ پر تعینات کر دیا جنہوں نے میری مشکیں باندھ کر مجھ کو بہت ہی زدوکوب کیا پھر اُس نے میری زبان کاٹ لینے کا حکم دیا پس انہوں نے میری زبان کاٹ لی اس کے بعد اُس نے . . . . اُن کو حکم دیا پس انہوں نے میری مشکیں کھولدیں اور اُس نے کہا جا اُس کے پاس جس کی محبت میں تو نے بھیک مانگی تھی کہ وہ تیری زبان تجھ پر واپس کر دے۔ شیخ صالح کہتے ہیں پس میں اُس کے پاس سے چلکر حجرہ شریفہ نبویہ پر آیا کہ درد و تکلیف کی زیادتی سے رو رہا تھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ ابو بکرؓ کی محبت میں مجھ کو یہ تکلیف پہنچی ہے پس اگر آپ کے وہ صحابی برحق ہیں تو میری خواہش ہے کہ میری زبان واپس ہوجائے اور میں شدتِ تکلیف کے قلق میں رات بھر حجرہ ہی میں پڑا رہا پس مجھ پر اونگھ طاری ہوئی اور میں نے خواب میں دیکھا کہ میری زبان پھر ویسی ہی ہوگئی جیسی تھی بیدار ہوا تو واقعی اُس کو اپنے منہ میں صحیح سالم پایا اور میں باتیں کرسکتا تھا۔ پس میں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے میری زبان مجھ پر واپس فرمادی اور حضرت ابو بکرؓ کی محبت مجھ کو اور زیادہ ہوگئی پس جب اگلا سال ہوا اور عاشورہ کے دن وہ لوگ حسبِ عادت جمع ہوئے تو پھر میں قبہ کے دروازہ کے پاس گیا اور کہا کہ میں ابو بکرؓ کی محبت میں کچھ چاہتا ہوں پس حاضرین میں سے ایک جوان اُٹھا اور مجھ سے کہا کہ بیٹھ جاؤ ذرا فارغ ہولیں چنانچہ میں بیٹھ گیا پس جب وہ فارغ ہوگئے تو وہی جوان میرے پاس آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اُسی گھر کی طرف لے گیا۔ پس مجھ کو اندر پہنچایا اور میرے سامنے کھانا رکھا پس ہم دونوں نے کھایا جب فارغ ہوئے تو جوان اُٹھا اور اپنے گھر کی ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھولا۔ اور

روتے لگا میں بھی اُٹھا تا کہ دیکھوں اُس کے رونے کا سبب کیا ہے پھر کوٹھڑی
میں ایک بندر بندھا ہوا مجھے نظر آیا میں نے جوان سے اس کا قصہ پوچھا تو وہ زیادہ
رونے لگا میں نے اُس کو تسکین دی یہاں تک کہ اُس کو سکون ہوگیا تب میں نے
کہا تم کو اللہ کی قسم ہے اپنی حالت سے مجھ کو باخبر کرو اُس نے کہا اگر تم قسم کھاؤ کہ
اہل مدینہ میں سے کسی کو بھی مطلع نہ کرو گے تو میں بتا دوں پس میں نے قسم کھائی۔ تب
اُس نے کہا کہ سال گذشتہ میں عاشورہ کے دن ایک شخص ہمارے پاس آیا
اور قبہ عباس میں اُس نے ابو بکرؓ کی محبت میں کچھ مانگا تھا پس میرا باپ اُٹھا جو اکابر
شیعہ میں سے تھا اُس نے سائل سے کہا کہ بیٹھ جاؤ ذرا فارغ ہو لیں جب فارغ
ہو چکے تو وہ اُس کو اس گھر میں لیکر آیا اور اس پر دو غلاموں کو مسلط کر دیا کہ انہوں
نے اُس کو مارا اور اُس کی زبان کاٹ لی اور اُس کو نکال دیا پس وہ چلا گیا اور پھر
اُس کی کوئی خبر ہم کو نہ لگی جب رات ہوئی اور ہم سو گئے تو میرے باپ نے ایک
چیخ ماری کہ اُس کی سخت چیخ سے ہم سب جاگ پڑے پس اُس کو دیکھا تو اللہ
نے اُس کو بندر کی صورت میں مسخ کر دیا تھا پس ہم اُس سے گھبرائے اور اس کوٹھڑی
میں اس کو داخل کر کے باندھ دیا اور لوگوں سے ظاہر کیا کہ وہ مر گئے پس اب ہر صبح و شام
میں ان پر رویا کرتا ہوں۔ شیخ صالح کہتے ہیں کہ میں نے جوان سے کہا بھلا یہ تو بتاؤ
کہ جس شخص کی تمہارے باپ نے زبان کاٹی تھی اُس کو تم پہچانتے بھی ہو اُس نے
کہا کہ نہیں میں نے کہا کہ واللہ میں ہی ہوں وہ شخص کہ میری ہی زبان تمہارے باپ
نے کاٹی تھی اور میں نے سارا قصہ بیان کیا پس وہ میرے پاؤں پر گر پڑا اور میرے
سر اور ہاتھوں کو بوسہ دینے لگا اس کے بعد مجھ کو ایک کپڑا اور ایک دینار دیا

اور مجھ سے دریافت کیا کہ اللہ نے تمہاری زبان کس طرح واپس کی میں نے اُسکو
مطلع کیا اور واپس آگیا۔

(۱۱۷۳) بیہقی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے لشکر
روانہ کیا اور اُن پر ایک شخص کو امیر بنایا تھا جن کا نام ساریہ تھا پس حضرت
عمرؓ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آوازِ بلند پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ۔ پس چند
روز بعد جب لشکر کی طرف سے قاصد آیا تو اُس نے بیان کیا کہ اے امیرالمومنین
ہمارا دشمن سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے ہم کو شکست دیدی۔ دفعتاً ایک بلند
آواز کسی کی سُنائی دی کہ اے ساریہ پہاڑ۔ پس ہم نے اپنی پشت پہاڑ سے
لگالی پس حق تعالیٰ نے دشمن کو شکست دیدی۔

از کتاب جامع کرامات الاولیاء

مؤلفہ علامہ شیخ یوسف بن اسمٰعیل النبہانی مختومہ سنہ ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ سنہ ۱۳۲۹ھ بمصر

یہ کتاب اس زمانہ کی بے نظیر تصنیفات سے ہے اور کتب معتبرہ قدیمہ و حدیثہ جو چالیس سے متجاوز ہیں اور اپنے اور ثقات کے مشاہدات سے جمع کی گئی ہے جن کا نام اُس کے خطبہ میں ہے اور خطبہ میں خود مؤلف نے یہ بھی لکھا ہے کہ اس کتاب میں دس ہزار کرامات سے کم مذکور نہیں اور جن کی یہ کرامتیں ہیں اُن کا عدد چودہ سو کے قریب ہے علاوہ اُن کے جن کا نام معلوم نہیں ہوا جن کا ذکر خاتمہ میں ہے آہ۔ عاجز کہتا ہے میں نے ان غیر معلوم حضرات کو شمار کیا تو سو سے زیادہ نکلے تو یہ اصحابِ کرامات ڈیرہ ہزار ہوئے اور نیز خطبہ میں بعض اُن کتابوں کے نہ ملنے پر افسوس کیا ہے جو اس باب میں طریقۂ محدثین پر لکھی گئی ہیں۔ مثل کتاب الزہد للامام احمد اور حلیۃ الاولیاء لابی نعیم اور صفوۃ الصفوہ لابن الجوزی اور کرامات الاولیاء لابی محمد الخلال و ابن ابی الدنیا و اللالکائی۔ تو اگر یہ کتابیں بھی کسی کو میسر ہو جاویں تو ان سے اور اضافہ کیا جا سکتا ہے کتاب تو اس قابل ہے کہ اس کا بالاستیعاب ترجمہ کر دیا جائے لیکن اس وقت اس کے التزام کا قصد نہیں ہے عین وقت پر جو حکایت مناسب معلوم ہو گی صرف وہ لیجائے گی

اور چونکہ کتاب موصوف کے مقدمہ میں بعض تحقیقات متعلقہ کرامات بہت مفید معلوم ہوئیں لہذا اُن میں سے بھی بعض فوائد کا انتخاب کر کے اُن کا ترجمہ کر دینا اور حکایات پر اُن کا مقدم کرنا مناسب معلوم ہوا۔ پس اول وہ فوائد مع حوالہ صفحہ نقل کئے جاتے ہیں اس کے بعد حکایات لکھی جائیں گی۔

فائدہ اولیٰ:۔ ص ۲ س ۲ سب سے اچھا قصد کرامات کی حکایات میں یہ ہونا چاہیئے کہ اولیاء کی کرامات واقع میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں تو اُن کی نقل کرنے سے دین اسلام کی صحت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر استدلال ہونے سے غیر مؤمن کو ایمان اور مومن کو قوت فی الایمان میسر ہوتی ہے۔

فائدہ ثانیہ:۔ ص ۲ س ۱۳ جو امر نبی سے بطور معجزہ صادر ہو سکتا ہے وہ ولی سے بطور کرامات صادر ہو سکتا ہے اھ۔ گو کیسا ہی عظیم ہو۔ ص ۱۰ س ۲ احقر کہتا ہے کہ جس کا امتناع غیر نبی سے دلیل سے ثابت ہو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔ جیسے قرآن کی مثل لانا۔

فائدہ ثالثہ:۔ ص ۲ س ۱۳ خرق عادت کا صدور یا مع الدعویٰ ہے یا بلا دعویٰ اور شق اول میں یا تو دعویٰ الوہیۃ کا ہے تو اس شخص سے خوارق کا صدور اس لئے ممکن ہے کہ اس سے تلبیس نہیں ہوتی اھ۔ لیکن نبی کے مقابلہ میں صدور نہ ہوگا۔ اور یا دعویٰ رسالت کا ہے پھر یا دعویٰ رسالت میں صادق ہے تب تو خوارق کا صدور واجب ہے اور صدور بھی بلا معارض ورنہ عامہ کو تلبیس ہوگی۔ اور یا کاذب ہے تو اس سے خوارق کا صدور ممتنع ہے اور اگر

صدور ہو جائے تو فوراً ہی ایسے معارضہ کا وقوع لازم ہے جس سے اُس کا کذب ظاہر ہو جائے۔ اور یا دعوئی ولایت کا ہے اس صورت میں صدور خوارق میں اختلاف ہے آہ۔ احقر کے نزدیک کوئی امر مانع نہیں کیونکہ اقرار باتباع نبی دافع تلبس ہے ہاں اگر دعوئی بلا اذن ہے تو سلب حال مانع صدور ہو سکتا ہے اور یا دعوئی سحر و اتباع شیطان کا ہے تو اس میں بھی تلبیس نہ ہونے کے سبب صدور ممکن ہے آہ۔ مگر شرط یہ ہے کہ نبی کے مقابلہ میں نہ ہو اور اگر بلا دعوی ہے تو اگر یہ شخص مومن صالح ہے تو اس سے جو صادر ہو کرامت اسی کا نام ہے اور اگر کافر یا فاسق ہے تو وہ استدراج ہے۔

فائدہ رابعہ:۔ ص۱۰ س۲ محققین نے کہا ہے کہ بارگاہِ حق تعالیٰ سے جن سالکین کو انقطاع ہوا ہے اکثر مقامِ کرامات میں ہوا ہے اس لئے محققین کرامات سے ایسا ڈرتے ہیں جیسا لوگ بلا سے ڈرتے ہیں۔

فائدہ خامسہ ص۱ س۳ اس میں اختلاف ہوا ہے کہ آیا ولی کو اپنے ولی ہونے کی خبر ہوتی ہے یا نہیں آہ۔ احقر کہتا ہے کہ خبر ظنی حالی ثابت ہے اور قطعی اور مآلی منفی ہے۔

فائدہ سادسہ:۔ ص۱۵ س۲۵ کرامات کا صدور حیات کے ساتھ خاص نہیں کیونکہ مرنے سے ولایت سے معزول نہیں ہو جاتا۔

فائدہ سابعہ:۔ ص۱۲ س۱ ولی کے لئے کرامت کا ہونا ضرور نہیں بلکہ بعض اوقات غیر صاحب کرامات افضل ہوتا ہے صاحب کرامات سے کیونکہ افضلیت زیادت یقین سے ہے نہ کہ کرامت سے۔

فائدہ ثامنہ:۔ ص۱ س۲۵ جس طرح نبی پر معجزہ کا اظہار واجب ہے اسی طرح ولی پر کرامت کا اخفا واجب ہے۔ آہ احقر کہتا ہے مگر یہ کہ ماذون یا لاظہار ہو ص۲ س۱۔

فائدہ تاسعہ ص۱ س۱۲ خرق عادات کبھی قوی نفسانیہ سے ہوتا ہے کبھی حیل طبیعہ سے، کبھی عملیات سے یہ سب عبد کے قدرت و اختیار میں ہے یہ واقع میں خرق عادت اور کرامت نہیں انتہت الفوائد اور بعض فوائد رسالہ کرامات امدادیہ کے شروع میں قابل ملاحظہ ہیں۔

اب حکایات منقول ہوتی ہیں اور گو اس کتاب میں بعد معجزات نبویہ کے حضرات صحابہؓ کی بعض کرامات بھی مذکور ہیں مگر چونکہ تجویز ہے کہ اس کو رسالہ کرامات الصحابہ کا ضمیمہ بنا دیا جاوے اس لئے اُن کو یہاں نقل نہیں کیا گیا اُس کے بعد سے حکایات لیجائیں گی اور چونکہ کتاب مذکور میں اہلِ قصہ کا اول نام ہے پھر قصہ۔ اس اقتباس میں بھی آسانی کے لئے یہی طرز رکھا گیا ہے۔

(۲۳)(۱) محمد باقر بن علی زین العابدینؒ۔ ص۹۵ ابو بصیر سے مروی ہے کہ میں محمد بن علی کے پاس مسجد نبوی میں حاضر تھا اسی اثناء میں منصور اور داؤد بن سلیمان مسجد میں آگئے اور اس وقت تک بھی عباس کو سلطنت نہ پہنچی تھی سو داؤد محمد باقر کے پاس آیا محمد باقر نے اُس سے فرمایا کہ منصور دوانیقی کو آنے سے کون امر مانع ہوا داؤد نے کہا وہ ذرا بے مروت ہے محمد باقر نے کہا کہ زمانہ ختم نہ ہوگا یہاں تک کہ یہ شخص مخلوق کے کاروبار

کا حاکم ہوگا اور لوگوں کی گردنوں کو پست کر دیگا اور زمین کے مشرق و مغرب کا مالک ہو جائے گا اور اُس میں اُس کی عمر طویل ہو گی یہاں تک کہ نامی خزائن اس قدر جمع کریگا کہ دوسرا اس قدر جمع نہ کر سکے گا۔ داؤد نے منصور کو یہ خبر دی پھر منصور بھی اُس کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو آپ کے پاس بیٹھنے سے بجز آپ کی حکایت شان کے اور کوئی امر (مثل ضعیف عقیدت وغیرہ) مانع نہیں ہوا اور داؤد نے جس بات کی خبر دی تھی اُس کی نسبت سوال کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ضرور ہونے والا ہے اُس نے پوچھا کہ کیا ہم لوگوں کی (یعنی بنی عباس کی) سلطنت آپ حضرات کی (یعنی بنی ہاشم کی) سلطنت سے قبل ہو گی آپ نے فرمایا ہاں اُس نے پوچھا کہ کیا میرے بعد کوئی شخص میری اولاد میں سے بادشاہ ہوگا آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اُس نے پوچھا کہ بنی امیہ کی سلطنت کی مدت زیادہ ہو گی یا ہماری آپ نے فرمایا کہ تمہاری مدت طویل ہو گی اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے لڑکے اس سلطنت سے اس طرح کھیلیں گے جس طرح گیند سے کھیلتے ہیں (یعنی اس کے تصرفات بالکل اُن کے اختیار میں ہوں گے اور اس میں ایک لطیف اشارہ اس طرف بھی ہے کہ وہ تصرفات اکثر فضول اور جہل کے ہوں گے) مجھ سے میرے والد یعنی امام زین العابدین نے اس طرح خبر دی ہے پس جب خلافت منصور کو پہنچی تو وہ آپ کے اس فرمانے سے تعجب کیا کرتا تھا (منتزع ردی) آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۱۱۷ھ میں ہوئی اور حضرت عباسؓ کے قبہ میں دفن کئے گئے۔

(۱۱۷۴) محمد بن المنکدرؒ ان کے صاحبزادہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اہل یمن میں سے اُن کے باپ کے پاس اسی دینار امانت رکھدیئے اور بارادہ جہاد چلا گیا اور یہ کہہ گیا کہ اگر آپ کو حاجت ہو تو میرے آنے تک کے لئے خرچ کر لینا وہ شخص تو چلا گیا اور اہل مدینہ پر قحط و افلاس پڑ گیا انکے باپ نے وہ دینار نکالکر غریبوں کو بانٹ دیئے کچھ زمانہ نہ گذرا تھا کہ وہ شخص آگیا اور اپنا مال طلب کیا میرے باپ نے کہا کہ کل کے روز آنا اور شب کو مسجد نبوی میں اس حالت سے رہے کہ کبھی روضہ نبویہ کی پناہ لیتے تھے اور کبھی منبر نبوی کی پناہ لیتے تھے یہاں تک کہ صبح کا وقت قریب آگیا دفعتاً ایک شخص تاریکی میں ظاہر ہوا اور اُن سے کہہ رہا ہے کہ اے محمد لو انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر لیا تو ایک تھیلی تھی جس میں اسی دینار تھے اور صبح کو وہ شخص آیا تو وہ اُس کو دیدیئے (حجۃ اللہ علی العلمین)۔

(۱۱۷۵) امام شافعیؒ ان کی ولادت ۱۵۰ھ میں اور وفات ۲۰۴ھ میں ہوئی اور وفات کے بہت زمانوں کے بعد آپ کی نعش کو مصر سے بغداد منتقل کرنا چاہا تو اُن کی قبر سے اس قدر پاکیزہ خوشبوئیں ظاہر ہوئیں کہ حاضرین کے حواس کو معطل کر دیا بس اُسی حالت میں چھوڑ دیا۔

(۱۱۷۶) محمد بن عبد اللہ المعروف بشیبان الراعیؒ۔
مناوی نے کہا ہے کہ ان کی ایک کرامت یہ تھی کہ جب ان کو غسل کی حاجت ہوتی اور پانی موجود نہ ہوتا تو ایک بادل آکر برس جاتا اُس سے غسل کر لیتے۔

(۱۱۷۷) ایضاً۔ اور جب یہ جمعہ کو جاتے تو اپنی بکریوں کے گلے گرد گرد ایک دائرہ کھینچ دیتے اور چلے جاتے تو اُن کی واپسی تک نہ کوئی بکری اُس سے باہر جاتی اور نہ کوئی جانور جنگلی یا شہری ان کو ستاتا (مناوی)

(۱۱۷۸) ابو عبد اللہ محمد بن الحسین المعروف بالزعفرانی شاگرد امام شافعیؒ۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ ایک قصاب کی دکان پر جاکر کھڑے ہوئے (گوشت لینا چاہتے ہوں گے) قصاب اُن کو چھوڑ کر کہیں چلد یا (یعنی اُن کی . . . اور اُن کی خریداری کی کچھ پرواہ نہ کی) جب چلا گیا تو اُس کا ہاتھ بیکار ہو گیا اور کسی چیز کے کاٹنے کے قابل نہ رہا قصاب سمجھا کہ یہ شیخ کے تصرف سے ہوا دوڑا ہوا شیخ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ حضرت جو کچھ مجھ سے ہوا اُس پر مواخذہ نہ فرمایئے میں اللہ کے سامنے توبہ کرتا ہوں آپ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ نے دعا کر دی اُسکا ہاتھ ویسا ہی ہو گیا جیسا تھا (سخاوی)

(۱۱۷۹) محمد الجواد بن علی الرضاؒ۔ یہ حضرات اہل بیت سے ہیں یہ جب بغداد سے مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے اور لوگ رخصت کرنے کے لئے ساتھ چلے تو ایک مقام پر کسی پرانی مسجد میں مغرب کی نماز پڑھی مسجد کے صحن میں ایک درخت بیری کا تھا جس پر کبھی پھل نہ آیا تھا آپ نے اُس کی جڑ میں وضو کیا تھا پھر مغرب پڑھ کر لوگوں کو رخصت کر کے تشریف لے گئے صبح کو اُس درخت کو لوگوں نے دیکھا کہ رات ہی کو خوب پھل گیا لوگوں کو سخت تعجب ہوا اور اس سے بھی عجیب تر بات یہ ہوئی کہ اس درخت کے پھل میں گٹھلی نہ تھی۔

اُن کی وفات آخر ذی قعدہ ۳۳۰ھ میں چھبیس سال کی عمر میں ہوئی۔

(۱۱۸۰) محمد بن منصور طوسیؒ۔ ان کی کرامت یہ ہے کہ یہ مقبول الدعاء تھے ایک بار لوگوں نے ان سے بغداد میں پوچھا کہ آج یوم عرفہ ہے یا نہیں؟ اس میں کچھ اختلاف تھا آپ نے فرمایا ذرا ٹھیرو اور گھر میں تشریف لے گئے پھر باہر آکر فرمادیا کہ ہاں آج عرفہ ہے، لوگوں نے شمار یاد رکھا سو وہی دن تھا جس میں لوگوں نے وقوف عرفات کیا ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کہاں سے معلوم کرلیا انہوں نے فرمایا کہ میں نے حق تعالیٰ سے دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عرفات میں حجاج کو دکھلا دیا۔ ۲۵۴ھ میں بغداد میں وفات فرمائی (مناوی)۔

(۱۱۸۱) محمد بن مسلم بن عبد الرحمٰن القنطری۔ یہ حضرت جنیدؒ کے مشائخ میں سے ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کا ایک نوجوان بھانجا تھا ایک دفعہ اُس کو دیکھا کہ کھیل میں طبلہ بجا رہا ہے انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ اس کو موت آجاوے وہ اسی دن مر گیا۔ ان بزرگ نے ۲۶۰ھ میں وفات فرمائی (مناوی)۔

(۱۱۸۲) محمد بن اسمٰعیل المغربیؒ۔ یہ ابراہیم خواصؒ کے شیخ ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے فرماتے ہیں کہ میں نے سالہا سال سے تاریکی ہی نہیں دیکھی (یعنی شب کو بھی اُن کو روشنی ہی نظر آتی تھی) سو اندھیری رات میں اپنے یاروں کے آگے آگے ننگے سر ننگے پاؤں چلتے جب کسی کو ٹھوکر لگنے کو ہوتی تو فرماتے کہ داہنے کو ہو جاؤ بائیں کو ہو جاؤ اور اُن لوگوں کو تاریکی

کے سبب سامنے کی یعنی پاس کی چیز بھی نظر نہ آتی ۲۹۹ھ میں ایک سو بتیس ۱۳۰ کی قریب عمر میں کوہ طور پر وفات فرمائی (مناوی)۔

(۱۱۸۳) محمد بن احمد بن سید حمدویہؒ۔ ابو زرعہ نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے پچاس سال تک لیٹے نہیں اور نہ پاؤں پھیلایا۔ گیارہ برس تک انہوں نے کسی سے کلام نہیں کیا، چالیس میل روزانہ چلتے اور ایک قرآن روزانہ ختم کرتے ایک روز تھک گئے اور بھوک کا غلبہ ہوا اور ضعف ہو گیا جنگل میں پانی کے ایک چشمہ پہ پہنچے اور دعا کی (کہ کوئی چیز کھانے کی عطا ہو) دیکھتے کیا ہیں کہ ایک لونڈی پاس کھڑی ہے اور کہتی ہے کہ میرے مولا نے مجھ کو آپ کے پاس ایک ہدیہ دیکر بھیجا ہے اور کہا ہے کہ اگر وہ قبول کرلیں تو تو آزاد ہے۔ (تو یہ علامت ہے کہ نہایت رغبت سے بھیجا ہے تو آپ قبول کریں، پھر اس میں میرا بھی نفع ہے کہ آزاد ہو جاؤں گی) آپ نے فرمایا رکھدے اُس نے رکھدیا دیکھا تو دو تنوری روٹیاں ہیں اُن کے ساتھ تلے ہوئے انڈے ہیں۔ پس (بجائے اس کے کہ اس کو اپنی بزرگی کی دلیل سمجھتے) ان کو چھوڑ کر چلدیئے اس سے گھبرائے کہ ایسی جلدی دعا قبول ہو گئی (کہیں استدراج نہ ہو۔ سبحان اللہ کیا معرفت اور عبدیت ہے) (مناوی)۔

(۱۱۸۴) محمد بن السماکؒ۔ قشیری نے بسند متصل احمد بن ابی الحواری سے نقل کیا ہے کہ محمد بن السماکؒ بیمار ہو گئے ہم اُن کا قارورہ لیکر ایک نصرانی طبیب کے پاس چلے ہم حیرہ اور کوفہ کے درمیان میں تھے کہ ایک شخص پاکیزہ صورت، پاکیزہ خوشبو، پاکیزہ لباس ہمارے سامنے نمودار ہوا اور پوچھا کہ

کہاں کا ارادہ رکھتے ہو ہم نے کہا فلاں طبیب کے پاس جانا چاہتے ہیں اُس کو ابن السماکؒ کا قارورہ دکھلائیں گے اُس نے کہا سبحان اللہ خدا کے دوست کے لئے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو اس کو زمین پر دے مارو اور ابن السماکؒ کے پاس لوٹ جاؤ اور اُن سے کہو کہ درد کے موقع پر اپنا ہاتھ رکھو اور یہ کہو وبالحق انزلناہ وبالحق نزل پھر وہ شخص غائب ہو گیا اور ہم کو نظر نہیں آیا ہم ابن السماکؒ کے پاس واپس ہو گئے اور اس قصہ کی خبر دی انہوں نے ایسا ہی کیا اور فوراً آرام ہو گیا پھر انہوں نے فرمایا کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

(۱۱۸۵) **محمد بن یوسف بولاقیؒ** - امام عالم زاہد تھے ابن الہنوی نے اُن کی ایک کرامت لکھی ہے کہ ایک عورت اپنے بچے کو لیکر سمندر کی طرف نکلی (یا تو کوئی کام ہو گا یا محض تفریح کرانے کے لئے) پس ایک جہاز میں حبشی لوگ آئے اور بچہ کو چھین کر جہاز میں چلے گئے اور اُسکو لے کر چلدیئے وہ عورت حضرت شیخ کے سر ہو گئی آپ اپنے معبد سے باہر آ رہے تھے اور اُن کو اطلاع دی کہ حبشیوں نے میرا بچہ لے لیا اور وہ اس جہاز میں ہیں پس شیخ سمندر کی طرف چلے اور کہا اے ہوا بند ہو جا وہ خدائے تعالیٰ کی قدرت سے بند ہو گئی (اور ہوا کی جہاز شکست ہو گیا) پھر جہاز والوں کو پکارا کہ یہ بچہ اُس کی ماں کو واپس کر دو انہوں نے انکار کر دیا اور آگے چلدیئے اُس وقت آپ نے فرمایا اے جہاز کھڑا ہو جا وہ ٹھیر گیا پھر شیخ نے پانی پر چل کر جہاز میں سے بچہ کو لے لیا

اور ان کے پاس پہنچا دیا۔

(۱۱۸۶) ایضاً۔ بعض نے لکھا ہے کہ یہ دباغ تھے ان کے یہاں مازو آیا تھا (یہ دباغت میں کام آتا ہے) سو خلیفہ نے کسی کو بھیجکر اس کو (جبراً) لے لیا (کوئی ضرورت ہوگی) اُن کا خادم حاضر ہوا اور کہا کہ ان لوگوں نے مازو لے لیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں مہتمم کے پاس جا کر لے لوں انہوں نے فرمایا بیٹھ جاوہ خود واپس کر دیں گے۔ وہ لوگ جب اُس کو لے کر گئے تو اس کو پتھر پایا سمجھ گئے کہ یہ شیخ کا تصرف ہے پس واپس دے گئے تو وہ مازو تھا۔

(۱۱۸۷) ابوبکر محمد مالکیؒ قرشی نے اپنی تاریخ میں ان کی حکایت لکھی ہے کہ ان کا گذر ایک اپاہج عورت پر ہوا اُس نے مانگنے کے طور پر ان سے کہا کہ تمہارے پاس اللہ کے واسطے دینے کو کچھ ہے انہوں نے کہا کہ میرے پاس دنیا کی کوئی چیز (مال وغیرہ) ہے نہیں لیکن تو اپنا ہاتھ لا پس وہ (ہاتھ دینے کو اپنی جگہ سے اُٹھنے کو ہوئی تو دفعۃً) اُٹھ کر چلنے لگی (اور اپاہج پن جاتا رہا)۔

(۱۱۸۸) ابو عبید محمد التکرودیؒ۔ فقیہ فصیح تھے ان کی آنکھ ماؤف ہوگئی تھی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ آنکھ کو پھر ویسی ہی درست کر دے چنانچہ ان کی ویسی ہی نگاہ ہو گئی جیسے پہلے تھی (سخاوی)۔

(۱۱۸۹) محمد بن موسیٰ ابوبکر الواسطیؒ۔ جنیدؒ کے اتباع میں سے ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے سمندر کا سفر کیا اور کشتی

شکستہ ہوگئی اور یہ اپنی بی بی کے ساتھ ایک تختہ پر رہ گئے اُسی حالت میں
اُس کے بچہ ہوگیا اور اُس کو سخت پیاس لگی انہوں نے اپنا سر اُٹھایا تو ایک
شخص ہوا پر بیٹھا ہوا نظر آیا اور اُس کے ہاتھ میں ایک زنجیر ہے سونے کی،
اس میں ایک صراحی یاقوت کی بندھی ہے اور وہ شخص کہتا ہے کہ دونوں پیو
دونوں نے پیا وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ کون ہیں اُس نے کہا کہ میں
تیرے مولی کا ایک بندہ ہوں میں نے پوچھا اس رتبہ تک کیسے پہنچے کہا کہ
اس سبب سے کہ میں نے اُس کی رضا کے لئے اپنی خواہش نفسانی کو
چھوڑ دیا اُس نے مجھ کو بساط فردانیہ پر بٹھلا دیا جیسا تم دیکھتے ہو پھر مجھ سے
غائب ہوگیا (مناوی)۔

(۱۱۹۰) محمد بن اسمٰعیل المعروف بہ خیر نساج ؒ شبلی اور خواص نے
ان کی مجلس میں توبہ کی ہے بعض نے بیان کیا کہ میں خیر نساج کے پاس تھا
ایک شخص اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت میں نے تم کو کل دو درہم کو
سوت بیچتے دیکھا میں نے پیچھے سے جا کر وہ دونوں درہم آپ کی لنگی کے
کنارے میں سے کھول لئے اب میرا ہاتھ میری ہتھیلی پہ بند کا بندہ گیا وہ
ہنسے اور اپنے ہاتھ سے اُس کے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا تو ہاتھ کھل گیا پھر
فرمایا جا اور ان دراہم سے اپنے عیال کے لئے کچھ خرید لے اور پھر ایسا مت
کرنا (قشیری) ۳۲۲ھ میں ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات فرمائی۔

(۱۱۹۱) ابو عبداللہ محمد بن خفیف الشیرازی ؒ۔ ان کی ایک کرامت
یہ ہے کہ یہ بغداد میں داخل ہوئے اور چالیس روز مقیم رہے نہ کھایا نہ پیا

پھر وہاں سے روانہ ہوئے تو جنگل میں ایک کوئیں پر ایک ہرن کو پانی پیتے دیکھا ان کو بھی پیاس تھی جوں ہی کوئیں کے پاس پہنچے تو ہرن بھاگ گیا اور پانی کوئیں کی تہ میں جا پہنچا عرض کیا کہ اے میرے مالک کیا میرا درجہ آپکے یہاں اس ہرن کے برابر بھی نہیں ایک کہنے والے کو سُنا کہ ہم نے تیرا امتحان کر لیا تو صابر نہیں ثابت ہوا اور (علامت اس کی یہ ہے کہ) ہرن تو بدون چھاگل اور رسی کے آیا اور تو دونوں چیزیں لیکر آیا انہوں نے (استعانت بالاسباب سے) رجوع کر لیا تو دیکھتے کیا ہیں کہ کنواں منھ تک بھرا ہوا ہے انہوں نے پیا بھی اور وضو بھی کیا اور اپنا چھاگل بھی بھر لیا اور حج کیا پھر واپس آئے تو اُس کا پانی کم نہ ہوا تھا یہ حضرت جنیدؒ کے پاس آگئے جب ان کی نگاہ ان پر پڑی فرمانے لگے اگر تھوڑی دیر اور توقف کرتے تو پانی تمہارے پیروں کے نیچے سے جوش مارتا اور (جب تم چلتے تو تمہارے پیچھے پیچھے چلتا) ۲۸۷ھ میں سو برس سے زیادہ عمر میں وفات پائی۔ ایک برہمن سے ان کا مناظرہ ہوا اُس نے کہا کہ اگر آپ کا دین حق ہے تو آؤ میں اور تم چالیس دن کھانا نہ کھائیں تو انہوں نے تو اس کو پورا کر دیا اور وہ عاجز ہو گیا۔ اور ایک برہمن نے ایک مدت تک پانی کے نیچے رہنے کی فرمائش کی تو وہ تو اُس مدت کی تکمیل سے پہلے مر گیا اور انہوں نے پورا کر دیا (مناوی)۔

(۱۱۹۲) محمد بن محمد بن اسمٰعیل الصوفی البغدادی المعروف بابن سمعونؒ۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے بیت المقدس کا قصد کیا اور اپنے ہمراہ خشک خرما لے لئے مگر نفس میں تازہ خرما کھانیکا تقاضا

ہوا یہ اُس کو ملامت کرنے لگے کہ یہاں تازہ خرما کہاں۔ جب افطار کا وقت آیا اُس کو جو کھولا تو تازہ خرما پایا اُس میں سے نہیں کھایا (کہ استدراج نہ ہو) جب اگلا دن آیا پھر جو افطار کے وقت کھولا تو بدستور خشک خرما ملا (خطیب)۔

(۱۱۹۳) ایضاً۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ ایک شخص کو کچھ تنگی لاحق ہوئی اور بجز اس کے خفین کے اُس کے پاس کچھ نہ تھا پس اُن کو پاؤں میں سے نکالکر ان کو بیچنے چلا اتفاق سے ابن سمعونؒ کی مجلس تک پہنچا اپنے دل میں کہا کہ لاؤ مجلس میں حاضر ہو جاؤں پھر فارغ ہو کر بیچ ڈالوں گا۔ جب اس شخص نے مجلس سے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے پکار کر اُس کو فرمایا کہ موزے مت بیچنا اللہ تعالیٰ تیرے پاس رزق پہنچا دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا (خطیب)۔

(۱۱۹۴) ایضاً۔ ابن مالطیش نے اپنی کتاب اثبات کرامات الاولیاء میں ابو طاہر محمد علان سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں ابن سمعونؒ کی مجلس وعظ میں گیا اور ابو الفتح قواس چوکی کے پاس بیٹھے تھے تو ان پر اونگھ غالب ہوئی اور سو گئے اور ابن سمعونؒ تھوڑی دیر کے لئے وعظ سے خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ابو الفتح جاگ اٹھے اور سر اُٹھایا تو ان سے ابن سمعونؒ نے کہا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا انہوں نے کہا ہاں، یہ بولے کہ اسی واسطے میں کلام سے رُک گیا تھا کہ کبھی آپ بے چین ہو کر اُٹھ جائیں اور جس حال میں تم ہو وہ بند ہو جاوے۔

(۱۱۹۵) ایضاً ۳۸۰ھ میں وفات فرمائی اور وفات سے ۳۲ سال کے بعد منتقل کئے گئے تو کفن تک بوسیدہ نہ ہوا تھا (مناوی)۔

(۱۱۹۶) ابو عبداللہ محمد بن فتوح بن عبداللہ الازدیؒ۔ یہ حمیدی جامع بین الصحیحین کے پوتے ہیں، امام ہیں، حافظ ہیں ۴۸۸ھ میں وفات پائی اور انہوں نے مظفر بن رئیس الرؤسا کو وصیت فرمائی تھی کہ مجھ کو بشر حافیؒ کی قبر کے پاس دفن کیا جاوے اس نے وصیت کے خلاف کیا۔ ایک دفعہ مظفر نے اُن کو خواب دیکھا کہ اس مخالفت پر عتاب کرتے ہیں۔ تو صفر ۴۹۱ھ میں منتقل کئے گئے تو کفن بھی نیا تھا اور بدن بھی تازہ تھا اور خوشبو مہکتی تھی (نفح الطیب)۔

(۱۱۹۷) محمد بن محمد طوسی امام ابو حامد غزالیؒ۔ محی الدین بن العربی نے اپنی کتاب روح القدس میں ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن زین اشبیلیہ میں افضل الناس سے تھے اور غزالی کی کتابیں التزام سے دیکھتے ایک شب انہوں نے ابو القاسم بن احمد کی تالیف غزالی کے رد میں پڑھی تو یہ اندھے ہوگئے اُسی وقت خدائے تعالیٰ کے سامنے سجدہ کیا اور قسم کھائی کہ اسکو کبھی نہ پڑھیں گے اور اُس کو اپنے پاس سے دور کر دیں گے پس اللہ تعالیٰ نے بینائی دیدی اور عارف شاذلی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام سے غزالی پر فخر فرما رہے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ تمہاری اُمت میں بھی کوئی ایسا شخص ہوا ہے وہ دونوں فرماتے ہیں نہیں۔ اور عارف مرسی نے

غزالی کے لئے صدیق اعظم ہونے کی شہادت دی ہے۔ ان کی وفات ۵۰۵ھ
میں ہوئی ہے۔

(۱۱۹۸) ابو عبداللہ محمد بن الحسین بن عبدربہ ساکن جزیرہ کمران
جو ایک مشہور جزیرہ سمندر کا ہے وادی سردد کے مقابل جو یمن کی مشہور وادیوں
سے ہے (غالباً یہ وہی ہے جواب کامران مشہور ہے جہاں حجاج کا قرنطینہ ہوتا ہے
یہ شیخ ابو اسحق شیرازی کے شاگرد ہیں اصل میں عراق کے رہنے والے ہیں پھر
یمن میں آرہے تھے اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے ان کے کسی شاگرد کو شہر مہجم میں
اس کی خبر ہوئی وہاں پر کوئی طبیب موجود تھا وہ اس کو اُن کے پاس لائے
انہوں نے فرمایا مجھ کو اس کی حاجت نہیں پھر اپنے ایک پوتے کو بلایا پھر فرمایا
میں جو لکھواؤں اُس کو لکھ۔ پھر یہ اشعار لکھوائے ؎

وقالوا قد وهی عینیك سوء + فلو عالجته بالقدح زالا + فقلت الرب مختبری
بهذا + فان اصبر انل منه النوالا + وان اجزع حرمت الاجر منه + وكان
خصیصتی منه الوبالا + وانی صابر راضی شكورا + ولست مغیرا ما قد
اناله + صبیح ملیكنا حسن جمیل + ولیس لصنعه شیء مثالا + وربی غیر
متصف لحیف + تعالی ربنا عن ذا التعالی + پس جس وقت اس مصرعہ پر پہنچے
وانی صابرا راضی شکورا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی دوبارہ دیدی۔
یہاں تک کہ اپنے پوتے کو دیکھا کہ لکھ رہے ہیں پھر اُن کی بینائی خوب کامل
ہوگئی۔ صاحبزادہ سے فرمایا طبیب کو اُس کی مشروط فیس دیدو خدا تعالیٰ کے
کے حکم سے شفا حاصل ہوگئی۔ ان کی وفات ۵۲۵ھ میں ہوئی اور جزیرہ کمران

میں مسجد کے برابر میں دفن کئے گئے (شرجی) احقر عرض کرتا ہے کہ اگر یہ بات پہلے سے معلوم ہوتی تو قرنطینہ کے وقت زیارت قبر کی کوشش کرتے۔

(۱۱۹۹) محمد بن الفضلؒ۔ بسطام میں دفات ہوئی ابو یزید بسطامیؒ کے برابر رکھے گئے جب گورکن نے ان کو قبر میں رکھا تو وہ قبر اس قدر زیادہ فراخ ہوئی کہ وہ حیرت سے بیہوش ہوگیا ۵۳۶ھ میں وفات پائی (مناوی)

(۱۲۰۰) ابو عبداللہ محمد بصریؒ۔ کتاب الاعتبار میں بسند متصل ابوالفرج بغدادی سے (شاید یہ ابن الجوزی ہوں) نقل کیا ہے کہ میں ابوعبداللہ کی مجلس میں بغداد میں حاضر تھا کہ ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ حضرت آپ میرے مہر مقرر ہونے کے وقت تشریف رکھتے تھے اور میرا کابین نامہ گم ہوگیا ہے تو میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ عدالت میں مہر کی شہادت دینے کی مہربانی فرمائیں، فرمایا کہ جب تک کہ مٹھائی نہ دے گی میں ایسا نہ کروں گا وہ عورت کھڑی رہ گئی اور یہ سمجھی کہ مزاح فرما رہے ہیں فرمایا دیر مت لگا میں ہرگز تیرے ساتھ عدالت میں نہ جاؤں گا جب تک کہ مٹھائی نہ لادیگی، وہ لوٹ گئی پھر آئی اور اپنی جیب میں سے جو کہ دامن کے نیچے تھی ایک لپٹا ہوا کاغذ نکالا کہ اُس میں خشک مٹھائی تھی لوگوں کو اس زہد و تقویٰ پر مٹھائی مانگنے سے تعجب ہوا۔ انہوں نے وہ کاغذ لے لیا اور اُس کو کھول کر مٹھائی ایک ایک ٹکڑا حاضرین کی طرف پھینکدیا یہاں تک کہ کاغذ خالی ہوگیا اور اس کو پڑھ کر دیکھا تو وہ وہی کابین نامہ تھا کسی نے غفلت سے مٹھائی اُس میں رکھ لی تھی اور وہ عورت کھلے ہوئے کاغذوں میں تلاش کر رہی تھی۔ فرمایا

ے اپنا کابین نامہ وہ یہی ہے تب حاضرین کو سخت حیرت ہوئی۔

(۱۲۰۱) ابو عبداللہ محمد بن اشرف رندیؒ۔ شیخ محی الدین بن العربی فرماتے ہیں کہ میں ان سے اشبیلیہ میں ملا ہوں اور تین دن ان کے پاس رہا ہوں ان سے جدا ہو کر جو جو اتفاقات مجھ کو پیش آئے انہوں نے حرفاً حرفاً مجھ کو خبر کر دی تھی اور وہ سب اسی طرح ہوا۔ ایک بار یہ ایک چشمہ پر بیٹھے تھے کہ چند ڈاکو آئے اور کہا کہ سب کپڑے اُتار دو ورنہ پھر موت کا سامنا ہے۔ پس رونے لگے اور فرمایا کہ واللہ میں پسند نہیں کرتا کہ معصیت میں تمہاری اعانت کروں جو کر سکو کر لو اس کے بعد ان پر غیرت دینیہ غالب آئی اور اپنی مشہور نظر سے اُن کی طرف ایک نظر کی سب بھاگ گئے۔

(۱۲۰۲) ایضاً۔ ایک بار یہ کہیں مہمان تھے اور ایک شخص ان کی کرامت دیکھنے کے متمنی تھے مغرب کے بعد میزبان نے روشنی کرنے میں دیر کی انہوں نے گھر میں سے ایک گھاس کی مٹھی ہاتھ میں لیکر اپنے سانس کی اُس میں مار کر کہا کہ یہ آگ ہے پس اُس میں آگ سلگ گئی اُس سے ہم نے چراغ روشن کر لیا یہ ہاتھ میں آگ لے لیا کرتے اور کچھ اثر نہ ہوتا اور امی تھے (روح القدس للشیخ محی الدین)۔

(۱۲۰۳) ابو عبداللہ المعروف بنہ نہار العجمی الفارسیؒ۔ یہ حافظ زکی الدین بن عبدالحفیظ منذری کے شیخ ہیں جب یہ مصر میں بحالتِ تجرید داخل ہوئے تو ایک کھٹیرہ کی دکان پر سو گئے اور اُس شب میں دُکان میں چوری ہو گئی دُکاندار نے پہرہ دار کو پکڑا اُس نے کہا کہ دُکان پر صرف یہ فقیر سویا ہوا تھا

دکاندار نے کہا کہ اگر تو اس فقیر پر شبہ کرتا ہے تو میں اس کو کچھ نہیں کہتا میرا عوض اللہ سے ملے گا کیونکہ اس فقیر پر خیر کے آثار معلوم ہوتے ہیں پس شیخ نے اُسکی طرف نظر کی اور کہا کہ اللہ کے ایسے ایسے بندے بھی ہیں کہ اگر اس طباق کو کہدیں کہ سونا ہوجا تو وہ خدا تعالیٰ کے حکم سے سونا ہوجاوے بس وہ طباق فی الفور سونا ہوگیا۔ پھر شیخ نے اُس کی طرف نظر کی اور فرمایا تو جیسا تھا ویسا ہی ہوجا میں نے مثال کے طور پر کہا تھا (خاص تیرا سونا بنانا مقصود نہ تھا) چنانچہ وہ اپنی اصلی حالت پر ہوگیا۔ اُس شخص نے کہا کہ حضرت میرے لئے بھی دعا کیجئے انہوں نے فرمایا حق تعالیٰ تیرے فقر کو مبدل بہ غنا کر دے چنانچہ اُن کی دعا قبول ہوگئی اور وہ شخص خوب غنی ہوگیا۔ (سخاوی)۔

(نمبر ۱۲۰۴) **ابو عبداللہ محمد بن رسلان مصری ابو عبدالرحمنؒ**۔ یہ کرتہ ایک درہم کے عوض میں سیا کرتے پھر اگر سلوانے والا اچھا درہم دیتا تب تو کرتہ کا گریبان کھلا ہوا پاتا اور اگر کھوٹا درہم دیتا تو اُس کا گریبان بند پاتا وہ شخص ان کے پاس پھر آتا اور دوسرا درہم دیتا تو گریبان کو کھلا ہوا پاتا۔ مصر میں ۵۹۱ھ میں وفات فرمائی۔

(۱۲۰۵) **محمد بن احمد بن ابراہیم ابو عبداللہ القرشی الہاشمیؒ** شعرانی نے فرمایا کہ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ اپنے اصحاب سے یہ عہد لیا کرتے تھے کہ اپنے گھروں میں صرف ایک ہی کھانا پکایا کریں (یعنی کئی کئی طرح کا نہ پکائیں) تاکہ ایک کو دوسرے پر امتیاز نہ ہو۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ان کے ایک مرید نے اپنی بی بی سے کہا کہ آج کس چیز کو جی چاہتا ہے تاکہ ہم خرید لائیں اور تم پکالو اُس نے کہا اچھی

لڑکی سے مشورہ کر لو اُس نے اُس لڑکی سے پوچھا کہ کس چیز کو جی چاہتا ہے؟۔
وہ بولی تم میری جی چاہتی چیز کو نہ کر سکو گے، اُس نے کہا ضرور کر سکوں گا اگرچہ
ہزار دینار کے عوض میں ہو تو مجھ کو بتلا دے اُس نے کہا کہ قرشی سے میرا نکاح
کر دو۔ اور یہ بزرگ نابینا اور مجذوم تھے کہ اُن جیسے شخص کو عورتیں کبھی پسند
نہیں کر سکتیں وہ شخص کہتا ہے کہ میں قرشی کے پاس آیا اور میں نے اُن کو اس کی
اطلاع دی انہوں نے فرمایا قاضی کو بلا لو قاضی آیا اور اس لڑکی سے عقد ہو گیا
اور اُس کو بنا سنوار کر شیخ کے پاس حاضر کر دیا۔ جب عورتیں چلی گئیں تو شیخ
پاخانہ میں گئے اور وہاں سے اس شکل میں نکلے کہ ایک خوبصورت جوان بے
ریش نفیس کپڑے پہنے پاکیزہ خوشبوئیں لگائے ہوئے ہیں اُس لڑکی نے شرم
سے منہ چھپا لیا (کہ کوئی اجنبی مرد آ گیا) انہوں نے فرمایا منہ نہ چھپا میں قرشی
ہوں اُس نے کہا سچ مچ آپ قرشی ہیں انہوں نے اس پر قسم کھائی اُس نے
پوچھا کہ یہ کیا حالت ہے (جو آپ نے تصرف سے بنائی ہے) انہوں نے اُس سے
کہا کہ میں پھر تیرے پاس تو اس حالت سے رہا کروں گا (تاکہ تجھ کو نفرت و
اذیت نہ ہو) اور دو سروں کے ساتھ اُسی اصلی حالت سے رہوں گا لیکن
میرے مرنے تک کسی کو اس کی خبر نہ کرنا اُس نے کہا بہتر (میں کسی سے نہ کہونگی)
لیکن میں اُسی حالت کو پسند کرتی ہوں جس سے آپ لوگوں میں رہتے ہیں
یعنی آپ کی نابینائی اور جذام۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ کو جزائے خیر
دے۔ پس وہ عورت اُن کے ساتھ اُسی حالت سے رہی۔

(۱۲۰۶) ایضاً۔ مناوی نے کہا ہے کہ جب یہ جذام میں مبتلا ہوئے تو اوقات

صلوٰۃ میں یہ علت جاتی رہتی تھی اور اچھے خاصے ہو جاتے پھر جب نماز سے فارغ ہوتے پھر ویسے ہی ہو جاتے (شاید یہ حکمت ہو کہ مسجد والوں کو نفرت نہ ہو اور دوسرے وقتوں میں تو اپنے ارادہ سے ان کے پاس جاتے تھے)۔

(۱۲۰۷) ایضاً۔ انہوں نے ایک دفعہ ایک درہم کا آٹا خریدا ایک سائل سامنے سے آگیا اُس کو دیدیا پھر آگے چلدیئے تو اپنے ہاتھ کو دیکھا کہ بند ہے اُس کو جو کھولا تو اس میں ایک درم ملا اُس سے پھر آٹا خرید کر اپنے گھر لیکر آئے۔ منادی نے کہا کہ بیت المقدس میں ۵۹۹ھ میں انکی وفات ہوئی۔

(۱۲۰۸) **ابو عبداللہ محمد بن یوسف یمنی صنجاعی**ؒ۔ یہ ضریر کے لقب سے مشہور ہیں بوجہ مادرزاد نابینا ہونے کے۔ جس چیز کو ایک بار سُن لیتے انکو حفظ ہو جاتی یہاں تک کہ بعض نے کہا ہے کہ ہدایہ ایک دفعہ کے سُننے میں حفظ ہو گیا تھا۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ ملک مجاہد کے زمانہ میں حبب عرب کی شورش ہوئی اور ان کے قریہ کے فقہاء بنی زیاد کے پاس کتابیں بہت تھیں جن کو نہ کہیں لے جا سکتے تھے اور نہ اس کو دل گوارا کرتا تھا کہ خود چلے جائیں اور کتابوں کو چھوڑ جائیں غرض ان کتابوں کی اُن کو بہت فکر تھی اتفاقاً ان کے یہاں شیخ طلحہ بن عیسیٰ ہتار اپنے زمانہ سلوک کی ابتدا میں آپہنچے اور شب کو ان کے یہاں رہے اور جب اُن کو اس حال میں دیکھا تو ان کو بھی اُن کے معاملہ کا خیال ہوا۔ تو شب کو نبی

صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ ان فقہاء بنی زیاد سے کہدو کہ اپنی کتابوں کو ضریر (مذکور) کی قبر کے پاس منتقل کردیں اور اُن کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا۔ جب وہ بیدار ہوئے تو اُن لوگوں کو اسکی خبر دی انہوں نے جلدی جلدی اُس جگہ منتقل کر دیا اور اُس جگہ ایک سال کے قریب تک وہ کتابیں رہیں نہ ان کو کوئی ضرر پہنچا اور نہ ان کو کوئی لے سکا (شرجی) فقیہ ضریر کی وفات ۸۳۶ھ میں ہوئی۔

(۱۲۰۹) **ابو مدین شعیب اور نام ان کا محمد بن احمد بن عمران عیاشی یمانی ہے** بڑے عالم اور فقیہ تھے اعتکاف اور عزلت میں کثرت سے رہتے۔ ایک کرامت ان کی یہ ہے کہ جب ان کی وفات ہوگئی اور مقبرہ کی طرف ان کو لیجانے لگے تو اسی اثناء میں ایک موذن نے کسی وقت کی اذان کہدی تو فقیہ (موصوف) کا جنازہ حد سے زیادہ بھاری ہوگیا یہاں تک کہ لوگوں نے عاجز ہو کر چارپائی کو زمین پر رکھدیا یہاں تک کہ موذن فارغ ہوگیا پھر جو اُس کو اُٹھایا تو بالکل ہلکا جیسا پہلے تھا پھر اُس کو قبرستان کی طرف لے چلے مگر سب تعجب میں تھے تو اُن کے کسی خادم نے لوگوں سے بیان کیا کہ فقیہ (موصوف) کی عادت تھی کہ جب موذن کی آواز سُنتے تو فوراً کھڑے ہوجاتے اور دھوپ میں اور بارش میں اُس کا جواب دیتے یہاں تک کہ موذن فارغ ہوجاتا، تو بعد وفات اُسی کا اثر ظاہر ہوا۔

(۱۲۱۰) **محمد بن ابی بکر الحکمی الیمنی رحمۃ اللہ علیہ مقیم عواجہ** ۔ یہ لکھے پڑھے نہ تھے یافعی نے بیان کیا کہ مجھ کو بعض اولیاء نے خبر دی کہ وہ ان کی قبر پر آئے تو

وہ قبر سے کمر باندھے ہوئے باہر آئے انہوں نے کمر باندھنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ہم ابھی طلب میں ہیں جو شخص واصل ہونے کا گمان کرے وہ جھوٹا ہے کیونکہ وصول محدود تک ہوتا ہے اور حق تعالیٰ نہایات اور حدود سے منزہ ہے (مناوی)۔

(۱۲۱۱) محمد بن حسین جنیر بجلیؒ۔ شرجی نے کہا کہ یہ ابتدا میں فقیہ ابراہیم بن زکریا کے پاس پڑھتے تھے اتفاق سے یہ بیمار ہو گئے اور ان کے ہم سبقوں نے ان کا انتظار نہ کیا جب ان کو آرام ہو گیا تو یہ اور ان کے بھائی فقیہ علی اپنے پیر (یعنی محمد حکمی مذکور) کے شہر کی طرف چلے جب دن چڑھ گیا تو دونوں ایک درخت کے سایہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فقیہ محمد سو گئے پس ایک پرندہ آیا اور اپنا منھ ان کے منہ میں ڈالا اور کوئی چیز خوشبودار اُن کے منھ میں ڈالنے لگا اور ان کے بھائی دیکھ رہے تھے جب فقیہ (موصوف) کی آنکھ کھلی تو اپنے بھائی سے کہا کہ واپس چلو پھر دونوں اپنے شہر کو واپس آگئے اتفاق سے یہی فقیہ محمد اس کے بعد بیمار ہوئے تو اُن کے استاد فقیہ ابراہیم (مذکور) ان سے ملنے کو طلبہ کی ایک جماعت میں آئے اور چند مسائل انکے سامنے پیش کئے انہوں نے سب کا شافی جواب دیا انہوں نے فرمایا اے محمد یہ علم وہی ہے لکھنے پڑھنے سے اس کا تعلق نہیں پھر اس کے بعد حق تعالے نے ان پر دقائق علوم میں معرفت تامہ کا فتح باب فرمایا۔ ان کی وفات ۶۲۱ھ میں ہوئی اور قریہ عواجہ میں اپنے پیر کی قبر کے پاس ان کی قبر ہے۔

(۱۲۱۲) محمد بن علی بن محمد حاتمی شیخ اکبر محی الدین بن العربیؒ جو سلطان العارفین

ہیں ان کے مکاشفات وکرامات وتصنیفات وکمالات اس قدر کثیر وشہیر ہیں کہ نہ بیان میں آسکتے ہیں اور نہ بیان میں لانے کی حاجت۔ ان کی وفات ۶۳۸ھ میں ہوئی ہے۔

(۱۲۱۳) محمد الازہری العجمیؒ۔ شیخ ابو الحسن بن الدقاق کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز دمشق میں اپنے شیخ یعنی محمد مذکور کی خدمت میں حاضر تھے اور ان کے اصحاب میں بعضے حجاز کے تھے اور بعضے عراق کے سو خرما تر کا کچھ ذکر چلا اہل حجاز نے کہا ہمارا خرمائے تر زیادہ نفیس ہے اور اہل عراق نے کہا ہمارا خرمائے تر زیادہ نفیس ہے شیخ موصوف کے ایک خادم تھے جن کا نام یوسف تھا شیخ نے ان کی طرف نظر کی وہ خادم دروازہ سے باہر گئے اور تھوڑی دیر غائب رہے پھر اس حالت سے اندر آئے کہ ان کے ہاتھ پر ایک طباق رکھا تھا جس میں خرمائے تر تھے جیسے ابھی درخت پر سے اتارے گئے اور شیخ کے سامنے رکھدیئے شیخ نے فرمایا اہل حجاز یہ تو ہمارے بلاد عراق کا خرمائے تر ہے اب تم اپنے بلاد کے خرمائے تر کو حاضر کرو (شیخ یوسف کرامت سے ایک دم میں دمشق سے عراق پہنچے اور درخت پر سے خرمالے آئے)۔

اور ان کی بہت بڑی بڑی کرامتیں ہیں یہ امام یافعی نے فرمایا ہے۔

(۱۲۱۴) نور الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الایجیؒ سخاوی نے کہا ہے کہ ہم کو سید نور الدین موصوف کی حکایت پہنچی ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بعض اوقات میں قبر شریف سے اپنے سلام کا جواب سنا ہے علیک السلام یا ولدی (سعادۃ الدارین)۔

(۱۲۱۵) **محمد بن ہارون**۔ مناوی نے کہا ہے کہ وہ اکابر اولیاء عارفین سے ہیں اور وہ شہر سنہور متعلقات مصر کے رہنے والے ہیں۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ حضرت ابراہیم دسوقی کے والد جب ان کے سامنے سے گذرتے تو یہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ ان کی پشت میں ایک ولی ہے جس کی شہرت مشرق و مغرب تک پہنچ جائیگی۔

(۱۲۱۶) **محمد سقاؒ**۔ یہ اُن اولیاء سے ہیں جو کرامات کے ساتھ مشہور و معروف ہیں ہم کو یہ روایت پہنچی ہے کہ شیخ محمد سقا کے بارہ میں بزرگوں کے بعض مخالفین نے ملک زاہر کے سامنے کچھ کلام کیا بادشاہ نے ایک خادم کے ہمراہ دو ظرف شراب کے بھرے ہوئے ہدیۃً بطور استہزاء کے شیخ کے پاس بھیجے شیخ نے خادم کی آؤ بھگت کی اور خدام سے فرمایا کہ اے فقراء ان ظروف کا بند کھولو۔ قاصد نے عرض کیا کہ حضرت زاویہ (یعنی خانقاہ) کو آپ رسوا کر رہے ہیں (کیونکہ اُن میں شراب ہونا معلوم تھا) آپ نے فرمایا کھولو کچھ حرج نہیں چنانچہ کھولا تو اُس میں کچھ بھی نہ نکلا فرمایا ان ظروف پر گھونسہ مارو (تاکہ اندر کی چیز باہر نکل آئے) چنانچہ ایسا کیا گیا تو ایک میں سے تو شہد اور دوسرے میں سے گھی عمدہ سے عمدہ نکلا وہ قاصد بے ہوش ہو گیا پھر شیخ نے اُس کے ہمراہ کچھ حصہ ملک زاہر کے پاس تبرکاً بھیجا۔ بادشاہ نے توبہ کی اور رجوع ہو گیا۔

(۱۲۱۷) **ایضاً**۔ اور ایک واقعہ ملک زاہر کو یہ پیش آیا کہ اُس کے ایک درد ہوا کرتا تھا اور لوگ اُس کے لئے شراب بتلاتے۔ ایک بار اسی طرح

معمول کے موافق شراب کی ضرورت ہوئی اور چونکہ شیخ کی برکت سے توبہ کر چکا تھا اس لئے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کیا اُن لوگوں نے کہا کہ پکا کر پی لی جاوے چنانچہ شب کو اس کا اہتمام کیا گیا پس (جب پینے بیٹھا تو) شیخ کو محسوس کیا کہ فوراً اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور عتاب کیا اور کہا کہ ایسا کبھی مت کرنا اور میں تجھ سے غافل نہیں اور یہ درد پھر عود نہ کرے گا اور یہ کہہ کر غائب ہو گئے بادشاہ نے کہا کہ کبھی خیال بندھ جاتا ہے اور کبھی شیخ شب کو قلعہ میں رہجاتے ہیں (ممکن ہیں کہ آج شب کو قلعہ میں ہوں) پس ایک شخص کو بھیجا جس نے فصیل قلعہ سے آواز دیکر پوچھا کہ شیخ کہاں ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ اپنے زاویہ (خانقاہ) میں ہیں۔

بادشاہ کا اعتقاد اور بڑھ گیا۔ ان کی وفات تقریباً ۶۴۴ھ میں ہوئی اور مربض بیرہ میں دفن کیے گئے۔ ان کی قبر معروف ہے جس کی بکثرت زیارت ہوتی ہے۔ یہ سراج نے تفلح الارواح میں کہا ہے۔

(۱۲۱۸) ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل الحضرمی رحؒ۔ ان کی ایک کرامت یہ تھی کہ کسی وقت ان پر کوئی کشف طاری ہوتا تو بلند آواز سے پکارتے۔ دروازہ کھل گیا دروازہ کھل گیا لوگ ان کے پاس آتے تو ان کو اس حالت میں دیکھتے کہ اُن کی نگاہ بلند ہے اور اُن کے گرداگرد ایک بلند نور ہے اُس وقت لوگ (اپنی اپنی حاجتوں کے لئے) دعاء کرتے اور اس کی برکت اور اپنی دعاؤں کی فوری مقبولیت دیکھتے۔ ان کی وفات ۶۵۱ھ میں ہوئی۔

(۱۲۱۹) **محمد بن علی بن محمد صاحب مرباط** شریعت کے شیخ الشیوخ اور طریقت اور حقیقت کے امام الائمہ تھے علم (ظاہری) اور تصوف میں تبحر تھے ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کا ایک خادم افریقہ میں تھا اُس نے کوئی طویل سفر کیا اور اُس کے گھر والوں کو یہ خبر پہنچی کہ وہ مرگیا وہ پریشان ہو کر ان بزرگ کے پاس آئے انہوں نے تھوڑی دیر سر جھکایا اور فرمایا کہ وہ نہیں مرا عرض کیا گیا کہ اُس کے مرنے کی خبر آچکی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو اُس میں اُس کو نہیں پایا اور میرا فقیر دوزخ میں داخل نہیں ہوتا۔ اس کے بعد اُس کی حیات کی خبر آئی اور ایک مدت کے بعد وہ خود آگیا۔

(۱۲۲۰) **ایضاً**۔ ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے بچپن میں ایک جماعت کے ساتھ طریق طلب میں موافقت کی اور اُن کی جس شخص کی جماعت فوت ہو اُس پر کچھ جرمانہ تجویز کیا (کہ وہ شخص خود ادا کردے نہ یہ کہ دوسرے شخص اُس سے مطالبہ کریں کہ یہ جائز نہیں) ایک بار یہ قیلولہ کے وقت سو گئے اور اقامت ہی سے آنکھ کھلی پس انہوں نے ڈول کی طرف اشارہ کیا تو وہ بھرا ہوا کوئیں سے نکلا اور یہ وضو کر کے جماعت میں شریک ہوگئے۔

(۱۲۲۱) **ایضاً**۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے چند امور غریبہ کی خبر دی اور وہ اُسی طرح واقع ہوئے چنانچہ ایک خبر یہ دی تھی کہ بغداد غرق ہونے والا ہے۔ سو دجلہ ہولناک طریقہ سے چڑھا اور پانی شہر پناہ سے شہر میں داخل ہوا اور وزیر کا گھر اور خلیفہ کا دار الخزانہ اور تین سو تیس

گھر اور منہدم ہو گئے اور بہت سی خلقت ان منہدم مکانوں کے نیچے ہلاک ہو گئی اور بہت سے آدمی غرق ہو گئے۔ اور یہ واقعہ جمادی الاخریٰ ۶۵۴ھ میں ہوا۔ اور ایک خبر مسجد نبوی میں آگ لگجانے کی دی تھی سنہ مذکور میں اول رمضان میں اُس میں آگ لگی۔ اور ایک خبر واقعہ تاتار کی دی تھی کہ ایسا حادثہ فلک دوار کے تحت میں کبھی واقع نہیں ہوا اور اُس میں خلیفہ بھی صفر ۶۵۶ھ میں قتل کیا گیا اور یہ تینوں قصے ان کی وفات کے بعد واقع ہوتے اور ایک خبر حضرموت میں ایک سیل عظیم آنے کی دی تھی چنانچہ اُس کے تمام وادی پر نکلے اور متعدد شہروں کو تباہ کر دیا اور چار سو سے زائد آدمیوں کو ہلاک کر دیا ۹۷ سال کی عمر میں ۶۵۳ھ میں شہر تریم میں وفات فرمائی اور ان کی قبر مشہور ہے لوگ زیارت کرتے ہیں۔ مشرع روی میں اس کو نقل کیا ہے۔

(۱۲۳۲) محمد بن عمر ابو بکر بن قوام۔ شیخ شمس الدین خابوری جو کہ شیخ ممدوح کے اصحاب میں سے ہیں کہتے ہیں کہ میں شیخ کی زیارت کو چلا اور میرے دل میں یہ بات آئی کہ اُن سے روح کے متعلق سوال کروں گا۔ جب سامنے حاضر ہوا تو اُن کی ہیبت سے وہ سوال کرنا بھول گیا۔ جب رخصت ہو کر سفر کو چلا تو بعض فقراء کو میرے تعاقب میں بھیجا اُس نے کہا کہ شیخ سے ایک بات کر لو جب میں واپس ہو کر اُن کے پاس پہنچا مجھ سے فرمایا اے احمد (یہ ان کا نام تھا) میں نے کہا لبیک یا سیدی (یعنی میں حاضر ہوں فرمائیے) فرمایا تم قرآن پڑھے ہوئے ہو، میں نے عرض کیا ہاں حضرت نے فرمایا یہ آیت پڑھو ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما

اوتیتم من العلم الا قلیلا - اے بیٹا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام نہیں فرمایا تو ہم کو کیسے جائز ہوگا کہ ہم اس میں کلام کریں۔

(۱۲۲۳) ایضاً۔ شیخ شمس الدین خابوری خطیب جامع حلب سے مروی ہے کہ ہم شیخ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کسی مکان میں اُن کو بلایا گیا جب ہم اُس مکان کے قریب پہنچے تو اُن کا رنگ بدل گیا اور بار بار کہتے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے عرض کیا حضرت کیا بات پیش آئی فرمایا جب ہم اس قریہ کے قریب پہنچے تو اموات کی ارواح مجھ کو سلام کرنے آئیں اور اُن میں ایک خوبصورت جوان تھا کہنے لگا میں ظلماً قتل کیا گیا ہوں مجھ کو اس قریہ کے دو شخصوں نے قتل کیا ہے میں اُن کی بکریاں چراتا تھا اور وہ دونوں بھائی ہیں انہوں نے مجھ کو ملک عزیز کے زمانہ میں قتل کیا ہے اور وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے مجھ کو اپنی ایک بیٹی کے ساتھ تہمت لگائی حالانکہ میں اس سے بری تھا شمس الدین مذکور کہتے ہیں کہ جن دو شخصوں نے یہ کام کیا تھا وہ دونوں شیخ کا کلام سُن رہے تھے میرے اُن کے درمیان تعارف تھا جب ان کا میرا تخلیہ ہوا تو کہنے لگے ارے میاں شیخ نے جو کچھ کہا واللہ بالکل راست اور درست ہے اور ہم نے اُس کو قتل کیا ہے میں نے کہا کہ تم کو کون چیز اس کا باعث ہوئی کہنے لگے سبب وہی ہے جو شیخ نے بیان کیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کام کسی اور کا تھا اور وہ شخص اس سے بری تھا جیسا شیخ نے فرمایا۔

(۱۲۲۴) ایضاً۔ شیخ معضاد بن حامد بن خولہ نے بیان کیا کہ ہم شیخ کے ساتھ نہر کھودنے میں شریک تھے جس کو وہ باس تک لے گئے بعض تاریخوں میں ہمارے

پاس کام میں بہت مخلوق جمع ہوگئی ہم کام کر رہے تھے کہ دفعتہً رعد قوی آیا جس میں بڑے بڑے اولے تھے شیخ سے محمد عقیبی نے کہا اور یہ بھی شیخ کے اصحاب میں تھے کہ حضرت یہ رعد آگیا اور ایسا رعد بعض وقت جماعت کو عمل سے معطل کر دے گا شیخ نے اُن سے فرمایا کام کیے جاؤ اور دل کو مطمئن رکھو جب رعد قریب پہنچا تو شیخ نے اُدھر رُخ کیا اور ہاتھ سے اُس کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت فرمائے تو داہنے بائیں ہو جا چنانچہ خدا کے حکم سے وہ ہم سے بالکل متفرق ہو گیا اور ہم برابر کام کرتے رہے اور ہم پر دھوپ نکل رہی تھی اور شہر میں جو گئے تو پانی میں گھس کر چلتے تھے۔

(۱۲۲۵) ایضاً۔ شیخ صالح عابد اسمٰعیل بن ابی الحسن معروف بابن الکردی سے روایت ہے کہ میں ایک سال اپنے والدین کے ساتھ حج کو چلا جب ارض حجاز میں پہنچے اور ایک شب کو قافلہ چل رہا تھا اور میرے والدین ایک ہودج میں سوار تھے اور میں اُس کے نیچے چل رہا تھا مجھ کو کچھ اثر قولنج کا ہوا تو میں ایک جانب کو ہٹ کر چلا گیا اور (اپنے دل میں) کہا کہ میں کچھ استراحت کر کے قافلہ سے مل جاؤں گا میں سو گیا مجھ کو اپنی خبر نہ رہی یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا کہ آگے کیسے جاؤں پس مجھ کو اپنی فکر الگ ہوئی اور ماں باپ کی الگ اور اس کی الگ کہ بجز میرے اُن کے ہمراہ کوئی ایسا شخص نہیں جو اُن کی خدمت کرے اور اُن کی ضروریات کا اہتمام کرے پس میں اُنکی اور اپنی حالت پر رونے لگا میں رو ہی رہا تھا اچانک کسی کہنے والے کو سُنا کہ کہہ رہا ہے کیا تو شیخ ابوبکر بن قوام کے اصحاب میں سے نہیں۔ میں نے

کہا کیوں نہیں اُس نے کہا اللہ تعالیٰ سے دعا کر قبول ہو گی پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جیسا اُس نے کہا تھا و اللہ کلام پورا نہ ہونے پایا تھا کہ دیکھتا ہوں وہ شخص میرے پاس کھڑا ہے اور کہا کچھ اندیشہ نہیں اور اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھا اور میرے ساتھ تھوڑی دیر چلا اور کہا کہ یہ اونٹ ہے تیرے ماں باپ کا میں نے اُن کی آواز سُنی کہ وہ دونوں میری وجہ سے رو رہے تھے میں نے کہا کوئی اندیشہ نہیں اور اپنے تمام واقعہ کی خبر دی۔

(۱۲۲۶) **ایضاً** - انہیں شیخ اسمٰعیل مذکور سے مروی ہے کہ ہم شیخ کے ساتھ شیخ رافعؒ کی تربت میں بیٹھے تھے اور فرات کی سیر کر رہے تھے اچانک فرات کے کنارہ پر ایک شخص نمودار ہوا شیخ نے کہا کہ یہ شخص اولیاء اللہ سے ہے اور میرے اصحاب میں سے ہے اور یہ ہند سے میری ملاقات کے لئے آیا ہے اور اس نے عصر اپنے گھر پڑھی تھی اور اس کے لئے طی ارض ہو گیا اور گھر سے کنارہ فرات تک ایک قدم میں آیا اور فرات سے یہاں تک پیادہ آئے گا میرے ادب کی وجہ سے - وہ آیا تو شیخ نے پوچھا تمہارا گھر بار کہاں ہے اُس نے کہا ہند میں انہوں نے پوچھا تم وہاں سے کب چلے کہا عصر پڑھ کر شیخ نے فرمایا آج تم ہمارے مہمان ہو جب اگلے دن صبح ہوئی ہم اُس کے وداع کے لئے جنگل میں پہنچے اور وہ شیخ کو وداع کرنے لگا شیخ نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے شانوں کے بیچ میں رکھ کر آگے کو دھکا دیا وہ وہیں غائب ہو گیا ہم کو نظر نہ آیا شیخ نے قسم کھا کر فرمایا کہ میرے دھکے کے ساتھ ہی اُس نے اپنا پاؤں ہند میں اپنے گھر کے دروازہ میں رکھا (ص ۱۲۳)۔

(۱۲۲۷) ایضاً۔ انہیں شیخ اسمٰعیل سے مروی ہے کہ میں نے امیر کبیر معروف بہ اختری سے سُنا کہ میرے والد نے کہتے تھے کہ میں ملک کامل کے ہمراہ تھا جب وہ مشرق کی طرف متوجہ ہوئے جب ہم باس میں پہنچے تو ملک کامل نے فخر الدین عثمان کے ساتھ . . . . شیخ کی زیارت کا قصد کیا اور ہمارا ایک مجمع امراء کا تھا ہم اُن کے پاس حاضر تھے اچانک ایک شخص لشکریوں میں سے داخل ہوا اور کہا کہ حضرت میرا ایک خچر تھا اور اُس پر پانچ ہزار درہم تھے وہ میرے پاس سے جاتا رہا اور لوگوں نے مجھ کو آپ کے پاس آنے کی رائے دی ہے شیخ نے فرمایا بیٹھ جا قسم ہے عزت معبود کی میں نے اُس کے لینے والے پر زمین کو تنگ کر دیا ہے یہاں تک کہ بجز اس مکان کے دروازہ کے اُسکے چلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں رہا اور وہ ابھی آتا ہے جب وہ آوے اور بیٹھ جاوے تو میں تجھ کو اُٹھنے کا اشارہ کردوں گا اُس وقت تو اُٹھ جانا اور اپنا خچر اور مال لے لینا اور ہم نے جب شیخ کا یہ کلام سُنا تو ہم نے (دل میں) کہا کہ ہم بھی یہاں سے نہ اُٹھیں گے جب تک کہ وہ شخص نہ آجائے سو ہم بیٹھے ہوئے تھے دفعۃً وہ شخص آپہنچا شیخ نے اُس شخص لشکری کو اشارہ کیا وہ کھڑا ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ہم بھی اُٹھے سو ہم نے خچر کو اور مال کو دروازہ پر پایا اور اُس کو مالک نے لے لیا۔

(۱۲۲۸) ایضاً۔ شیخ امام عالم شمس الدین خابوری سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں حلب کے مدرسہ سلطانیہ میں فقہاء کے سامنے شیخ کا کثرت سے ذکر کیا کرتا انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تمہاری معیت میں اُنکی زیارت

کریں اور فقہ وتفسیر وغیرہ کے اُن سے کچھ سوالات کریں پس ہم سب کا عزم ہوا کہ پاس جاکر اُن کی زیارت کریں سو ہم اس عزم ہی میں تھے کہ دفعۃً ایک فقیر آیا اور کہا کہ حضرت شیخ تم کو بلاتے ہیں میں نے کہا کہ شیخ کہاں ہیں، کہا شیخ ابوالفتح کتانی کے زاویہ میں ہیں اور وہ بھی شیخ کے اصحاب میں سے تھے پس میں اور ایک جماعت فقہاء کی اُن کی زیارت کو چلے جب ہم اُن کے پاس حاضر ہوئے تو مجھ سے شیخ محمد عقیبی رح نے کہا کہ ان فقہاء کی کیا حالت ہے۔ میں نے کہا حضرت شیخ کی زیارت کرنے اور سلام کرنے آئے ہیں انہوں نے کہا ایک عجیب واقعہ پیش آیا، میں نے کہا کیا قصہ پیش آیا انہوں نے کہا شیخ نے ان سب کو لگام پہنادی ہے اور شیخ کا باطن ایک درندہ کی شکل میں متمثل ہوکر ان سب کے منہ کو دیکھ رہا ہے جب جلسہ طویل ہوگیا اور کوئی فقیہ گفتگو نہ کرسکا شیخ نے کہا کہ تم کلام کیوں نہیں کرتے تم سوال کیوں نہیں کرتے تب بھی کسی کی جرائت نہیں ہوئی کہ کلام کرے اُس وقت شیخ نے اپنے داہنے والے سے کہا کہ تمہارا یہ سوال تھا اور یہ اُس کا جواب ہے پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے، پھر تیسرے کی طرف غرض ہر ایک سے اُس کا سوال بھی ذکر کردیا اور اُس سوال کا جواب بھی دیدیا۔ اسی طرح اخیر تک نوبت پہنچادی سب کے سب اُٹھ کھڑے ہوگئے اور استغفار اور توبہ کی۔

(۱۲۲۹) ایضاً۔ اُن ہی شیخ شمس الدین خابوری سے روایت ہے کہ مجھ سے ہمارے شہر کے ایک تاجر نے بیان کیا کہ میں اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حلب گیا اور میں جوان تھا پس مجھ کو میرے بعضے خاندان والے ایک جگہ

لے گئے اور شراب حاضر کر کے پینے کو کہا جب میں نے پینے کے لئے پیالہ اُٹھایا دیکھتا کیا ہوں کہ شیخ میرے سامنے کھڑے ہیں اور میرے سینے میں ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اُٹھ اور نکل اور میں ایک اونچے مکان میں تھا وہاں سے منہ اور سر کے بل گر گیا اور منہ اور سر سے خون نکلا میں اپنے چچا کے پاس آیا اور خون میرے ٹپک رہا تھا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ معاملہ تیرے ساتھ کس نے کیا میں نے تمام ماجرا بیان کیا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے تجھ پر اپنے مقبول بندوں کی عنایت اور اپنی حمایت فرمائی۔

(۱۲۳۰) ایضاً۔ شیخ اسماعیل بن سالم سے مروی ہے کہ میرے پاس کچھ بکریاں تھیں اور اُن پر ایک چرواہا مقرر تھا ایک روز معمول کے موافق چراتے لے گیا جب اُس کے لوٹنے کا وقت آیا تو وہ لوٹا نہیں میں اُس کی تلاش میں نکلا تو وہ نہ ملا اور نہ اُس کی کوئی خبر ملی میں شیخ کے پاس آیا اور اُن کو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا پایا جب مجھ کو دیکھا تو فرمایا بکریاں جاتی رہیں میں نے کہا ہاں یا حضرت، فرمایا اُن کو بارہ آدمیوں نے لیا ہے اور انہوں نے راعی کو فلاں وادی میں باندھ رکھا ہے اور میں نے حق تعالےٰ سے دعا کی ہے کہ اُن پر نیند بھیج دیجئے اور اللہ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا تو تم فلاں جگہ جاؤ اُن کو سوتا پاؤ گے اور بکریاں بیٹھی ہوں گی مگر ایک بکری کھڑی ہوئی اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہو گی۔ وہ کہتے ہیں میں اُسی جگہ گیا جہاں انہوں نے کہا تھا تو میں نے تمام واقعہ اُسی طرح پایا جیسا انہوں نے کہا تھا اور ایک بکری کھڑی اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی پس میں بکریوں کو

ہانک کر شہر کی طرف چلا آیا۔

(۱۰۲۳۱) ایضاً۔ اُن کی ایک کرامت یہ ہے کہ وہ ایک جنازہ پر تشریف لائے اور اُس میں ایک جماعت عمائد شہر کی بھی تھی جب سب میت کے دفن کے انتظار میں بیٹھے تو قاضی اور خطیب اور والی ایک سمت میں بیٹھ گئے۔ اور شیخ اور فقرار دوسری سمت میں بیٹھ گئے اور قاضی اور والی نے کرامات اولیار میں کلام شروع کیا اور یہ کہ اُس کی کوئی حقیقت نہیں اور خطیب صالح (خوش عقیدہ) آدمی تھا جب سب اُٹھے تاکہ میت والوں کی تعزیت کریں تو یہ جماعت شیخ کو سلام کرنے کے لئے آئی شیخ نے فرمایا اے خطیب میں تم کو سلام نہیں کرتا اس نے کہا کیوں اے حضرت، فرمایا تم نے اولیا کی غیبت کو رد نہیں کیا اور اُن کی طرفداری نہ کی پھر شیخ قاضی اور والی کی طرف ملتفت ہوئے اور فرمایا کرامات اولیار کا انکار کرتے ہو بتلاؤ تمہارے پیروں کے نیچے کیا ہے انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں فرمایا تمہارے پیروں کے نیچے ایک غار ہے کہ پانچ سیڑھیوں سے وہاں پہنچ سکتے ہیں اُس میں ایک شخص اور اُس کی بیوی مدفون ہیں اور وہ شخص کھڑا ہوا مجھ سے باتیں کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ میں قریب ہزار سال کے ہوا کہ ان دونوں شہروں کا بادشاہ تھا اور وہاں ایک تخت پر وہ ہے اور ایک تخت پر اُس کی زوجہ ہے اور ہم اس جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ اُن کو کھول کر نہ دیکھ لیں گے۔ پس پھاوڑے وغیرہ منگا کر اُس جگہ کو کھولا اور سب مجمع حاضر تھا تو اُس کو اُسی حالت پر پایا جیسا شیخ نے فرمایا تھا۔

(۱۲۳۲) **ایضاً** شیخ ابراہیم بطائحی سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں شیخ ابوبکر بن قوامؒ کی زیارت کے قصد سے چلا راستہ میں بعض لوگوں کا ساتھ ہو گیا انہوں نے شراب اور اُس کے جلسوں اور سامان کا تذکرہ شروع کیا جب میں شیخ کے پاس پہنچا کہنے لگے یہ کیا حالت ہے میں نے عرض کیا حضرت کیسی حالت فرمایا تیرے سامنے شراب اور اُس کا سامان موجود ہے میں نے کہا حضرت میں کچھ لوگوں کے ساتھ (سفر میں) ہو گیا تھا انہوں نے شراب کا تذکرہ کیا تھا اُس نے مجھ پر وہی اثر کیا جو آپ فرما رہے ہیں۔ فرمایا تو نے سچ کہا (آئندہ کے لئے) نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر اور بُرے لوگوں سے پرہیز رکھ۔

(۱۲۳۳) **ایضاً**۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ایک روز یہ اپنے یاروں کے ساتھ دمشق میں بیٹھے تھے دفعۃً انہوں نے تواضع سے اپنی گردن جھکا دی لوگوں نے ان سے پوچھا فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی نے اس وقت اپنی مجلس وعظ میں بغداد میں فرمایا ہے قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ اس لئے تمام اولیاء اللہ نے مشرق سے مغرب تک اپنی گردن جھکا دی لوگوں نے تاریخ یاد رکھی پھر چند روز کے بعد متواتر خبریں پہنچیں کہ حضرت نے یہ کلمہ اُس تاریخ میں فرمایا تھا۔ اس کو تحفۃ الانام میں نقل کیا ہے ۶۵۸ھ میں قریہ علم میں ان کی وفات ہوئی اور تابوت میں رکھ کر وہاں ہی دفن کئے گئے پھر ۶۷۰ھ میں دمشق کی طرف منتقل کئے گئے اور قاسیون میں دفن کئے گئے اور انہوں نے اپنے صاحبزادہ سے پیشین گوئی کی تھی کہ مجھ کو ارضِ شام کی طرف منتقل

کیا جاوے گا۔

(۱۲۳۴) ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن الحسین بن عبداللہ الزوقری ثم الرکبی المعروف بابن الخطاب ؒ۔ یہ بڑے فقیہ عالم عارف اور اکثر علوم کے محقق تھے۔ فقیہ علی بن قاسم حکمی وغیرہ سے فقہ حاصل کیا تھا یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے فقہاء پر فائق ہو گئے اور یہ ان کے ایام شباب کا قصہ ہے اس سے ان میں ایک خود بینی پیدا ہو گئی اور لوگوں کے مقابلہ میں ترفع ظاہر کیا کرتے اور فاخر لباس پہنا کرتے (اب ان کی ہدایت کا وقت آیا)۔ پس ایک روز اپنے بھائی کو بلایا اور کہا اے بھائی میں نے آج شب کو اپنے پروردگار عز و جل کو خواب میں دیکھا فرماتے ہیں کہ اے محمد مجھ کو تجھ سے محبت ہے میں نے عرض کیا آپ کو جس سے محبت ہوتی ہے آپ اُس کو کسی بلا میں مبتلا کیا کرتے ہیں حق تعالےٰ نے فرمایا تو بھی بلا کے لئے مستعد ہو جا۔ (سو مجھ پر کوئی بلا ضرور آویگی) اور تم اے بھائی میرے حالات کے متعلق دیکھ بھال رکھنا۔ جب اُس دن کا اخیر حصہ ہوا تو انہوں نے شہر زبید مسجد اشاعرہ میں عصر کی نماز پڑھی پھر اپنے گھر کی طرف جلدی جلدی چلے اور ان کا معمول تھا کہ عصر کے بعد بیٹھا کرتے تھے اور پڑھاتے تھے یہ اثنا راہ ہی میں تھے کہ بیہوش ہو کر گر گئے۔ منقول ہے کہ فقیہ اسمٰعیل حضرمی کا ان پر گذر ہوا اور یہ اسی بیہوشی کی حالت میں تھے تو اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا اور فرمایا تم کو مبارک ہو اے محبوب (انکو کشف سے اُس خواب کا مضمون معلوم ہو گیا)۔ پھر ان کے بھائی آئے اور ان کو

گھر اُٹھا کر لے گئے اور اس وقت ان کی عمر پچیس برس کی تھی اور برابر اُنکی یہی حالت رہی اور کسی کسی وقت اُن کو افاقہ ہوتا تھا اور ان کے لیے ان کے . . . . مال سے ایک لونڈی خریدی گئی اور وہ ان کی خدمت اور حفاظت کرتی اور جب ان کو ہوش آتا تو اُس سے پوچھتے کہ میری کتنی نمازیں فوت ہوئیں وہ بتلا دیتی یہ سب نمازیں قضا پڑھتے (حالانکہ جب چھ نماز کے وقت تک بیہوشی رہے قضا واجب نہیں) اور بعض دفعہ اوقات افاقہ میں ان کے پاس طلبہ پہنچ جاتے اور ان کی وفات ۹۶۹ھ میں ہوئی اور مقبرہ باب سہام میں مدفون ہوئے۔ یہ شرجی نے کہا ہے۔

(۱۲۳۵) سید محمد بن عبدالرحمٰن ابن الاستاذ الاعظمؒ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ حاکم تدیم یمانی بن عمرد نے ان کے ابن العم شیخ امام عبداللہ بن علوی کا کچھ سامان (ظلماً) لے لیا تھا اور وہ موجود نہ تھے۔ جب سید محمد مذکور نے یہ سُنا تو حاکم کے پاس آئے اور وہ اُس وقت سوار ہونا چاہتا تھا انہوں نے اُس سامان کے واپس کرنے کے بارہ میں سفارش کی اس نے منظور نہیں کیا انہوں نے اُس کو (آخرت کا) خوف دلایا اور یہ کلام ذرا جلدی جلدی کرتے تھے حاکم نے کہا یہ کیا کہتا ہے اور اپنا پاؤں رکاب میں رکھا (تاکہ سوار ہوکر جاوے) وہ پاؤں اُس رکاب میں گڑ گیا اور کسی پاؤں کے ہلانے کی بالکل قدرت نہ رہی پس اُس نے سید سے معذرت کیا اور جو لیا تھا ان کو واپس دیدیا (تاکہ یہ ابن العم کو دیدیں) یہ مشرع روی میں نقل کیا ہے۔

(۱۲۳۶) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن علی الہرمل الیمنیؒ۔ بڑے فقیہ عالم صالح متورع زاہد تھے اور جودت علم میں مشہور تھے اور جنات کو پڑھاتے تھے اور آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے پھر بطور کرامت کے اللہ تعالیٰ نے انکی نگاہ دوبارہ درست کر دی تھی اور ان کی وفات ۶۶۵ھ میں ایک قریہ میں جو عطفہ کہلاتا تھا ہوئی اور ان کی قبر مشہور ہے جس کی زیارت ہوتی ہے۔ یہ شرجی کا قول ہے۔

(۱۲۳۷) محمد بن عبداللہ بن الاستاذ الاعظمؒ۔ اکابر علماء وسادات اولیاء سے ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی بہن فاطمہ کے پاس ایک گائے تھی اُس کو حاکم نے غصب کر لیا جب انہوں نے سُنا تو جس گھر میں وہ گائے تھی اُس کی دیوار کے پاس آ کر کچھ کلمات منہ سے کہے وہ دیوار گر گئی اور گائے اپنے مالک کے پاس آ گئی۔

(۱۲۳۸) ایضاً۔ اور ایک کرامت جو (بعد وفات ظاہر ہوئی) یہ ہے کہ صبرات کی ایک جماعت سے اُن کی وفات کے بعد بنی علوی کو کچھ اذیت پہنچی ان بزرگ کے بعض اصحاب نے اُن کو خواب میں دیکھا کہ یوں فرما رہے ہیں کہ میں نقیطی ہوں۔ یہ ان کا لقب حیات میں معروف تھا اور انہوں نے چار موقع پر اللہ اکبر کہا جب صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ صبرات کے عمائدین سے چار آدمی اُن ہی مواقع پر مقتول پڑے ہیں۔ مشرع روی میں اس کو نقل کیا ہے (غالباً صبرات کسی قبیلہ کا لقب ہے)۔

(۱۲۳۹) محمد بن اسحٰق رومی صدر الدین قونویؒ۔ مشہور امام ہیں

حضرت محی الدین ابن العربی کے خاص مریدوں میں ہیں۔ مناوی کہتے ہیں کہ انہوں
نے اپنی خود حکایت بیان کی کہ میرے شیخ یعنی ابن العربی اپنی حیات میں مجھ کو
ایک خاص تجلی سے مشرف کرنا چاہتے تھے مگر اس پر قادر نہ ہوئے میں اُنکی
وفات کے بعد اُن کی قبر پر گیا اور زیارت کر کے واپس آرہا تھا اور گرمی کے
دن میں ترسوس کے پاس ایک میدان میں جا رہا تھا اور صبا سے پھولوں کو حرکت
ہو رہی تھی میں نے اُن کی طرف نظر کی اور حق تعالیٰ کی قدرت میں فکر کر رہا تھا
اور حق تعالیٰ کی محبت کا اس قدر غلبہ تھا کہ قریب تھا کہ تمام کائنات سے بے خبر
ہو جاؤں اُس حالت میں حضرت شیخ کی روح بہت ہی اچھی صورت میں متمثل
ہوئی گویا محض نور تھی اور اُس وقت مجھ کو اُس تجلی سے مشرف کیا اور جب مجھکو
افاقہ ہوا تو سلام اور معانقہ کیا اور فرمایا الحمد للہ جس نے حجاب کو مرتفع کیا اور
احباب کو ملایا اور قصد و سعی کو ناکام نہیں کیا والسلام۔ ان کی وفات قونیہ
میں ۶۷۲ھ میں ہوئی اور یہ شافعی المذہب تھے۔ اس کو مناوی نے نقل کیا ہے

(۱۲۹۰) ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ المعروف بابی شعبۃ الحضرمی رح۔

بڑے فقیہ عالم صالح مشہور تھے انہوں نے بہت اعیان سے فقہ حاصل کیا اور
بہت سوں نے ان سے فقہ حاصل کیا مدت دراز تک عدن میں ایک مسجد میں
رہے جو مسجد توبہ کے نام سے معروف ہے لوگ ان کے بہت معتقد تھے اور
زیارت کے لئے آتے تھے اور ان سے برکت حاصل کرتے تھے اور بہت سی
کرامتیں مشاہدہ کرتے تھے (ایک کرامت یہ ہے کہ) جندی کہتے ہیں کہ مجھ کو
اُن کے ایک شاگرد نے خبر دی جو اُن سے پڑھتے تھے ایک دفعہ حسب معمول اُنکے

پاس بڑھے گیا جب مسجد کے دروازہ پر پہنچا تو ایک مجمع کی آواز سُنی کہ شیخ سے باتیں کر رہے تھے میں سمجھا کہ زیارت کرنے والے لوگ ہوں گے میں تھوڑی دیر ٹھیر گیا جب باتیں بند ہو گئیں اُس وقت میں نے کھنکارا شیخ نے پوچھا کون ہے میں نے کہا آپ کا غلام فلاں فرمایا اندر آجاؤ میں اندر آگیا تو وہاں کسی کو نہ پایا میں نے پوچھا حضرت میں نے آپ کے ساتھ بات چیت کرنے کی آواز سُنی تھی فرمایا تو نے سُن لیا تھا میں نے کہا ہاں، فرمایا میرے پاس ایک جماعت تمہارے طالب علم بھائی جنات کی آئی تھی مجھ سے کچھ مسائل پوچھتے تھے۔

(۱ ۱۲۴) **محمد بن ابی المجد الحرانی** رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ یہ ایک روز قلعہ بیرہ کی جامع مسجد میں بیٹھے تھے مجمع میں سے کسی نے یہ درخواست کی کہ کوئی ایسی بات دکھلائیے جس سے قلوب کو اطمینان ہو انہوں نے ایک خالی صراحی لی اور اُس کو فرات سے بھر دیا اور ان میں اور فرات میں بقدر دو قلعوں کے اونچائی کے فاصلہ تھا۔

(۲ ۱۲۴) **ایضاً**۔ اسی طرح مجمع میں سے کسی اور نے کوئی ایسی ہی درخواست کی انہوں نے جامع مسجد مذکور کی جالی میں سے اپنا پاؤں فرات کی طرف لٹکا دیا اور اُس کے پانی میں تر ہوا اُٹھا لیا۔

(۳ ۱۲۴) **ایضاً**۔ اسی طرح شیخ محمد کاتب قلعہ بیرہ نے جو کہ نومسلم تھے اور اُن کے ساتھ ایک روز فرات کے کنارہ پر جا رہے تھے عرض کیا کہ حضرت میں مسلمان تو ہو گیا لیکن کوئی ایسی دلیل نہیں دیکھی جو موجب (تقویت یقین) ہو آپ صاحب تمکین ہیں میں چاہتا ہوں کوئی ایسی نشانی دکھلائیے جس سے

میرا دل خوش ہو جائے انہوں نے پوچھا کیا ضروری ہی ہے انہوں نے کہا ہاں
پس یہ فرات کے آدھے عرض تک پانی پر چلے پھر واپس آگئے اور اس کی مسافت
بقدر تین سو قدم کے تھی پھر پاپوش اُتار کر جھاڑی تو اس میں سے گرد اڑی
وہ کاتب ان کے پیروں پر گر گیا اُن کو بوسہ دیکر کہا اب میرا قلب پورا اطمئن
ہو گیا ۶۸۰ھ میں ان کی وفات ہوئی اور بیرہ کی عیدگاہ کے میدان میں دفن
ہوئے۔ یہ سراج کا قول ہے۔

(۱۲۴۴) ابو عبداللہ محمد بن علی الریاحیؒ۔ امام عارف فقیہ صالح متورع
زاہد تھے شہر تعز کے قاضی ہو گئے تھے محمود السیرۃ تھے مسلمانوں کے مصالح
میں بہت سعی کرتے تھے اور لوگ ان کے نہایت معتقد تھے اور ان کی کرامتیں
بہت ظاہر تھیں۔ محمد بن عباس شعبی نے ان کے باب میں ایک رؤیا صالحہ بھی
دیکھا تھا کہ گویا قیامت قائم ہے اور لوگ سب برہنہ ہیں مگر قاضی ایک بلند
جگہ پر کپڑے پہنے کھڑے ہیں اور لوگ اُن کو گھیرے ہوئے ہیں میں اُن کے
پاس دوڑ کر گیا جب میں قریب پہنچا تو میں نے اُن کو یہ کہتے سُنا کہ تم سب
میری شفاعت میں ہو میں نے کہا حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں انہوں نے
کہا تم بھی ان کے ساتھ ہو میں نے یہ خواب قاضی سے کہہ کر کہا کہ وعدہ سچا
کیجئے وہ رونے لگے اور غایت تواضع سے کہا کہ میں کس قابل ہوں میں نے کہا
کہ ان باتوں کو جانے دیجئے میں نہ مانوں گا فرمایا اگر میں اس قابل ہوا تو آپ کے
لئے حاضر ہوں۔ ۶۸۵ھ میں وفات فرمائی اور کچھ مال نہیں چھوڑا قرض
کا کفن دیا گیا۔

(۵ہ ۱۲) ابوعبداللہ محمد بن عباس الشعبیؒ - بڑے فقیہ، عالم، عامل ورع زاہد تھے بہت سے اکابر سے فقہ حاصل کیا اور بہت سے اکابر نے ان سے فقہ حاصل کیا اور شہر تعز کے قاضی ہو گئے تھے پھر تورع کے سبب اس کو ترک کر دیا اور بہت سی ان کی کرامتیں بھی ہیں (ایک کشف اُن کا یہ ہے کہ)۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مسجد جند میں آتا جاتا تھا اور اُس میں جماعت کی نماز پڑھا کرتا تھا جب امام تکبیر تحریمہ کہتا تو میں ایک جماعت کی آواز سُنتا تھا جو ہوا میں تکبیر کہتے تھے اور امام کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ۶۸۷ھ میں اُنکی وفات ہوئی۔

(۶ہ ۱۲) ابوعبد محمد بن الحسین بن ابی السعود الہمدانیؒ - بڑے فقیہ، فاضل عالم، صالح عامل تھے عبادت ان پر غالب تھی، کلام اللہ کی بکثرت تلاوت کرتے تھے قریہ فرادی میں رہتے تھے ان کی ایک کرامت (جس کا ظہور بعد وفات ہوا) یہ ہے کہ جب ان کی وفات ہو گئی تو ان کے غسل دینے والوں میں ایک فقیہ ابوبکر تباعی بھی تھے اور یہ رمد میں مبتلا تھے انہوں نے اُن کی ناف میں کا جمع شدہ پانی لیکر دونوں آنکھوں سے مل لیا بس رمد ختم ہو گیا۔ ان کی وفات ۶۹۰ھ میں ہوئی یہ شرجی کا قول ہے۔

(۷ہ ۱۲) محمد الجلیقؒ اور ان کو ترکی میں طرلق محہ اور باباظرلق بھی کہا جاتا تھا راس عین الخابور میں متعلقات ماردین میں رہتے تھے اور ان کے مریدوں اور محبین کی ایک جماعت تھی اور عوام الناس اور خود ماردین کے حاکم کا بھی ان پر بہت اعتراض تھا (کیونکہ ان کی بعض باتیں اُن کی سمجھ میں نہ آتی تھیں) - ایک بار حاکم ماردین شیخ کے ساتھ جمع ہو گیا شیخ نے اس کی

(اس باب میں) شکایت کی اُس نے کہا میں معذور ہوں آپ سے اور آپکے اصحاب سے بہت سے ایسے امور ظاہر ہوتے ہیں جن پر اعتراض واقع ہوتا ہے سو آپ ہم کو کوئی ایسی بات (منجملہ خوارق) دکھلادیں جس سے ہم آپ کی حالت کو تسلیم کرلیں (اُس نے اپنی فہم کے موافق بات کہی) شیخ نے کہا بسم اللہ میں ابھی مرتا ہوں اور تم مجھ کو جس طرح چاہو دفن کردینا اور میں پانچ مہینے کے بعد پھر ظاہر ہوجاؤں گا حاکم نے کہا منظور ہے شیخ فوراً مرگئے حاکم نے تجہیز و تکفین کرکے کئی قدآدم برابر کنواں کھدواکر اُس میں دفن کیا اور اُس کے اوپر مضبوط پتھروں کی ضریح بنائی ایسے طور پر جیسے کوئی ضدادر امتحان اور تعصب سے بناتا ہے پھر اُس کوئیں کو پاٹ کر اُس کے اوپر لکڑی کی ضریح بنائی اور وہاں بہت سے آدمیوں کو مقرر کردیا جو باری باری جاگتے رہیں وہ مدت گذر گئی اور شیخ ظاہر نہ ہوئے حاکم نے اُن کی جماعت کو بلاکر طرح طرح کی ایذاؤں سے انتقام لیا اور جو کچھ سب وشتم ہوسکا کمی نہیں کی اور ظاہر میں کسی قدر معذور بھی تھا۔ پھر جب بیس روز اور گذر گئے تو شیخ ظاہر ہوئے وہ حاکم ذلت اور ندامت اور عذر کے پیرایہ میں حاضر ہوا اور کہا حضرت جو تاریخ آپ نے معین کی تھی اُس میں ظاہر نہ ہوئے شیخ نے کہا ارے کوڑ مغز اُس معینہ مدت تک تو میں حق تعالیٰ کی روک میں رہا اور زائد ایام میں تیری حبس میں رہا اور اس کا سبب یہ تھا کہ تو نے اس امتحان اور ضد میں جو کچھ صرف کیا وہ سب حرام تھا اُس کی کدورت سبب توقف کا ہوا) حاکم نے کہا حضرت سچ ہے (واقعی وہ سب حرام تھا) پھر اُس نے

توبہ کی اور معافی مانگی اور جس جماعت کی اہانت کی تھی اُس کا اکرام کیا اور بڑی محبت کرنے والوں میں سے ہوگیا یہ سراج کا قول ہے اور یہی سراج کہتے ہیں کہ ایک شخص ان کے اصحاب میں حسن نام ہیں اُن سے روایت ہے کہ میں نے شیخ محمد حلیق سے اس حالت کے انقضار پر پوچھا کہ آپ جب ظاہر ہوئے تو قبر اپنے حال پر رہی تو خیر آپ کی شان تو اس سے ارفع ہے (اس سے اس کو تو نہیں پوچھتا) لیکن ہم نے آپ کو لاغر دفن کیا تھا اور آپ فربہ ظاہر ہوئے (اس کی کیا وجہ ہے) انہوں نے چپکے سے فرمایا اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفار راشدین کے دسترخوان پر افطار کیا کرتا تھا (یہ اُس کی برکت ہے) اور اکثر پتھر کھایا کرتے تھے کسی معتقد صادق نے کہا کہ جو آپ کھاتے ہیں مجھ کو بھی کھلائیے اُس کو ایک پتھر دیدیا اُس نے جو کھایا تو نہایت پاکیزہ حلوا تھا۔ ان کی وفات تقریباً ۷۹۰ھ میں ہوئی۔ یہ سراج کا قول ہے۔

(۸ ہم ۱۲) ابو عبداللہ محمد بن اسعد بن علی بن فضل صبعی رح۔ بڑے فقیہ، عالم، متقی، صالح تھے ان کی تدریس میں بڑی برکت تھی صاحب افادات وکرامات تھے ایک زمانہ میں ایک جماعت اُن سے تفسیر نقاش پڑھتی تھی ان لوگوں کے پاس ایک سوال نحو کے متعلق آیا ان لوگوں سے نہ تو یہ ہو سکا کہ فقیہ سے سبقت کر کے خود جواب لکھیں (کہ یہ خلافِ ادب تھا) اور نہ سوال کی اُن کو اطلاع دے سکے کیونکہ یہ جانتے تھے کہ فقیہ علم نحو میں مہارت نہیں رکھتے اور نہ یہ ہو سکتا تھا کہ سوال واپس کردیں مگر جب بدون اطلاع

کے کوئی چارہ نہ دیکھا تو اُن کو وہ سوال دیا اس خیال سے کہ کسی کو جواب لکھنے کے لئے فرمائیں گے جب اُس سوال کو دیکھا تو قلم برداشتہ ایسا شافی جواب لکھا جیسے کوئی بڑا نحوی ہوتا ہے اور لکھ کر جماعت کو دیدیا انہوں نے غور سے دیکھا تو نہایت پسند کیا اور اس سے تعجب کیا اور اس کو اُن کی کرامت میں شمار کیا۔

(۱۲۴۹) **ایضاً** جندی نے فقیہ صالح بن عمر سے روایت کیا کہ کتاب مذکور (یعنی تفسیر نقاش) کو میں پڑھا کرتا اور سب سُنا کرتے اور فقیہ مذکور اثنار قرأت میں کبھی کبھی اونگھتے یہاں تک کہ گمان غالب یہ ہوتا کہ یہ کچھ نہیں سُنتے اس لئے میں نے ایک زمانہ میں یہ ارادہ کر لیا کہ ان سے پڑھنا چھوڑ دوں۔ اسی اثنار میں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ فقیہ کی جگہ پر تشریف رکھتے ہیں اور مجھ سے فرما رہے ہیں کہ اے صالح پڑھ اور میں پڑھ رہا ہوں اس کے بعد فقیہ نے آنکھیں کھولدیں اور خاص میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا (جس سے معلوم ہوا کہ اُن کو یہ واقعہ مکشوف ہو گیا یا یہ کہ ان ہی کا تصرف تھا) ؂ ان کی وفات قریہ سہفنہ میں ۶۹۴ھ میں ہوئی۔ یہ شرجی کا قول ہے۔

(۱۲۵۰) **محمد بن الشیخ ابو بکر العرودکؒ**۔ منجملہ اکابر مردانِ خدا اور رؤسائے طریقت کے ہیں سراج کہتے ہیں کہ ہم کو اہل منبجؒ وغیرہم کی ایک جماعت سے روایت پہنچی ہے انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ ہم سنہ ۶۸۰ھ میں تتار سے بھاگ کر سلیمہ کی سرزمین کے ایک پہاڑ میں جو کہ حمص سے ایک منزل ہے پہنچے جب بدھ کا دن اور عصر کے بعد کا وقت ہوا تو شیخ ممدوح ساز و سامان سے تیار

؂ منبج کہلس ع ۱۲

ہوئے اور کمر باندھی اور ایک خیمہ کی چوب یا اسی طرح کی کوئی چیز لی اور ایسی حالت میں لڑنا شروع کیا کہ بظاہر مدہوش تھے اور تمام جماعت اُن کے گرد و پیش میں سمجھتے تھے کہ کسی بڑی مہم میں ہیں اور اسی حالت میں اگلے دن یعنی جمعرات کے ایسے ہی وقت تک مشغول رہے پھر اس طرح لیٹ گئے جیسے کوئی مردہ ہوتا ہے اور جتنا اُن پر سامان تھا مع بدن اور چوب کے سب خون آلود تھا پھر ایک گھنٹہ کے بعد افاقہ ہوا اور آس پاس بیٹھے سب رو رہے تھے سب نے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا اور ماجرا دریافت کیا انہوں نے اطلاع دی کہ وہ لشکر تتار سے لڑے اور اُن کے سردار کو قتل کیا اور اُن لوگوں کو آج شکست ہو جائے گی اور دو اقعی تتار کو سرزمین حمص میں جمعرات کے روز رجب کی سولہ تاریخ سنہ ۶۸۰ھ میں شکست ہوئی اور سنہ ۷۰۶ھ میں شیخ شہید ہوئے اُن کو ایک تاتاری نے قتل کیا اور وقوع سے پہلے انہوں نے اس کی خبر دی تھی اور قاطرے اوپر منبج کے قریب دفن کئے گئے اور یہ قاطر ایک وسیع مقام ہے منبج سے قبلہ کی سمت پر منبج سے تین گھنٹے کا راستہ۔

(۱۲۵۱) محمد بن عبداللہ بن زاکی الیمنیؒ۔ عالم باعمل، عارف صوفی ہیں ان کے متعلق یہ شہرت تھی کہ یہ جنات کو پڑھاتے تھے اور ان کی بہت کرامات ہیں منجملہ اُن کے یہ ہے کہ ایک شخص اہل صنعا میں سے جو کہ زیدی تھا اُن پر قراءت سبعہ پڑھی جب تکمیل کر چکا تو اپنے بلاد کو واپس ہوا اُسکے اہل وطن کو اُس کی فن دانی پسند آئی اور اُس سے کہنے لگے کہ کیا خوب کمال ہے اگر تیرا اُستاد زیدی ہوتا اُس شخص نے کہا کہ میں نے اُستاد سے شہد لے لیا

اور دم اس کا (میں چھپکلی (جو نیچے بیٹھ جاتا ہے) چھوڑ دیا یعنی فن سے لیا اور
عقائد نہیں لئے۔ یہ ویسی ہی مثل ہے (خذ ما صفا ودع ما کدر) یہ خبر
شیخ کو پہنچی انہوں نے اپنے اہل درس کو جمع کیا اور اُن کو یٰسین پڑھنے کا
حکم دیا اور فرمایا کہ یٰسین اس نیت سے پڑھو کہ اللہ تعالیٰ ہمارا شہد
ہم کو واپس کر دے چنانچہ یٰسین پڑھی اور شیخ نے دعا کی اور سب آمین
کرتے جاتے تھے پس اُس شخص نے جتنا ان سے پڑھا تھا سب سلب ہو گیا
سنہ ۷۰۸ھ میں وفات فرمائی۔

(۱۲۵۲) محمد بن محمد بن معید دوعنی صوفی یمنی۔ شیخ عظیم الشان
مشہور صاحب احوال وکرامات ہیں امام یافعی نے فرمایا کہ منجملہ اُن کی
کرامات کے یہ ہے کہ وہ خشک جنگل میں ٹھیر جاتے تھے اُس میں نہریں جاری
ہو جاتیں لوگ وہاں آبستے اور درخت لگاتے اور کھیتی کرتے جب وہ
زمین ہری بھری ہو جاتی اور اہل دنیا کا شیخ سے اور اُن کے اصحاب سے
اختلاط ہونے لگتا تو کسی دوسرے خشک جنگل کی طرف چلے جاتے اسی
طرح وہ باغ بن جاتا اسی طرح سلسلہ چلتا رہتا تو دنیا اُن کو طلب کرتی
اور وہ اُس سے بھاگتے سنہ ۷۳۰ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۱۲۵۳) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن ابی المجد المرشدی۔
ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ میں کہا ہے کہ میں جس زمانہ میں اسکندریہ میں
مقیم تھا میں نے شیخ صالح عابد منقطع عن الخلق منفق ابو عبداللہ مرشدی
کی نسبت جو کہ کبار اولیا اہل کشف سے تھے یہ سنا تھا کہ وہ مقام منیہ بنی مرشد

میں انقطاع کر کے رہتے ہیں اور وہاں اُن کا زاویہ (خلوت خانہ) ہے جسمیں وہ تنہا رہتے تھے نہ کوئی خادم ہے نہ کوئی مصاحب اور امراء و وزراء اُنکے پاس قصد کر کے آتے ہیں اور جماعت کی جماعتیں لوگوں کی ہر روز حاضر ہوتی ہیں اور وہ اُن کو کھانا دیتے ہیں اور ہر شخص جس کھانے یا میوہ یا مٹھائی کے کھانے کی نیت رکھتا ہو ہر ایک کے پاس وہی چیز آتی ہے اور بعض اوقات اُس چیز کی فصل بھی نہیں ہوتی اور اُن کے پاس فقہاء کسی منصب کی طلب کے لئے آتے ہیں اور وہ (کسی کو) عزل اور (کسی کو) نصب بھی کرتے ہیں اور یہ سب واقعات اُن کے مشہور اور متواتر ہیں اور ملک ناصر بھی چند بار انہیں کے مقام پر قصد کر کے آئے سو میں شہر اسکندریہ سے اُن بزرگ کی زیارت کے لئے چلا (لمبا واقعہ ہے)۔ یہاں تک کہا کہ میں شیخ موصوف کے زاویہ پر قبل نماز عصر پہنچا اور اُن کو سلام کیا جب میں اُن کے پاس آیا کھڑے ہو کر مجھ سے معانقہ کیا اور مجھ کو نماز میں امام بنایا اور جب میں نے سونے کا ارادہ کیا تو انہوں نے فرمایا زاویہ کی چھت پر چڑھ جاؤ میں چڑھ گیا اور وہ وقت سخت گرمی کا تھا وہاں جا کر سو رہا اور اُس شب میں میں نے خواب دیکھا گویا میں ایک عظیم الجثہ پرندہ کے بازو پر سوار ہوں جو مجھ کو سمت قبلہ میں اُڑائے لئے جا رہا ہے۔ داہنی طرف کو جاتا ہے پھر مشرق میں جاتا ہے پھر مجھ کو سمت جنوب میں لیجاتا ہے پھر ناحیہ مشرق میں دور دراز طیران کرتا ہے اور ایک سایہ دار سبزہ زار میں مجھ کو لے کر اُترتا ہے

اور اُس میں مجھ کو چھوڑ دیتا ہے مجھ کو اس خواب سے تعجب ہوا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ شیخ میرا خواب کشف سے معلوم کرلیں تو وہ ویسے ہی ہیں جیسے کہے جاتے ہیں۔ جب میں صبح کے وقت نماز کیلئے گیا تو مجھ کو نماز میں امام بنایا پھر مجھ کو بلایا اور میرا خواب کشف سے معلوم کرلیا (یعنی یہ معلوم ہوگیا کہ میں نے کوئی خواب دیکھا ہے) پھر وہ خواب میں نے اُن سے بیان کیا فرمایا کہ تم عنقریب حج کروگے اور زیارت نبوی سے مشرف ہوگے اور بلاد یمن و عراق و بلاد ترک و بلاد ہند میں گشت کروگے اور ہند میں مدت دراز تک رہوگے اور وہاں میرے بھائی دلشاد ہندی سے ملوگے اور وہ تم کو ایک سختی سے خلاصی دیں گے جس میں تم گرفتار ہو جاؤ گے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ کو چند کلیچے اور کچھ روپے بطور زادراہ کے دیئے اور میں اُن کو رخصت کرکے چل دیا اور جب سے میں ان سے جدا ہوا اپنے تمام سفروں میں خیر ہی خیر دیکھی اور اُن کی برکات مجھ پر ظاہر ہوتی رہیں پھر جن جن بزرگوں سے میں ملا ایسے کسی بزرگ سے نہیں ملا بجز ولی سیدنا محمد مولہ کے جو ارض ہند میں تھے۔ ابن بطوطہ کا کلام ختم ہوا امام مناوی فرماتے ہیں کہ یہ بڑے خرچ کرنے والے تھے اور کسی سے کچھ نہ لیتے تھے (ایک بار) تین شب میں ہزار دینار سے زیادہ خرچ کردیئے (یہ بھی کرامت ہے کہ کسی سے کچھ نہ لیں اور اتنا خرچ کریں)۔

۷۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

(۱۲۵۴) **محمد بن علی بن یوسف الاشکل الیمنیؒ**۔ کبار اولیاء سے تھے ابو بکر کلاش سے منقول ہے کہ میں نے محمد بن علی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں مجھ کو کوئی کرامت دکھلا دیں مجھ سے فرمایا دیکھ میں نے دیکھا تو انہوں نے اپنی انگشت سبابہ اور وسطی کھڑی کر رکھی تھی۔ سو ایک انگلی میں آگ کا شعلہ بھڑک رہا تھا اور دوسری سے پانی جوش مارتا تھا کہنے لگے کہ اے ابو بکر تو نے دیکھا میں نے کہا ہاں پھر اپنی دونوں انگلیاں بند کر لیں۔ یہ سرخسی نے کہا ہے۔

(۱۲۵۵) **محمد بن عبد اللہ بن محمد مولی الدویلہؒ**۔ اکابر علماء اور اخیار اولیاء سے ہیں۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ جب حج سے واپس آئے تو بندرگاہ شحر[۱] والوں نے ایک بڑے مجمع کے ساتھ اُن کا استقبال کیا اور اُن کو سلام کرنے کے لئے لوگوں کا بڑا اژدحام ہو گیا اور جمعہ کا دن تھا عرض کیا گیا کہ اگر آپ جمعہ میں جائیں گے تو عوام الناس اژدحام اور دست بوسی و پابوسی کرتے ہوئے آپ کے پیچھے ہولیں گے انہوں نے فرمایا جمعہ میں ضرور جاؤں گا اور لوگ مجھ کو نہ دیکھیں گے۔ چنانچہ جمعہ میں گئے اور جمعہ کی نماز پڑھی اور بجز خواص اصحاب کے کسی کو نظر نہیں آئے۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ اُن کی لڑکی ایک اونٹ کی کمر پر سے ایسی جگہ گری جہاں بہت پتھر تھے اور یہ بزرگ (اُس وقت شحر میں تھے تو اُن کے بعض اصحاب نے اُن کو اس طرح دیکھا جیسے کسی چیز کو تھامتے ہوں اور اُن سے دریافت کیا فرمایا کہ میری بیٹی علویہ (نام)

[۱] ساحل البحر میں عمان و عدن ۱۲

گر گئی تھی میں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے تھام لیا تھا سو العبد تحقیق ثابت ہوا کہ اُن کا گرنا اُسی وقت ہوا تھا اور اُن کے ذرا چوٹ نہیں لگی۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ جس وقت میں گری اپنے حواس سے غائب ہو گئی اور میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ مجھ کو گود میں لیکر زمین پر رکھدیا۔

(۱۲۵۶) محمد بن عبد الرحمن سقاف رح۔ منجملہ ائمہ اعلام ہیں بڑے صاحب کشف تھے ایک عورت نے اُن کی دعوت کی انہوں نے ... بہت تھوڑا کھایا پھر اُس کو بھی قے کر دیا اور فرمایا کہ یہ چوری کا مال ہے اُس عورت سے پوچھا گیا اُس نے کہا کہ میں نے اپنے شوہر کے مال سے چرایا تھا۔

(۱۲۵۷) محمد بن احمد بن عبد الرحمن نقیعی رح۔ یہ کبار اولیا صالحین اخیار سے تھے انہوں نے لیموں کا درخت لگایا تھا اور اُس سے ایک ہزار لیموں اُترتے تھے اُس کی قیمت اُن پر خرچ کرتے تھے جن کا نفقہ اُن کے ذمہ لازم تھا اور لوگ اُن کو خوب مہنگے خریدتے تھے ایک جماعت کا یہ واقعہ ہوا کہ شب کو اُس درخت پر پہنچے اور اُس کا پھل توڑ لیا جب واپسی کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی آنکھوں کو اندھا کر دیا اور راستہ ہی نظر نہ آیا یہاں تک کہ یہ بزرگ اُن کے پاس آپہنچے انہوں نے عذر کیا اور استغفار اور توبہ کی انہوں نے اُن سے عہد لیا کہ پھر ایسی حرکت نہ کریں گے انہوں نے اس کا وعدہ کیا اور چلے گئے۔

(۱۲۵۸) محمد شمس الدین الحنفیؒ۔ مصر کے اجلاء مشائخ اور اعیان علماء سے ہیں۔ ایک بار ایک قاضی مالکی شیخ کا امتحان کرنے آیا لوگوں نے شیخ کو خبر کر دی انہوں نے فرمایا کہ اگر اُس کو سوال پر قدرت ہو جاوے تو میں پھر فقراء کے سجادہ پر نہ بیٹھوں گا۔ جب قاضی سوال کرنے آیا تو اتنا منھ سے نکلا کہ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں۔ آگے بند، شیخ نے کہا کہ ہاں کہو پھر قاضی نے وہی کہا کہ آپ اس میں کیا کہتے ہیں پھر بند۔ شیخ نے کہا کہ ہاں کہو پھر قاضی نے وہی کہا پھر شیخ نے کہا کہ ہاں کہو یہاں تک کہ چند بار اسی طرح کہا۔ قاضی کا قول ہے کہ میں ایک سوال کرنا چاہتا تھا مگر بھول جاتا تھا پھر سر برہنہ ہو کر استغفار کیا اور شیخ نے اُس سے عہد لیا کہ کبھی فقراء پر انکار اور اعتراض نہ کریگا۔

ایضاً۔ اُن کے خانقاہ کے امام کو یہ واقعہ پیش آیا کہ وہ نماز کے لئے چلے اور راستہ میں ایک حسین عورت نظر پڑی اُس نے اُس کی طرف دیکھ لیا جب خانقاہ میں داخل ہوا شیخ نے کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم دیا جب دوسرا وقت آیا پھر ایسا ہی کیا پانچ وقت تک ایسا ہی ہوا جب اُسکے قلب میں یہ بات واقع ہوئی کہ شیخ کو اللہ تعالیٰ نے اُس نظر پر مطلع کر دیا ہے تو اُس نے توبہ و استغفار کیا شیخ نے فرمایا ما کل مرۃ تسلم الجرۃ۔ جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے ؎

صیاد نہ ہر روز شکارے ببرد ۔۔۔ باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد

ایضاً۔ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت میں عیالدار اور محتاج ہوں مجھ کو کیمیا بتلا دیجئے شیخ نے فرمایا ہمارے پاس ایک سال کامل رہ۔

مگر شرط یہ ہے کہ جب کبھی وضو ٹوٹے وضو کر کے دو رکعت پڑھے وہ اسی طور پر مقیم ہو گیا جب اُس مدت میں ایک دن باقی رہ گیا تو شیخ کے پاس آیا انہوں نے فرمایا کل کے روز تیری حاجت پوری کر دیں گے جب (اگلے روز) آیا اُس سے فرمایا اُٹھ اور وضو کے لئے کوئیں سے پانی بھر لا اُس نے ایک ڈول بھرا دیکھتا کیا ہے کہ سونے سے بھرا ہوا ہے کہنے لگا حضرت اس وقت تو میرے اندر ایک بال بھی باقی نہیں جس کو سونے کی خواہش ہو۔ شیخ نے فرمایا اس کو اُسی جگہ اُلٹ دے اور اپنے شہر کو جا تو سب کا سب خود کیمیا ہو گیا وہ اپنے وطن لوٹ گیا اور لوگوں کو دعوت الی اللہ کرنے لگا اور اُس سے لوگوں کو بڑا نفع ہوا۔

ایضاً۔ جب قرافہ[1] (نام مقبرہ) کی زیارت کرتے تو اہل قبور کو سلام کرتے وہ سلام کا جواب ایسی آواز سے دیتے جس کو اُن کے ہمراہی بھی سُنتے۔

ایضاً۔ اگر کسی سرکش گھوڑے پر اپنا ہاتھ رکھ دیتے تو پھر شرارت نہ کرتا اُن کی وفات ۷۵۷ھ میں ہوئی۔

(۱۲۵۹) محمد بن حسن اخمیمیؒ۔ اکابر عارفین سے ہیں اُن کی ایک کرامت یہ ہے کہ انہوں نے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے اُن کو ایک روٹی دی انہوں نے کچھ تو آپ کے سامنے ہی کھا لی اور کچھ اپنی کروٹ کی طرف رکھ لی۔ جب جاگے ہیں تو اُس کو کروٹ کی طرف رکھا ہوا پایا۔

(۱۲۶۰) محمد بن عیسٰی زیلعیؒ۔ اکابر اولیاء اہل کشف و کرامات سے ہیں

[1] مقبرہ مصر و بہا قبر الشافعی ۱۲

ایک کرامت اُن کی یہ ہوئی کہ جب اُن کی مسجد بنائی گئی تو کوئی معمار گردن کے بل گر گیا اور گردن ٹوٹ گئی لوگ اُس کو اُن کے پاس لائے انہوں نے اس پر تھتکار دیا وہ کھڑا ہو گیا اور زندہ رہا۔

(۱۲۶۱) محمد بن عمر بن احمد شیخ شمس الدین ابو عبداللہ واسطیؒ امام کبیر اور صوفی شہیر ہیں اکابر اولیا رہے ہیں، صاحب مؤلفات نافعہ و کرامات ساطعہ ہیں ایک کرامت یہ ہے کہ ایک بار قنادیل روشن کرنے کے وقت سو گئے (پھر متنبہ جو ہوئے تو) اُن کی طرف اشارہ کر دیا وہ سب روشن ہو گئے، ۷۵۰ھ کے کچھ بعد وفات ہوئی۔

(۱۲۶۲) محمد بن احمد فرغل۔ اکابر اولیا و افراد اصفیا سے ہیں اُن کی بہت کرامات ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک فقیہ اُن کے پاس بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا پڑھتا پڑھتا کچھ بیچ میں چھوڑ گیا انہوں نے اُس سے فرمایا تو نے کچھ چھوڑ دیا اُس نے عرض کیا کہ حضرت آپ کو کیا معلوم آپ کو تو قرآن یاد نہیں فرمایا میں ایک نور متصل آسمان کو بلند ہوتا ہوا دیکھ رہا تھا وہ نور منقطع ہو گیا اور اپنے مابعد کے ساتھ متصل نہیں رہا اس سے میں سمجھا کہ بیچ میں کچھ چھوڑ گیا۔ ۸۶۰ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۲۶۳) محمد بن حمزہ الشہیر باق شمس الدینؒ۔ اکابر اولیا سے ہیں سلطان محمد خاں فاتح کے زمانہ میں تھے جب سلطان محمد خاں نے فتح قسطنطنیہ کا ارادہ کیا تو شیخ کو بھی جہاد کی دعوت دی شیخ نے بشارت دی کہ فلاں وقت قلعہ فتح ہو جائے گا۔ جب فتح ہو گیا تو اُن سے درخواست

کی گئی کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کا موقع متعین کر دیں کتب تواریخ میں اس قدر مروی تھا کہ ان کی قبر قسطنطنیہ کی شہر پناہ کے قریب ہے۔ شیخ آئے کہ میں اُس موقع پر ایک نور دیکھ رہا ہوں شاید انکی قبر اس جگہ ہو پھر وہاں آکر تھوڑی دیر متوجہ رہے پھر فرمایا اُن کی روح میری روح سے ملی اور مجھ کو اس فتح کی مبارکباد دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری سعی کو مشکور فرمادے کہ مجھ کو ظلمت کفر سے نجات دی۔ سلطان محمد خان کو اس کی خبر دی گئی وہ اُس جگہ آئے اور شیخ سے کہا کہ میں آپ کو سچا سمجھتا ہوں لیکن جی چاہتا ہے کہ آپ کوئی علامت ایسی معین کر دیجئے جس کو میں اپنی آنکھ سے دیکھ لوں تاکہ میرا قلب مطمئن ہو جاوے۔ شیخ تھوڑی دیر پھر متوجہ ہوئے پھر فرمایا اس موقع کو جو کہ قبر کے سرہانے ہے دو ہاتھ کی مقدار کھودو ایک سفید پتھر نکلے گا اور اُس پر عبرانی حروف میں کچھ لکھا ہوا ہے جس کا یہ مطلب ہے اور ایک مضمون کی تقریر کی چنانچہ جب دو ہاتھ کی مقدار کھودا تو ایک سفید پتھر ظاہر ہوا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا پہچاننے والوں نے اُس کو پڑھا اور مطلب بیان کیا سو وہی مضمون تھا جسکی شیخ نے تقریر کی تھی سلطان متحیر رہ گیا اور اُس پر ایسا حال غالب ہوا کہ اگر لوگ سنبھال نہ لیتے تو گر پڑتا۔ الی آخر القصۃ

(۱۲۶) محمد بن علی باعلوی ہم علم و عمل و ولایت میں ائمہ سادات سے ہیں اور اُن کی بہت سی کرامات ہیں۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ وہ گاہ گاہ کسی وادی کے بالائی حصہ میں عبادت کرتے تھے اور اُن کے بعض متعلقین

اُن کے پاس آتے تو بلا کسی بارش اور ابر کے سیل کو جاری دیکھتے بزرگ موصوف اُن سے کہتے کہ پی لو اور غسل کر لو اور کسی سے خبر مت کرنا اور بعض کو یہ واقعہ پیش آیا کہ انہوں نے بعض اوقات اُس سیل میں غسل کیا تو اُس میں زعفران کی خوشبو پائی اور اپنے کپڑوں میں زعفران کا رنگ پایا اور مدتوں کے بعد وہ رنگ گیا۔ ۸۶۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

(۱۲۶۵) محمد بن سلیمان جزولیؒ صاحب دلائل الخیرات۔

ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی وفات سے ۷۷ برس کے بعد اُن کو اُن کی قبر سے جو بلاد سوس میں تھی مراکش کی طرف منتقل کیا تو ویسے ہی پایا جیسے دفن کے دن تھے نہ زمین نے اُن پر اثر کیا نہ طول زمان نے اُن کی کسی حالت کو متغیر کیا اور بعض حاضرین نے اُن کے چہرے پر اپنی اُنگلی رکھ کر دبایا تو نیچے سے خون ہٹ گیا جب انگلی اُٹھائی پھر خون لوٹ آیا جیسا زندہ آدمی میں ہوتا ہے۔ اُن کی وفات ۸۷۰ھ میں ہوئی۔

(۱۲۶۶) محمد بن احمد بن عبد الدائم الاشمونیؒ یہ شیخ مدین کے بھانجے ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا میں آپ کو کیمیا سکھلا دوں فرمایا اس حجرہ میں جاؤ اور بناؤ اور مجھ کو اطلاع دو اگر مجھ کو پسند آئی سیکھ لوں گا وہ حجرہ میں گیا۔ شیخ نے اپنی جماعت سے کہا کہ یہ ابھی وقت ایسی حالت میں نکلے گا کہ اس کی ڈاڑھی اور چہرہ جلا ہوا ہوگا۔ چنانچہ گندھک کا شعلہ بلند ہوا اور اُس کی ڈاڑھی اور چہرے کو پھونک دیا اور اُسی حالت سے نکلا۔ شیخ نے فرمایا ہم کو ایسی

چیز کی ضرورت نہیں جو چہرہ اور ڈاڑھی کو پھونک دے اور اُس کو نکالدیا۔ شتہ میں اُن کی وفات ہوئی۔ یہ مناوی نے کہا۔

(۱۲۶۷) ابو عبداللہ محمد بن عباس الشعبی الیمنیؒ ۔ کہتے ہیں کہ ایک بار میں اپنے دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو اُس مال سے ایسے ایسے کام کرتا طاعات بھی اور مباحات بھی۔ اچانک ایک قاری کو پڑھتے سُنا ولو بسط اللہ الرزق لعبادہ لبغوا فی الارض و لکن ینزل بقدر ما یشاء ۔ میں اُس جگہ سے باہر آیا اور تلاش کیا کہ کوئی تلاوت کرنے والا ہے سو میں نے کسی کو نہیں پایا۔ میں سمجھ گیا کہ یہ منجانب اللہ نصیحت ہے۔ یہ شرجی نے کہا ہے۔

(۱۲۶۸) ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن یحیٰ الہمدانیؒ ۔ یہ فقیہ عالم، عارف فاضل تھے ان پر عبادات اور مجاہدہ کا بہت غلبہ تھا اور ان کی کرامتیں بھی بہت مشہور ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ انہوں نے اپنے قریہ میں ایک رباط بنائی تھی جب معماروں نے کڑیاں چڑھائیں تو ایک چھوٹی پڑ گئی اس لئے اس کو چھوڑ دیا فقیہ موصوف نے کہا اس کو کیوں چھوڑ دیا لوگوں نے کہا کہ موقع سے کم ہے فرمایا پھر چڑھاؤ انشاء اللہ تعالیٰ برابر آوے گی۔ چنانچہ پھر جو چڑھایا تو پوری آگئی۔

(۱۲۶۹) ابو عبداللہ محمد بن عمر النہاری الیمنیؒ ۔ علم و عمل میں اپنے زمانہ کے یکتا تھے اور صاحب کرامات تھے۔ جو شخص اُن سے ملنے جاتا اس کا نام اُس کے باپ اور ماں کا نام اُس کے شہر کا نام سب بتلا دیتے۔ اُن کی

معروف ہیں خادم گیا اور جتنا سامان جا تا رہا تھا سب پایا۔ ۹۱۷ھ میں وفات پائی اور مقبرہ زنبل میں اُن کی قبر معروف ہے۔

(۱۲۷۴) محمد صدر الدین المبکریؒ۔ امام صالح عالم باعمل متقی زاہد ہیں۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب حج و زیارت سے مشرف ہوئے تو لوگوں نے سُنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو سلام کا جواب ارشاد فرمایا۔ مدینہ منورہ میں ۹۱۸ھ میں وفات پائی۔ یہ غزی نے کہا ہے اور شعرانی نے بھی جواب سلام کی کرامت کا ذکر کیا ہے۔

(۱۲۷۵) محمد بن عنانؒ۔ یہ امام شعرانی کے شیخ ہیں اور اکابر اولیا اصحاب مقامات عالیہ سے ہیں، صاحب کرامات عظیمہ ہیں۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ ایک شخص اپاہج جامع اسکندریہ میں رہتا تھا اور جو اُس (کے پاس بیٹھنے) سے ذرا مشوش ہوتا تو وہ یہ کہتا کہ اے جوں فلاں شخص کے پاس چلی جا تو اُس شخص کے تمام کپڑے جوؤں سے بھر جاتے یہاں تک کہ ہلاکت کے قریب پہنچ جاتا۔ یہ خبر محمد (بن عنان) کو پہنچی اور وہ اُس وقت زیارت کوم الافراخ میں تھے فرمایا مجھ کو اُس کے پاس لے چلو، لوگ لے گئے اُس سے فرمایا تو نے خدا تعالیٰ کے اس طریق میں سے صرف جوؤں ہی کا علم حاصل کیا۔ پھر اُس کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر ہوا میں پھینکدیا اور وہ اُس روز سے لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا۔ کسی کو پتہ نہیں لگا کہ اُس کو شیخ نے کہاں پھینکدیا۔

ایضاً۔ ایک کرامت یہ ہے جس کو مجھ سے (یعنی امام شعرانی سے) شیخ عالم باعمل محدث شیخ امین الدین نے بیان کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت ابو العباس غمری اور حضرت محمد بن عنان کی ہمراہی میں تھا گرمی تیز ہوگئی اور دونوں بزرگ ٹھیر گئے اور کاٹھی کے اگلے حصہ کی دو لکڑیوں کے درمیان بیٹھ گئے اور اُن دونوں پر گرمی کی وجہ سے ایک چادرہ کھولکر ڈالدیا اور حضرت ابو العباس غمری کو پیاس لگی اور پانی موجود نہ تھا تو حضرت محمد بن عنان نے ایک آبخورہ لیکر اور زمین میں سے اُس میں پانی بھر کر ابو العباس کے روبرو پیش کیا انہوں نے نہیں پیا اور فرمایا اے شیخ محمد (کرامات کا) ظہور (کمالات کے) ظہور کو قطع کر دیتا ہے۔ محمد بن عنان نے فرمایا قسم ہے اپنے رب کی عزت کی اگر خوف ظہور نہ ہوتا تو میں اس کو چشمہ کی شکل پر چھوڑ دیتا کہ تمام آدمی اور دواب اُس سے قیامت تک پیتے (تو اس واقعہ میں کرامت کا ظہور بدرجۂ شہرت نہیں ہوا اور مضر یہی درجہ ہے کہ موجب فتنہ ہے) اور یہ واقعہ بلاد شرقیہ میں نواح منغلیط میں ہوا ہے۔

ایضاً۔ مجھ کو (یعنی امام شعرانی کو) حضرت شیخ شمس الدین طینجی نے جو کہ حضرت محمد بن عنان کے داماد ہیں بیان کیا کہ جردی کا ایک شخص بہت کھانے والا شیخ محمد عنان کا مہمان ہوا اور وہ لوگ جہاز میں دمیاط کی جانب سفر کر رہے تھے (شاید یہاں مقام ہوا ہوگا لوگ جہاز سے اُترے ہوں گے) لوگوں نے حضرت شیخ سے کہا کہ

یہ شخص اس شب میں جہاز میں کئی تھیلے ریزہ ماہی یعنی چھوٹی مچھلی کے اور قریب ایک ٹوکرے کے کھجوریں کھا گیا۔ حضرت نے اُس کو بلایا اور فرمایا بیٹھ جا اور ایک روٹی کے دو حصے کر کے فرمایا کہ بسم اللہ کہہ اور کھا۔ سو آدھی روٹی سے اُس کا پیٹ بھر گیا اور ہمیشہ کے لئے اتنی ہی خوراک ہو گئی مرتے دم تک آدھی روٹی سے نہیں بڑھا اُس کے گھر والے حضرت کے پاس آئے اور کہا اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو جزائے خیر دے آپ نے ہمارا بوجھ ہلکا کر دیا۔

ایضاً۔ نیز شیخ امین الدین امام الغمری نے مجھ کو (یعنی امام شعرانی کو) خبر دی کہ مقبرہ برہنوش میں ایک قبر میں سے غروب سے صبح تک کسی شخص کے چلانے کی آواز آتی تھی لوگوں نے شیخ سے عرض کیا وہ مقبرہ میں تشریف لے گئے اور سورۂ تبارک پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے اُس کی مغفرت کی دعا کی۔ اُسی شب سے پھر کسی نے چلانے کی آواز نہیں سنی۔ لوگ کہتے تھے کہ شیخ کی شفاعت اُس کے حق میں قبول ہو گئی۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں ۹۲۲ھ میں وفات ہوئی اور جامع مقسم میں دفن ہوئے۔

(۱۲۷۶) **محمد السروی ابن ابی الحمائل**۔ استاذ العارفین اور امام الاولیاء المقربین ہیں ان سے شناوی (مذکور فی المستقبل) وغیرہ نے طریقہ اخذ کیا ہے۔ کسی شہر والوں نے خربزوں کی فالیز میں چوہوں کی کثرت ہو جانے کی شکایت کی۔ ایک شخص سے فرمایا کہ نشیب میں جہاں

فالیز سے کھڑے ہو کر) پکار کر کہدو کہ محمد بن ابی الحمائل نے حکم دیا ہے کہ تم سب چلے جاؤ چنانچہ اُس میں ایک چوہا نہیں رہا۔ یہ قصہ اُن کے اہلِ بلاد کو معلوم ہوا انہوں نے بھی یہ درخواست کی فرمایا اصل اذن ہے (وہاں اذن تھا یہاں اذن نہیں۔

ف: کیسی سچی تحقیق ہے اسی مناسبت سے اُن کی بعض تحقیقات نقل کرتا ہوں گو وہ کرامت نہیں ہیں۔ اُن کا مقولہ ہے کہ جب فقیر پر حال غالب ہوتا ہے اور آزاد ہو جاتا ہے اُس کی شان شیر جیسی ہو جاتی ہے کہ جب وہ آزاد ہو جاتا ہے جس کو پاتا ہے توڑتا پھوڑتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اپنی اولاد اور بیوی کو بھی اور مرید (طالب طریق باطن) کے لئے احزاب شاذلیہ کے پڑھنے کو پسند نہیں فرماتے تھے اور کہتے تھے لا الٰہ الا اللہ کے برابر کوئی چیز قلب کو جلا دینے والی نہیں ہے اور فرماتے تھے ہم نے کسی مرید کو نہیں دیکھا کہ مردوں کے مقامات تک احزاب کے پڑھنے سے پہنچا ہو۔ مصر میں ۹۳۲ھ میں وفات پائی۔

(۱۲۷۷) **محمد الشناویؒ**۔ غزی کہتے ہیں کہ اُن کو حضرت احمد بدوی سے کامل اعتقاد اور نسبت تھی اور بعض اوقات اُن سے کلام کرتے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دیتے۔ ۹۳۲ھ میں اُن کی وفات ہوئی۔

(۱۲۷۸) **محمد بن علی بن علویؒ**۔ منجملہ ائمہ علماء و اولیاء ہیں اور سادات آل باعلوی سے ہیں اُن کی ایک کرامت یہ ہے کہ سلطان یمن

نے ایک لشکر احمد بن یمانی حاکم حضرموت کے مقابلہ میں اس لئے بھیجا کہ اُس سے بندرگاہ شحر کو لے اور اُس وقت محمد بن علی اور احمد بن یمانی اس بندرگاہ میں موجود تھے لشکر نے بندرگاہ کے قریب مقام کیا اور احمد کو لشکر کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اُس نے اُن سے درخواست کی کہ اتنا صبر کریں کہ میں جمعہ کی نماز پڑھ لوں پھر شہر سے نکل جاؤں گا۔ اور اُس کو تمہارے لئے چھوڑ دوں گا انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ اسی وقت نکلنا پڑے گا محمد بن علی نے کہا کہ اس لشکر کے مقابلہ کے لئے نکلو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے گا چنانچہ وہ محاربہ کے لئے نکلا جب دونوں لشکر مقابل ہوئے تو سید صاحب موصوف نے ایک مٹھی کنکریوں کی لیکر اور اُس میں کچھ تھتکار کر اُن لوگوں کے مونہوں پر پھینکدی سب پشت دے کر بھاگے۔

ایضاً۔ اپنے گھر کی چوکھٹ پکڑ کر فرمایا گھر کی سب چیزوں کو باہر نکالو پھر خود بھی ہٹ گئے، گھر گر پڑا۔ شہر تریم میں ۷۶۵ھ میں وفات پائی۔

(۱۲۰۷۹) محمد بن عبدالرحیم ولی الدین ابوخلیل الدمشقی الشافعیؒ۔ یہ حسیب نسیب سید شریف شیخ صالح زاہد ولی اللہ ہیں غزی کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ تاج الدین قرعونی نے شیخ عبدالقادر بن سوار سے نقل کیا کہ ایک روز میں کوٹھڑی میں تنہا تھا میں نے ایک شخص کی آواز سُنی جو مجھ کو چھت کے اوپر سے پکار رہا ہے میں باہر نکلا

اور دیکھا تو سید ابو خلیل ہیں اور وہ اُس وقت مریض تھے مجھ سے فرمایا
اے شیخ عبدالقادر میں فلاں دن مروں گا تم میرے جنازہ پر آکر ایسا
ایسا کرنا۔ پھر اُسی وقت میں انتقال فرمایا جس وقت کہا تھا۔
۹۸۲ھ میں وفات ہوئی۔

(۱۲۸۰) محمد بن علی بن ہارونؒ۔ اولیاء اکابر اور سادات
میں سے ہیں اُن کی ایک کرامت یہ ہے جب سید بن عبداللہ بن طیب
نے مکہ میں انتقال کیا اور اُن کا مال مقفل خزانوں میں تھا۔ اور
اُن کے وصی کو کنجیاں ملیں نہیں۔ تو سید موصوف نے سب
قفل کھولدیئے۔

ایضاً۔ عبدالرحمن جون کہتے ہیں کہ ہم مدینہ طیبہ میں تھے۔ جب
تالا یا کسی خلوتخانہ کی کنجی کھو جاتی تو سید موصوف بسم اللہ کر کے
کھولدیتے۔ بمقام وثیمہ ۹۸۳ھ میں وفات پائی۔

(۱۲۸۱) محمد بن ابی الحسن البکری المصریؒ۔ ولی کبیر مشاہیر
متقین سے ہیں۔ غزی کہتے ہیں کہ مجھ کو یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے
سید محمد بکری کا ایک مرتبہ ذکر کیا اور کہا میں نہیں جانتا شیخ کا
معاملہ ہے دنیا کی وسعت اور کھانے پہننے میں حدِ اسراف تک
زادگی ہوتی ہے۔ شیخ کا اُس شخص پر گذر ہوا جب اُس نے
دست بوسی کی تو اُس سے فرمایا دنیا ہمارے ہاتھ میں ہے قلوب
میں نہیں۔ ۹۹۴ھ میں وفات پائی۔

(۱۲۸۲) محمد بن محمد سید شریف کمال الدین بن عجلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ - رفاعی الطریقہ ہیں ۔ نجم غزی کہتے ہیں کہ میں ایک روز جامع اموی میں بیٹھا تھا یہ بزرگ باب عبرانیین سے داخل ہوئے اور جس قدر توفیق ہوئی نماز پڑھی مگر ارکان میں جلدی کی (یعنی تطویل نہیں کی گو تنقیص بھی نہیں کی) مجھ کو خطرہ ہوا کہ یہ عامی شخص ہے نماز میں کامل اطمینان بھی نہیں کرتا۔ سلام پھیر کر اُٹھ کر میرے پاس آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھ سے کہا کہ حضرت مجھ پر مواخذہ نہ کیجئے میں عامی ہوں اور عامی کی نماز علماء کو اچھی نہیں معلوم ہوتی میں سمجھا کہ اُن کو کشف ہوا میں نے عزت کے ساتھ اُن کو خطاب کیا اور معذرت کی۔ ۹۲۰ھ میں وفات پائی ۔

(۱۲۸۳) محمد صعیدی رحمۃ اللہ علیہ ۔ صوفی کبیر ہیں ۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ شیر اُن کا مسخر ہو جاتا تھا جب چاہتے تھے سوار ہو جاتے ۔ قرن حادی عشر کے اوائل میں وفات فرمائی ۔

(۱۲۸۵) محمد المغربی رحمۃ اللہ علیہ ۔ مصر کے قلعہ میں مقیم تھے صوفی مجذوب ہیں مگر غالب ان پر صحو رہتا تھا ۔ ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ جب مصر فوج کے واقعات بہت مخش ہونے لگے لوگوں نے ان سے اس کی شکایت کی فرمایا ان پر ایک شخص ایسا آنے والا ہے کہ ان کی سطوت اُس کے ہاتھ پر زائل ہو جائے گی اور وہ بعضوں کی خوں ریزی کرے گا اور بعض کو ذلیل کریگا ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ۔ قرن حادی عشر کے اوائل

میں اُن کی وفات ہوئی۔

(۱۲۸۵) **محمد بن عمر السعدی**۔ حلب میں طریقہ سعدیہ کے خلیفہ ہیں اور اکابر صوفیہ اور اعیان مشائخ سعدیہ سے ہیں۔ بنی ارم میں ایک شخص فاضل تھا لوگ اُس کو منلا کہتے تھے وہ ان لوگوں سے استہزاء کیا کرتا تھا ایک بار شیخ نے اُس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ادب کر ادب وہ فوراً گر پڑا لوگ شیخ کے گرد ہوئے اور مدت طویلہ تک آتے جاتے رہے یہاں تک کہ معاف فرمایا پھر برابر شفا ہوتی چلی گئی۔ سنہ ۱۰۱۰ھ میں وفات پائی۔

(۱۲۸۶) **محمد المجذوب المعروف بمیع المصری**۔ مناوی کہتے ہیں کہ اُن کی ایک کرامت اُن کے بیٹے زین العابدین نقل کرتے ہیں کہ جب کسی خلاف شرع کام کا قصد کرتے تو یہ بزرگ آتے اور اُن کا عمامہ اُٹھا کر فرماتے تھے کہ اس کو کھول کر پھر ویسا ہی کریں وہ ایسا کرتے تو خیال دفع ہو جاتا۔ مصر میں قرن حادی عشر کے اوائل میں وفات پائی۔

(۱۲۸۷) **محمد بن عمر بن محمد سعد الدین العلمی القدسیؒ**۔ ان کی ایک کرامت ان کے ایک خلیفہ علی حورانی نے بیان کی وہ یہ کہ انہوں نے اپنے شیخ سے اپنے وطن گھر والوں کی ملاقات کے لئے جانے کے متعلق مشورہ لیا انہوں نے ایک واقعہ سے ڈرایا جو ان پر گذریگا اور فرمایا جس قدر ممکن ہو اپنے سے اُس کو رفع کرنا اور اُس واقعہ

نے کہا ہے۔

(۱۲۹۲) محمد بن عمر العباس الخلوتی الدمشقی الحنبلیؒ۔

اکابر عارفین و اولیاء متمکنین سے ہیں۔ علوم ظاہرہ بہت لوگوں سے لئے اور طریق احمد استاذ احمد عسالی سے لیا۔ ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ بعض مجاورین مکہ نے جو اہل دمشق سے ہیں ان کو پانچوں وقت کی نماز مسجدِ حرام مصلی حنبلی پر پڑھتے دیکھا حالانکہ یہ شام میں تھے۔ ان کی وفات سنہ ۱۰۷۶ھ میں ہوئی۔

(۱۲۹۳) محمد بن احمد بن عقیبہ بن الہادیؒ۔

از نسل شیخ اسمٰعیل حضرمی عبادی یمنی۔ یہ اولیاء ملامتیہ سے تھے۔ ان کی کرامت یہ ہے جس کی خبر ایک ثقہ نے دی ہے کہ ایک مجمع ان کے پاس زیارت کرنے کے لئے آیا انہوں نے اس راوی کو حکم دیا کہ فلاں برتن میں سے انکو قہوہ نکال کر دو اور اس شخص کو اُس برتن کا قہوہ سے خالی ہونا تیقن تھا مگر یہ ہمت نہ ہوئی کہ انکار کرے انہوں نے اُس کو دوبارہ حکم دیا آخر اُس نے تعمیل حکم کے لئے وہ برتن اُٹھایا تو اُس کو بھرا ہوا پایا اُن سب کی ضرورت کا بھی اُس سے نکالا اور وہ بدستور بھرا ہوا باقی رہا قہوہ سے۔ ان کی وفات مکہ معظمہ میں سنہ ۱۰۸۳ھ میں ہوئی۔

(۱۲۹۴) محمد سیف الدین الفاروقیؒ۔

یہ اپنے والد شیخ محمد معصوم کے خلیفہ ہیں اور یہ بھی مثل اپنے والد اور دادا کے اعظم رجال طریقہ نقشبندیہ و ائمہ علماء صوفیہ سے تھے۔ ان کی ایک کرامت

یہ ہے کہ ایک مجذوم نے ان سے شفا کی درخواست کی انہوں نے اُس پر تھتکار دیا فوراً شفا ہو گئی۔ ۱۰۹۵ھ میں وفات پائی اور سرہند میں مدفون ہوئے۔ یہ خانی نے کہا ہے۔

(۱۲۹۵) محمد صبغۃ اللہ رح۔ شیخ محمد معصوم موصوف کے بیٹے ہیں، اکابر مشائخ طریقہ نقشبندیہ سے ہیں۔ ان کی ایک عجیب کرامت یہ ہے کہ ان کے پاس ایک دفعہ ایک سائل آیا اُس کے دینے کو کچھ موجود نہ تھا انہوں نے ایک پتھر کی طرف جو وہاں پڑا ہوا تھا نگاہ کی وہ سونا ہو گیا اور اُس کو دیدیا۔ ۱۱۲۲ھ میں وفات پائی۔ یہ خانی نے کہا ہے۔

(۱۲۹۶) محمد بن محمد بن شرف الدین الخلیلی الشافعی نزیل بیت المقدس۔ اکابر علماء عاملین و اولیاء عارفین سے ہیں ایک کرامت اُن کی یہ ہے کہ جماعت مغامرہ نے جب ان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستہ میں ایذا دی تو انہوں نے ان پر نار اور سنگباری کی بددعا کی پس برابر شب در روز ان پر پتھر برستے رہے اور گھروں میں آگ لگتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے حاضر ہو کر معافی چاہی انہوں نے معاف کر دیا۔ قدس شریف میں ۱۱۴۷ھ میں وفات پائی۔

(۱۲۹۷) محمد القلینی الازہری رح۔ امام علامہ شیخ المشائخ ہیں ایک کرامت ان کی یہ ہے کہ یہ خزانۂ غیب سے خرچ کرتے تھے ان کے پاس نہ کوئی معین حصہ آمدنی کا تھا، نہ ملک و جائداد تھی، نہ کوئی وظیفہ تھا، نہ کسی سے کچھ لیتے تھے اور خرچ اس طرح کرتے تھے کہ ناداری سے

مطلق اندیشہ نہ کرتے تھے اور جب بازار میں جاتے تو فقراء لپٹ جاتے اُن کو چاندی سونا دیتے۔ اور جب حمام میں جاتے تو وہاں کے تمام حاضرین کی طرف سے اُجرت ادا کرتے۔ مصر میں ۱۱۶۳ھ میں وفات ہوئی یہ جبرتی نے کہا ہے۔

(۱۲۹۸) شیخ محمد ابو علی الزعبی القادری نسبا و طریقۃ اولیاء کرام اور سادات عظام سے ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ انکے صاحبزادہ طالب سے ان کی ماں نے جب وہ بچے تھے کہا کہ پڑوسن سے آگ لے آؤ وہ کوئی برتن وغیرہ نہیں لے گئے جس میں آگ رکھ کر لاتے۔ اُس پڑوسن نے کہا تمہارے باپ ابو علی ہیں اور دادا عبدالقادر ہیں (جو بزرگ مشہور ہیں) تم تو اگر دامن میں آگ لے لو تو ضرر نہ ہوگا۔ انہوں نے دامن پھیلا دیا اُس نے آگ رکھدی اور یہ لیکر چلے آئے۔ ان کے والد کو یہ بات پسند نہیں آئی کہ ولایت کا راز بدوں ضروری حاجت کے کھولا اس لئے ان پر بددعا کی ان کا انتقال ہو گیا۔ شیخ کی وفات ۱۱۹۳ھ میں ہوئی۔

(۱۲۹۹) شیخ محمد بن حسن المنیر السمانودی المصری، الخلوتی الشافعی۔ اکابر علماء عاملین و اولیاء عارفین سے ہیں ان کی ایک کرامت یہ ہے کہ ان کے شہر والوں نے ایک کنواں کھودا اور اُس کو بڑا لمبا لے گئے مگر پانی نہیں نکلا آخر عاجز آ گئے پھر شیخ سے درخواست کی کہ آپ کوئیں کے پاس کھڑے ہو جادیں اور قلب سے

پانی کے لئے توجہ کریں۔ چنانچہ چلے اور وہاں آکر سورۂ فاتحہ پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کی اور فرمایا کھودو۔ لوگوں نے کھودا اس قدر پانی زمین سے اُبلا جیسے دریا ہوتا ہے۔

مصر میں ۱۱۹۹ھ میں وفات پائی۔

(۱۳۰۰) محمد الکردی الخلوتی الشافعیؒ نزیل مصر۔

اکابر اولیاء عارفین اور اعیان علماء عاملین سے تھے۔ ایک بڑی کرامت ان کی یہ ہے جس وقت بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتے زیارت کر لیتے تھے۔

الحمد للہ کہ قصص الاولیاء یعنی نزہۃ البساتین ترجمہ اردو روضۃ الریاحین مکمل ہو گئی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مسلمانوں کے لئے مفید و نافع بنائے آمین۔

مختار علی

ناظم:- ادارۂ تھانوی دیوبند

یوپی

تواریخ حبیب الٰہ (مطبوعہ امدادیہ)

مصنفہ:- مولانا مفتی عنایت احمد صاحب

مفتی صاحب موصوف نے کتاب ہذا کو سیرت نبوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح بخاری شریف اور حدیث کی دوسری مستند معتبر کتابوں کے مطابق تحریر فرمایا ہے، مفتی صاحبؒ نے تمام حالات و واقعات اور معجزات کو ایسے انداز سے تحریر فرمایا ہے کہ ایک بار کتاب شروع کرنیکے بعد پوری کتاب پڑھے بغیر صبر نہیں آسکتا، مفتی صاحب موصوف نے جہاں حالات، واقعات اور معجزات کو قلم بند کیا ہے وہاں معتبر قصص اور معجزات کو تحریر فرما کر کتاب کی دلچسپی اور افادیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

کتاب ہذا کا مطالعہ ایک طرف مسلمان کے لئے اگر باعث ثوابِ آخرت ہے تو دوسری طرف امورِ دنیاوی کے انتظام میں بصیرت افروز بھی کیونکہ آپؐ کے اور آپؐ کے اصحاب کے معاملات اور تدبیرات خوب عقل کے مطابق صحیح ہوتی تھیں۔ غرض کہ اس کا مطالعہ دین و دنیا میں نفع بخش ہے۔

کتابت، طباعت و کاغذ عمدہ، ٹائیٹل پیج خوشنما، صفحات ۱۷۶، سائز ۲۰×۲۶/۸، ہدیہ دو روپے -/۲

سیرتِ خاتم الانبیاء (مطبوعہ امدادیہ)

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر مگر نہایت جامع مانع سوانح عمری ہے اس کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ مختصر ہونے کے باوجود کوئی اہم واقعہ نظر انداز نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ مسئلہ جہاد، تعداد ازدواج واقعہ معراج پر سیر حاصل بحث اور شبہات کے محققانہ جوابات بھی ہیں۔ صفحات ۱۱۲ ۱/۲۵

مطبوعہ بہارستان ترجمہ و شرح اردو گلستان امدادیہ

از مولانا ظہیر احمد صاحب مدرس شعبۂ فارسی دارالعلوم دیوبند

گلستان کی اردو زبان میں بہترین شرح جو نہ صرف بچوں کی درسی مشکلات کا بہترین حل ہے بلکہ ہر عمر کے انسان کے لئے بیش بہا تحفہ ہے کتاب کے شروع میں ایک مفید مقدمہ لگایا گیا ہے جس میں سعدیؒ کے حالات سیر و سیاحت اور اُن کی تصانیف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

چند اہم خصوصیات

(۱) سب سے مقدم متن گلستاں لکھوایا گیا ہے (۲) متن کے نیچے حل الفاظ اور اردو شرح (۳) شرح کے بعد سلیس اردو ترجمہ۔ (۴) آخر میں ہر حکایت کا نتیجہ تحریر کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ

حکایت شیخ نے کس مقصد کے ماتحت لکھی ہے۔ الحاصل یہ شرح بچوں نوجوانوں اور بوڑھوں سبھی کیلئے یکساں مفید ہے۔ کتابت، طباعت کاغذ معیاری صفحات ۳۳۶، سائز ۲۰×۲۶/۸ قیمت -/۵

الحیلۃ الناجزہ

یعنی مظلوم عورتوں کی مشکلات کا شرعی حل

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

نکاح اور تفویض طلاق کے مفصل احکام زوجۂ مفقود، زوجۂ مجنوں وغیرہ کی رہائی کی صورتیں، خیار بلوغ وکفارت وغیرہ کے احکام، زوجین کے اختلاف مذہب کی تمام صورتیں اور فسخ نکاح ہونے نہ ہونے کی تفصیلات۔ قیمت دو روپے پچاس پیسے ۲/۵۰

تبلیغ دین محشّٰے

از مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "اربعین" کے آخری تیس اصولوں کا اردو ترجمہ جو تہذیب اخلاق کے لئے بے حد مفید ہے

قیمت ۱/۵۰

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مکمل مبوّب

فقہی ترتیب والا جدید ایڈیشن

از مولانا الحاج مفتی عزیز الرحمن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

و

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سابق مفتی دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم کے صد سالہ دور کا عظیم شاہکار، پیدائش سے لیکر موت تک کے تمام مسائل پر حاوی، بے نظیر مجموعہ ڈھائی ہزار سے زائد ایسے مسائل جو عموماً مفصل اور عبارات فقہیہ کے ساتھ مدلل ہیں جو طلبا کے لئے شفیق استاد، علما کے لئے بہترین مشیر اور عوام کے لئے ماہر مفتی کا کام دینے والا ہے۔ زندگی کے ہر شعبہ کی تمام ضروریات سے متعلق مسائل کا یہ عظیم ذخیرہ اس قابل ہے کہ تمام مدرسوں، خانقاہوں، لائبریریوں اور ہر مسلم گھرانے میں برائے مطالعہ رکھا جائے، کتابت، طباعت کاغذ معیاری، ٹائیٹل خوشنما دیدہ زیب جس میں دارالافتاء دارالعلوم کا فوٹو بھی شامل ہے۔ مکمل سیٹ چار جلدوں میں - /۲۱

تاریخ اسلام مکمل ہر چہار حصص؛

از حضرت مولانا الحاج محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی

الحاصل یہ کتاب فن وعظ کی مقبول ترین اور مشہور کتاب ہے جو نہ صرف واعظانِ کرام ہی کے لئے مفید ہے بلکہ طلباء و علماء اور عوام الناس کے لئے بھی نہایت مفید اور قابل مطالعہ ہے۔

سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۱۱۲ ۱/۲۵

تعلیم الدین مکمل مدلل محشی

از حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ آج کل عام طور پر جس قدر تعلیم الدین فروخت ہو رہی ہیں وہ سب ناقص اور غیر مکمل ہیں۔ مولانا تھانویؒ نے جو مکمل تعلیم الدین تحریر فرما کر چھپوائی تھی اس کے بڑے حصے کو حذف (قلم) کر کے چھاپا جا رہا ہے۔ لیکن الحمد للہ اب ہم نے ایک بہت پرانے نسخے سے بہت عمدہ طریقہ پر لکھوا کر شائع کرایا ہے۔ علاوہ ازیں کتاب ہذا میں جو آیاتِ قرآنیہ آئی ہیں ان کا اردو ترجمہ خود حضرت مولانا تھانوی کے مترجم قرآن پاک سے لکھوا کر اضافہ کرا دیا ہے۔ نیز مشکل الفاظ کی سلیس اردو زبان میں تسہیل کے علاوہ اخیر میں جو حالات و شجرۂ مشائخ چشت فارسی زبان میں تھے ان کا بھی نہایت عمدہ سلیس اردو ترجمہ کرا کر شامل کرا دیا گیا ہے۔ مولانا تھانویؒ کی یہ کتاب علم دین کے تمام اجزاء، عقائد، اعمال، عبادات، معاملات، سیاست و معاشرت اخلاق و تصوف کی نہایت جامع اور مستند کتاب ہے جس کا مطالعہ

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کتابت، طباعت نہایت عمدہ مع خوبصورت ٹائیٹل۔ سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۴۰ قیمت ۲/۵۰

اصلاح الرسوم مکمل مدلل محشّٰے

از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ

آجکل مسلمانوں نے جس قدر فضول رسموں کو اپنا نصب العین قرار دے لیا ہے اس سے قوم کی قوم تباہ و برباد ہوئی جاتی ہے اگر وہ مالی اصلاح کا خیال نہیں کرتے نہ کریں۔ اگر وہ قرض میں اپنی جائدادیں کیا جانیں تک گروی کر لاتے ہیں کرا لیں لیکن اس کا کیا علاج کہ وہ دنیا کے ساتھ عقبیٰ بھی خراب کرتے جاتے ہیں۔ خدا کے لئے ان فضول رسموں کو آگ لگایئے اور اپنی آخرت سنواریئے۔ اس کتاب میں موجودہ بُری رسموں کی شرعی وعید بتلائی ہے اور ان کی وجہ سے دنیا و آخرت کا جو نقصان پہنچتا ہے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور زندگی سے لیکر موت تک کی تمام بُری رسموں، بدعتوں کو شرعی نقطۂ نظر سے دکھایا ہے۔ قیمت ۱/۵۰

براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ

مولانا عبدالسمیع صاحب رامپوری نے کتاب انوار ساطعہ لکھی اور بتایا کہ مولود، قیام، فاتحہ، عرس، قوالی، تیجہ، دسواں، چہلم وغیرہ سب

جائز ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے ارشاد سے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا دنداں شکن جواب مدلل دیا ہے پھر کسی بدعتی کو جواب دینے کی نوبت نہ آئی۔ یہ کتاب اس طرح شائع کی ہے کہ اوپر انوار ساطعہ اور نیچے براہین قاطعہ۔ ہر مسئلہ کا جواب اسی صفحہ پر دیدیا گیا ہے جدید ایڈیشن کی نہایت قدیم اور معتبر نسخہ سے صحت کرا کر شائع کیا گیا ہے اور حاشیہ پر مشکل الفاظ کا اُردو ترجمہ بھی لکھوا دیا گیا ہے۔ کتابت طباعت و کاغذ عمدہ، صفحات ۲۸۰ سائز ۲۰×۳۰

قیمت -/۵

مجموعہ دلائل الخیرات

مع حزب البحر و قصیدہ بردہ مترجم

حاشیہ پر کامل تفسیر مع سوانح عمری مصنف اور آخر میں نسخہ صحیح حزب البحر مترجم جس کے حاشیہ پر تفسیر اور طریقہ ورد و طریقہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ مع سوانحعمری مصنف درج ہے پھر قصیدہ بردہ مترجم مع تفسیر و طریق اسناد د کامل بیان و سوانح عمری مصنف جسکے ابواب علی الترتیب قائم کئے گئے ہیں جو قابل دید ہے وظیفہ کی معتبر اور مشہور کتاب کو حال ہی میں عمدہ طریقہ پر چھاپ کر شائع کیا گیا ہے۔ ہدیہ

ادارۂ تھانوی دیوبند یوپی۔ انڈیا